سیکشن ایک

قرآن پاک سے آیات
(1) Ayat-ul-Kursi (2:255)

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی
الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا
یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ
حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (2:255)

اللہ! اس کے سوا کوئی معبود نہیں (اس کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا) ہمیشہ زندہ رہنے والا، سب کو پالنے والا اور حفاظت کرنے والا، اس کو نہ اونگھ آتی ہے اور نہ اونگھ، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اسی کا ہے، کون ہے جو اس کے پاس اس کی اجازت کے بغیر سفارش کرے وہ سب کچھ جانتا ہے جو ان کے سامنے ہے اور جو ان سے پوشیدہ ہے اور وہ اس کے علم میں سے کچھ نہیں سمجھ سکتے سوائے اس کے جو وہ چاہے اس کی سلطنت آسمانوں اور زمین پر پھیلی ہوئی ہے اور وہ ان دونوں کی حفاظت میں کوئی تھکاوٹ محسوس نہیں کرتا اور وہ سب سے بلند اور عظیم ہے (2:255)

وضاحت :

- اللہ ایک ہے، مطلق اور ابدی ہے کوئی بھی اس کے ساتھ اس کی صفات اور اختیار میں شریک نہیں ہے
- وہ قادر مطلق، تمام طاقتور اور اعلیٰ ترین ہے، جس نے اربوں کہکشاؤں، ستاروں اور سیاروں پر مشتمل اس کائنات کو تخلیق کیا کائنات کا خود مختار رب ہونے کے ناطے، وہ کسی اور کی مدد یا کسی بھی سے مالی کی مداخلت کے بغیر، اکیلے ہی اس کا انتظام کرتا ہے
- کائنات میں جو کچھ ہے وہ سب اسی کا ہے کسی اور کا نہیں
- اللہ تعالٰی قادر مطلق ہے اس کا علم تمام مظاہر اور جہتوں میں مطلق، کامل اور مکمل، ہمہ گیر اور ہمہ گیر ہے وہ پوشیدہ اور ظاہر، ماضی اور حال اور آگے کیا ہے، سب سے چھوٹی ممکنہ تفصیلات تک جانتا ہے
- کسی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کی طرف سے اللہ کے پاس شفاعت کرے، حتیٰ کہ انبیاء میں سے سب سے زیادہ طاقتور بھی نہیں، جب تک کہ اسے اس کی اجازت نہ ہو
- وہ اکیلا ہے جو آسمانوں اور زمین اور ان میں موجود ہر چیز کو سنبھالتا اور سنبھالتا ہے، اور ایسا کرتے ہوئے اسے نہ تو آرام کی ضرورت ہے اور نہ ہی وہ کبھی تھکا ہوا ہے اور نہ ہی تھکا ہوا ہے

- یہ آیت مقدس تثلیث کے عقیدے کو واضح طور پر ختم کرتی ہے جیسا کہ عیسائیوں کے ذریعے تبلیغ کی گئی ہے یا مجوسیوں کے دو خدا (اہورا مزدا اور اہریمان) کے تصور یا کافروں کے ذریعے دیوتاؤں کی کثرت کی پرستش۔ یہ ان ملحدین کے موقف کی بھی نفی کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ یہ کائنات کسی حادثے کے نتیجے میں وجود میں آئی ہے اور جب تک یہ اپنا دائرہ حیات مکمل نہیں کر لیتی اور فراموشی میں تحلیل نہیں ہو جاتی اس وقت تک میکانکی طریقے سے کام کرتی رہے گی۔
- قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر اللہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے:
- "کہو: وہ اللہ ہے، ایک ہے، اللہ، ابدی، مطلق ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، اور اس کا کوئی ہمسر یا ہمسر نہیں ہے" (112:1-4)
- اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے" (42:11)
- "وہی اللہ ہے، ہر چیز کا موجد، صورتوں کا عطا کرنے والا، بہترین نام اسی کے ہیں، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں، اور وہ زبردست، حکمت والا ہے" (59:23-4)

(2) Surah An'aam (6:101-103)

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَنّٰى يَكُوْنُ لَهٗ وَلَدٌ وَّ لَمْ تَكُنْ لَّهٗ صَاحِبَةٌ ؕ وَ خَلَقَ كُلَّ شَىْءٍ ۚ وَ هُوَ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۝ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ خَالِقُ كُلِّ شَىْءٍ فَاعْبُدُوْهُ ۚ وَ هُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ وَّكِيْلٌ ۝ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَ هُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَ هُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ (6:101-103)

101. آسمانوں اور زمین کی ابتدا اسی کی ہے، جب اس کی کوئی بیوی نہیں ہے تو اس کا بیٹا کیسے ہو سکتا ہے؟ 102. اس نے ہر چیز کو پیدا کیا اور وہ ہر چیز کا پورا علم رکھتا ہے وہی اللہ تمہارا رب ہے! اس کے سوا کوئی معبود نہیں جو ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے، تو اس کی عبادت کرو، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے 103. اسے کوئی بصارت نہیں پکڑ سکتی، لیکن اس کی گرفت تمام بینائی پر ہے: وہ ہر چیز سے بالاتر ہے، پھر بھی ہر چیز سے واقف ہے (6:101-103) وضاحت :

- کائنات میں جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں وہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا ہے کسی اور نے نہیں جیسا کہ وہ تمام آسمانوں اور زمین کا خالق، پالنے والا اور محافظ ہے، وہ اکیلا ہی عبادت کے لائق ہے، کیونکہ وہ اپنی کائنات کی حاکمیت اور ربوبیت میں کسی کے ساتھ شریک نہیں ہے
- اللہ ایک ہے، ابدی اور مطلق ہے نہ اس کی کوئی بیوی ہے اور نہ اس سے کوئی بیٹا ہے جو لوگ اس کے برعکس کہتے ہیں وہ اس کی صفات، جلال اور انفرادیت کی توہین کرتے ہیں
- اللہ تعالیٰ قادر مطلق، سب پر قادر اور اعلیٰ ہے انسانی بصارت اس کا ادراک نہیں کر سکتی لیکن وہ ہر چیز کا ادراک رکھتا ہے کیونکہ اس کا علم تمام جہتوں اور مظاہر میں مطلق، کامل اور مکمل ہے

- چونکہ وہ ناقابل فہم، ناقابل فہم اور انسانی ادراک کے لیے ناقابلِ رسائی ہے، اس لیے اس کی موجودگی کو صرف اس کی تخلیق کردہ بے حد وسیع کائنات کی اعلیٰ فضیلت اور کمال کو دیکھ کر اور جانچ کر ہی محسوس کیا جا سکتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں دوسرے مقامات پر فرماتا ہے:
- "کہو: "دیکھو جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ لیکن جو لوگ ایمان نہیں لاتے ان کو نہ کوئی نشانیاں فائدہ پہنچاتی ہیں اور نہ ڈرانے والے" (10:101)
- "کہو کہ وہ اللہ ہے، ایک ہے، اللہ، ابدی، مطلق، نہ اس سے جنا ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، اور اس کا کوئی ہمسر یا ہمسر نہیں ہے۔" (4-112:1)

(3) سورہ فصیلت یا سورہ حا میم السجدہ (41:37-39)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(41:37-39)

37. اس کے گانے میں رات اور دن اور سورج اور چاند شامل ہیں۔ سورج اور چاند کو سجدہ نہ کرو بلکہ اللہ کو سجدہ کرو جس نے ان کو پیدا کیا ہے۔ اگر تم اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔ 38. لیکن اگر لوگ تکبر کریں تو تیرے رب کے حضور وہ ہیں جو رات دن اس کی تسبیح کرتے ہیں۔ اور وہ کبھی نہیں تھکتے۔ 39. اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ تم زمین کو بنجر اور ویران دیکھتے ہو، لیکن جب ہم اس پر بارش نازل کرتے ہیں تو اس میں زندگی پیدا ہو جاتی ہے اور پیداوار بڑھ جاتی ہے۔ بے شک وہ جو زمین کو زندہ کرتا ہے وہ یقیناً مرنے والوں کو بھی زندہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ (41:37-39)

وضاحت :

- سورج اور چاند اور دن اور رات اللہ کی نشانیاں ہیں اور اس کی مخلوق ہونے کے ناطے ان کی اپنی طرف سے کوئی اختیار یا طاقت نہیں ہے۔
- یہ اللہ کی نشانیاں نہیں ہیں بلکہ اللہ کی ذات ہے جس کی عبادت کی جانی چاہیے کیونکہ وہ اس بے پایاں وسیع کائنات میں موجود تمام چیزوں کا واحد خالق اور پالنے والا ہے جس کا وہ خود مختار رب ہے۔
- اگر اللہ کے اقتدار و اختیار کے نافرمان لوگ تکبر اور سرکشی کا مظاہرہ کرتے رہیں (وحی کا مذاق اڑانے اور شکوک و شبہات میں ڈال کر) تو وہی خسارے میں رہیں گے۔

  اور اللہ نہیں. سورہ القمر 54:2 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ’’اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مسلسل جادو ہے۔‘‘ اسی سورہ 54:43 میں نازل ہوا: "کیا تمہارے کافر (اہل قریش) نوح، لوط، صالح اور قوم فرعون کی قوموں سے بہتر ہیں جو ہلاک ہو گئی تھیں؟"
- اس طرح کے لوگ جو کچھ کرتے اور کہتے ہیں اس کے برعکس انسان اور فرشتے ہیں جو دن رات اللہ کی حمد و ثناء کرتے ہیں اور اس میں شاید ہی کبھی تھکتے ہوں۔
- اللہ کی ایک اور نشانی یہ ہے کہ وہ بارش کے بعد مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے۔ کافروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس طرح ایک بارش کے بعد مردہ زمین دوبارہ زندہ ہو جاتی ہے، اسی طرح مردہ انسانوں کو بھی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جوابدہی کے لیے زندہ کر کے اٹھائے گا۔

- بارش کے بعد مُردوں کو زندہ کرنے کا مطلب یہ بھی ہے کہ مومن کو یہ امید کبھی نہیں چھوڑنی چاہیے کہ اس کا منکرین کو اسلام کے دائرے میں لانے کا مشن ایک دن کامیاب ہو گا جس کا اسے دونوں جہانوں میں اجر ملے گا۔
- انسان کی بصارت اور ادراک محدود ہونے کی وجہ سے وہ سورج اور چاند، دن اور رات اور بارش اور دیگر قدرتی مظاہر کو پسند کرتا ہے، لیکن کائنات کے اعلیٰ ترین رب کی عظمت اور جلال کو پہچاننے سے انکاری ہے۔
- لامحدود خلا میں بکھرے ہوئے ستارے، قدرت کا اس کی دلکشی اور خوبصورتی کے ساتھ وسیع منظر، چاند کا باقاعدگی سے ڈھلنا اور ڈھلنا، موسموں اور دن اور راتوں کی حیرت انگیز ہم آہنگی سب ایک حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں: ایک خدا ہے، خالق ہے، حاکم ہے۔
- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے کہ:
- ''وہی ہے جس نے سورج کو چمکدار روشنی اور چاند کو چمکدار بنایا اور اس کے لیے منزلیں مقرر کیں تاکہ تم سالوں کی گنتی اور وقت کا حساب جانو'' (10:5)
- ''کیا انہوں نے اپنے اوپر آسمان کی طرف نہیں دیکھا کہ ہم نے اسے کس طرح بنایا اور آراستہ کیا اور اس میں کوئی عیب نہیں'' (50:6)
- "وہی ہے جس نے سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر بنائے ہیں، رحمٰن کی تخلیق میں تم کوئی بے ربطی نہیں دیکھ سکتے، پھر دوبارہ دیکھو: کیا تم کو کوئی دراڑ نظر آتی ہے؟ دوسری بار پھر اپنی نظر کو پھیر لو، تمہاری بینائی تذبذب اور تھکاوٹ سے تمہاری طرف لوٹ آئے گی" (67:3-4)

(4) Surah Shura (42:4-5)

لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ وَ هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ یَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰٓئِكَةُ یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ یَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِی الْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (42:4-5)

4. جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اسی کا ہے اور وہ سب سے بلند اور عظیم ہے۔ 5. آسمان اپنے اوپر سے تقریباً پھٹ گیا ہے، اور فرشتے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں، اور زمین پر موجود مخلوقات کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں: دیکھو! بے شک اللہ بہت بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔ (42:4-5) تشریح :

- جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے کسی اور کا نہیں۔ اللہ کا اختیار، اس کی قدرت، اس کی پوری کائنات پر اس کی حاکمیت اور حاکمیت غیر متوازی، غیر مماثل اور غیر متنازعہ ہے اور اس کی طرف سے کسی اور کے ساتھ اشتراک نہیں کیا جاتا ہے، خواہ وہ نام نہاد دیوتا اور دیوی، بیٹا، روح القدس، اہورا مزدا یا احریمان ہوں۔ یہ صرف اللہ ہی ہے جو اپنی بادشاہی کو اکیلا چلاتا ہے، بغیر کسی مدد، مدد اور مدد کے۔
- اللہ تعالیٰ کی عظمت و شان اور عظمت کا انسان تصور بھی نہیں کر سکتا۔ یہ آسمان والے یعنی فرشتے ہیں جو اس کی وسعت اور گہرائی سے واقف ہیں اور جانتے ہیں کہ بلند ترین آسمان بھی اس کی شان کی عظمت سے پھٹنے کو تیار ہیں۔

- فرشتے چونکہ انسانوں کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے احکام کی خلاف ورزی اور خلاف ورزی کے مضمرات سے واقف ہوتے ہیں، اس کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی شان میں خوشی منانے کے ساتھ ساتھ اس سے دعا بھی کرتے ہیں اور اس سے دعا بھی کرتے ہیں کہ اہل زمین اس کے احکام کے خلاف ان کی طرف سے ظاہر ہونے والی غیر ضروری باطل اور تکبر کی معافی مانگیں۔
- چونکہ انسان خطا اور گناہ کا شکار ہوتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر فضل، بخشش اور رحمت کا قانون وضع کر رکھا ہے۔ جو اس حقیقت سے ظاہر ہے کہ ان کی خطاؤں، تکبر اور باطل کے باوجود وہ انہیں مہلت دیتا رہتا ہے تاکہ وہ غور کریں، اپنی غلطی کا احساس کریں اور راہ راست پر آجائیں۔
- قرآن پاک میں دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
- "وہ مہربان ہے، اور جو کچھ وہ اپنی رحمت سے انسانوں کو دیتا ہے، کوئی اسے روکنے والا نہیں ہے۔" (35:2)
- ’’اگر وہ تمہارے لیے کوئی نفع پیدا کرے تو اس کی نعمت کو کوئی نہیں روک سکتا، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے پہنچا دیتا ہے۔‘‘ (35:2)
- ’’کہہ دیجئے: اے عبادی (میرے بندو) جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتی کی ہے، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، بے شک وہ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے (39:53)
- "اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔" (7:156)
- تاہم اللہ تعالیٰ نے خبردار کیا ہے کہ اگر کوئی سرکشی اور تکبر پر قائم رہے تو یقیناً اس پر اللہ کا غضب نازل ہوگا۔
- "جو گناہوں کو معاف کرتا ہے، توبہ قبول کرنے والا، سخت سزا دینے والا اور دراز کرنے والا ہے۔" (40:3)
- ’’اگر اللہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی اسے دور نہیں کر سکتا۔‘‘ (6:17)

(5) سورہ اخلاص (112)

(2 1 1)

[illegible]

- کہہ دو کہ وہ اللہ واحد اور اکیلا ہے۔

- اللہ، ابدیہ مطلق؛ وہ نہ تو پیدا کرتا ہے اور نہ ہی وہ پیدا ہوا ہے۔
- اور اس جیسا کوئی نہیں۔

زمانہ نزول:

یہ مکہ کی ابتدائی سورہ ہے۔

موضوع:

یہ سورت توحید، خدا کی وحدانیت سے متعلق ہے۔

وضاحت :

آیت (۱):

- عرب کے مشرکین کے لیے لفظ اللہ نیا نہیں تھا، کہ لیے یہ لفظ استعمال ہوا تھا، ایک طویل عرصہ تک کائنات کا خالق۔
- یہ آیت انسان کو اللہ کو سمجھنے کی خرابیوں سے بچنے کا درس دیتی ہے۔ سب سے پہلے یہ یاد رکھنا ہے کہ وہ ہمارا خالق ہے۔ وہ ہمارا خیال رکھتا ہے۔ دوسرا یہ کہ وہ ایک اور واحد ہے۔ وہ واحد ہے جس کی عبادت واجب ہے۔
- یہ حقیقت کہ اللہ ایک ہے اور صرف شرک کے خیال کی نفی کرتا ہے، جس میں لوگ بہت سے معبودوں کو مانتے ہیں۔

آیت (**ii**):

- ’صمد‘ کا ترجمہ عبداللہ یوسف علی نے دو طرح کیا ہے: ابدی اور مطلق۔
- اس مطلق وجود کی پیشین گوئی صرف اللہ کے لیے ہو سکتی ہے۔
- کہ تمام چیزیں اور مخلوقات اسی پر منحصر ہیں اور وہ کسی کا محتاج نہیں ہے۔

آیت (**iii**):

- یہ آیت یسوع کو 'خدا کا بیٹا' کے طور پر پیش کرنے کے عیسائی خیال کی نفی کرتی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کو پیدا نہیں کیا گیا اور نہ ہی اس کی کوئی اولاد ہے۔ یہ آیت بہت واضح طور پر اس حقیقت کو بیان کر رہی ہے کہ وہ کسی ہستی کا محتاج نہیں ہے اور اس کی اولاد کا کوئی تصور نہیں ہے۔
- آیت (iv):
- یہ آیت تمام سابقہ آیات کی دلیل کو جمع کرتی ہے۔ ماضی میں اللہ جیسا کوئی نہیں تھا، حال میں بھی اس جیسا کوئی نہیں ہے اور آئندہ بھی اس جیسا کوئی نہیں ہو گا۔
- یہ آیت ان لوگوں کے لیے بھی ایک تنبیہ ہے جو اللہ کو کسی دوسرے انسان یا اس سے تشبیہ دینے کا رجحان رکھتے ہیں۔ اللہ کسی دوسرے کے برعکس ہے۔

(6) سورہ فاتحہ (1:1-7)

[illegible]

[illegible] o
[illegible] o
[illegible] o [illegible]
[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible] o
[illegible] o
[illegible]

o [illegible] (1:1-7)
[illegible]

- اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔
- تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو ساری کائنات کا رب ہے۔
- رحم کرنے والا، رحم کرنے والا۔
- جزا کے دن کا مالک۔
- ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔
- ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔
- ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے احسان کیا۔
- جن پر تیرا غضب نہیں ہوا، جو گمراہ نہیں ہیں۔

عنوان:

- الفاتحہ (1 دی افتتاحی)، عنوان اس سورہ کے مواد کی عکاسی کرتا ہے۔
- عنوان ایک تعارف، ایک افتتاحی اشارہ کرتا ہے، اور یہ سورہ 'تعارف' یا 'پیش لفظ' کے مترادف ہے۔

زمانہ نزول:

- یہ مکی سورہ ہے۔
- یہ سورت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے بالکل شروع میں نازل ہوئی تھی۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ پہلی مکمل سورت نازل ہوئی تھی

موضوع:

- الفاتحہ دراصل ایک دعا ہے جو اللہ کی طرف سے ان تمام لوگوں کو سکھائی جاتی ہے جو اس کی کتاب پڑھتے ہیں۔
- یہ سورت ایک دعا اور جواب ہے- الفاتحہ وہ دعا ہے جو انسان کرتا ہے اللہ اور باقی قرآن انسان کی دعا کا اللہ کا جواب ہے
- اس سورہ کو بھی کہتے ہیں:
  (i) فاتحہ الکتاب (کتاب کا آغاز)
  (ii) ام الکتاب (کتاب کے جوہر کی ماں)
  (iii) سورہ الحمد (سورہ الحمد)
  (iv) سورہ الصلاۃ (باب نماز)
  (v) سورہ الدعاء (دعا کی سورت)
  (vi) عاص القرآن (قرآن کی بنیاد) تشریح:

آیت (۱):

- اس سورت کا آغاز اس اصول سے ہوتا ہے کہ ہر حرکت، ہر اشارہ اللہ کے نام سے شروع ہو
- جیسا کہ کہا گیا ہے، اس سورت کی خصوصیت ایک دعا کی طرح ہے - ایک دعا جس کا آغاز اس کی حمد سے ہوتا ہے جس سے دعا کی جاتی ہے
- یہ جاننا ضروری ہے کہ دعا صرف یہ نہیں کہ حمد اللہ کے لیے ہو بلکہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہوں۔
- اللہ سے دعا اس لیے مانگی جاتی ہے کہ تمام فضیلتیں حمد کے لیے پکارتی ہیں اور اس لیے کہ وہ ہمارا محسن ہے
- اللہ کی ہماری تعریف شکر کے گہرے احساس سے پیدا ہوتی ہے
- اگر کوئی ایسا ہے جس کی ہمیں پرستش اور عبادت کرنی چاہیے، جس کے لیے ہمیں عاجزی اور عقیدت مند ہونا چاہیے تو وہ کائنات کا خالق اور تمام کمالات کا خالق ہے

آیت (**ii**):

عربی میں لفظ رب کے تین معنی ہیں:

(i) رب اور مالک؛

(ii) پالنے والا، فراہم کرنے والا، حامی، پرورش کرنے والا اور سرپرست، اور (

iii) خود مختار حکمران، وہ جو کنٹرول اور ہدایت کرتا ہے

- اصطلاح کے تینوں معنی میں خدا رب ہے

- ''رحمٰن'' اور ''رحیم''۔ کا ترجمہ ''سب سے زیادہ رحم کرنے والا'' اور ''انتہائی رحم کرنے والا'' کے طور پر کیا گیا ہے وہ اللہ کے فضل اور رحم کی صفات سے متعلق ہیں۔

آیت (**iii**):

- اللہ اس دن کا رب ہے جب تمام انسان زمین پر اپنے اعمال کا حساب کتاب کرنے کے لیے جمع ہوں گے اور تمام نسلوں کو ان کے اعمال کی جزا یا سزا دی جائے گی۔
- یہ آیت اللہ کی رحمت اور احسان کو بیان کرنے والے کے بعد آئی ہے تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آخرت کو بھول جانا ہے۔

آیت (**iv**):

1. عربی لفظ عبادت تین معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔
2. عبادت اور عبادت:
3. اطاعت اور فرمانبرداری؛ اور <u>خدمت اور تابعداری:</u>

- اس خاص سیاق و سباق میں، اصطلاح تینوں حواس کو بیک وقت لے جاتی ہے۔
- ہم اللہ سے کہتے ہیں کہ ہم اس کی عبادت اور بندگی کرتے ہیں، ہم اس کے فرمانبردار ہیں اور یہ بھی کہ ہم اس کے بندے ہیں۔
- ہم نہ صرف اللہ کی عبادت کرتے ہیں بلکہ مدد کے لیے صرف اسی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

آیت (و)

- اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ زندگی کے تمام شعبوں میں ہماری رہنمائی فرمائے تاکہ ہم صراط مستقیم پر چل سکیں۔
- ہم اس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں رویے اور طرز عمل کے صحیح اصول فراہم کرے اور ہمیں وہ راستہ دکھائے جو نجات اور خوشی کی طرف لے جائے۔
- یہ آیت اللہ کی رحمت اور احسان کو بیان کرنے والے کے بعد آئی ہے تاکہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ آخرت کو بھول جانا ہے۔

آیت (**vi**):

- یہ 'صراط مستقیم' کی وضاحت کرتا ہے جو ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں دکھائے۔
- یہ وہ راستہ ہے جس پر چلتے ہوئے اللہ کی رحمتیں اور نعمتیں حاصل کی ہیں۔

آیت (**vii**):

- اس آیت سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ کی نعمتیں حاصل کرنے والے گمراہ نہیں ہیں۔
- اللہ کی رضا حاصل کرنے والے وہ بھی نہیں ہوسکتے جو مختصر طور پر دنیاوی خوشحالی اور کامیابی سے لطف اندوز ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔

- اللہ کی دائمی عنایات اور عنایات حاصل کرنے والے وہ لوگ ہیں جو سیدھے راستے پر چلتے ہیں۔

(7) Surah Baqarah (2:21-22)

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِىْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَo الَّذِىْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ص وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ج فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ (2:21-22)

21. اے لوگو! اپنے پالنے والے رب کی عبادت کرو، جس نے تمہیں اور تم سے پہلے آنے والوں کو پیدا کیا، تاکہ تمہیں نیکی سیکھنے کا موقع ملے۔ 22. جس نے زمین کو تمہارا تخت اور آسمانوں کو تمہارا چھت بنایا ہے اور آسمان سے بارش برسائی اور اس کے ذریعہ سے تمہارے رزق کے لیے پھل لائے۔ جب تم جانتے ہو تو اللہ کا شریک نہ بناؤ (2:21-22) تشریح:

- جیسا کہ اللہ تعالیٰ خالق، قائم رکھنے والا، اور ساری کائنات کا پالنے والا ہے جو تمام بنی نوع انسان، زمین و آسمان، اربوں کہکشاؤں اور ستاروں پر مشتمل ہے، صرف وہی ہے جس کی پرستش اور عبادت کی جانی چاہیے اور کسی کو نہیں۔ یہ قرآنی دعویٰ مقدس تثلیث (خدا کے طور پر باپ، خدا کے طور پر بیٹا اور خدا روح القدس کے طور پر)، احورا مزدا (روشنی کا دیوتا) اور اہریمان (تاریکی کا دیوتا) کے تصور پر تسلط کے لیے جدوجہد کرنے یا انسانوں کی طرف سے سفارش کرنے والے بتوں پر یقین کو ختم کرتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے انسان پر درج ذیل انعامات، نعمتیں اور انعامات نازل فرمائے ہیں:
- خود انسان کی تخلیق
- زمین کی تخلیق جس پر انسانوں کے رزق اور فائدے کے لیے ہر قسم کی چیزیں اگائی جاتی ہیں۔
- آسمانوں کی تخلیق جس سے ان تمام لوگوں کے لیے روحانی اور جسمانی نعمتیں نکلتی ہیں جو اس سے ان کے طلبگار ہوتے ہیں۔
- بارش کا بھیجنا جو مردہ زمین کو زندہ کرتا ہے اور اس سے ہر قسم کی خوراک پیدا کرتا ہے جس کے بغیر کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا۔
- مذکورہ بالا کے ذکر کے پیچھے خیال یہ ہے کہ جب یہ ایک تسلیم شدہ اور تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ یہ سب کچھ صرف اللہ تعالیٰ نے انسان کو عطا کیا ہے تو پھر یہ بھی جان لینا چاہیے کہ صرف وہی عبادت، بندگی، اطاعت اور بندگی کا مستحق ہے جیسا کہ اللہ ایک ہے، ایک کے سوا کچھ نہیں، دوسروں کو اس کے برابر ٹھہرانا شرک کا سب سے گھناؤنا اور گھناؤنا جرم ہے جسے اللہ کبھی معاف نہیں کرے گا۔
- قرآن مجید میں دوسرے مقامات پر اللہ کا ذکر ان الفاظ میں ہے:
- "کہو: وہ اللہ ہے، ایک، اللہ، ابدی، مطلق، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا، اور اس کا کوئی ہمسر یا ہمسر نہیں۔" (112:1-4)
- اس کی مثل کوئی چیز نہیں اور وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔" (42:11)

- "وہ اللہ ہے، ہر چیز کا موجد، صورتوں کا عطا کرنے والا، اسی کے لیے بہترین نام ہیں، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اس کی تسبیح کرتے ہیں اور وہ غالب اور حکمت والا ہے'' (59:23-4)

(8) سورہ علق (96:15)

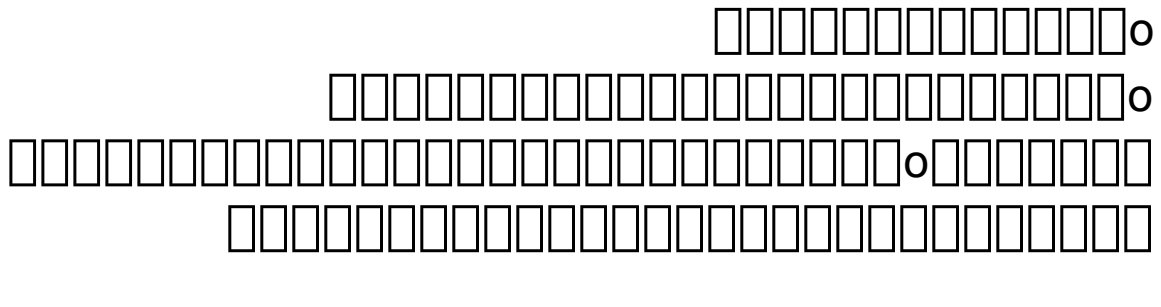

(96:1-5) ا
پڑھیں! اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا 2. انسان کو جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا، 3. اعلان کرو! اور تیرا رب بڑا کریم ہے، 4. جس نے قلم سے تعلیم دی، 5. انسان کو وہ باتیں سکھائیں جو وہ نہیں جانتا تھا (96:1-5)

وضاحت:

- یہ آیات سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبریل علیہ السلام کے ذریعے غار حرا میں رمضان کے آخری عشرے میں نازل ہوئیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں ثالثی کر رہے تھے۔
- کہ اللہ، قادر مطلق، اللہ قادر، خالق، کائنات کا پالنے والا، وہی ہے جس نے انسان کو کسی معمولی چیز سے پیدا کیا ہے، یعنی جمے ہوئے خون کے ایک ٹکڑے سے۔
- کہ وہ اللہ ہی ہے جس نے انسان کو علم کی طاقت سے نوازا ہے کہ وہ اپنے وجود اور کائنات کی تحقیق کرے اور لامحدود خلا میں بکھرے ستاروں کو دیکھے، قدرت کا وسیع منظر اپنی دلکشی اور خوبصورتی کے ساتھ اور موسموں اور دن اور راتوں کی حیرت انگیز ہم آہنگی__ قدرت و طاقت کے مظاہر، اور تمام انسانوں کی رحمت و کرم سے۔
- اسلام میں علم کی اہمیت اور مقام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے درج ذیل ارشادات سے ظاہر ہوتا ہے:
- ’’جو شخص علم کی تلاش میں چلتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔‘‘ (مسلم)
- ’’جو شخص علم کی تلاش میں نکلے گا وہ واپس آنے تک اللہ کی راہ میں رہے گا۔‘‘ (ترمذی)
- علم کا حصول "ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے" (ابن ماجہ)
- انسان سے کم از کم توقع یہ ہے کہ وہ رب کائنات کی نعمتوں کو پہچان کر کھلے عام اس کا شکر ادا کرے اور یہ اعلان کرتا رہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں جو حکمت، قدرت، عظمت اور رضائے الٰہی کا مظہر ہے۔

(9) سورہ زلزال (99)

[illegible]

[illegible]

(99) [illegible]

[illegible]

1. جب زمین اپنے زور سے ہل جاتی ہے، 2. اور زمین اپنا بوجھ ڈال دیتی ہے، 3. اور انسان پکارتا ہے: اسے کیا ہوا؟ 4. اس دن وہ اپنی خوشخبری سنائے گی: 5. اس کے لئے آپ کا رب اسے الہام دے گا 6. اس دن آدمیوں کو ان کے اعمال دکھائے جائیں گے.

وضاحت:

- یہ دنیا، اس طرح، ہمیشہ کے لیے قائم نہیں رہنے والی ہے اور نہ ہی ہم یہاں جو کچھ کرتے ہیں وہ بے حساب رہنا ہے۔ قیامت اور حساب کا دن دور نہیں جب دنیا کا موجودہ طبعی نظام زبردست زلزلے اور اکھاڑ پچھاڑ سے درہم برہم ہو جائے گا اور اس کی جگہ حق، عدل و انصاف کی ایک نئی دنیا جنم لے گی۔ یہ وہ دن ہے جب زمین ان سب چیزوں کو پھینک دے گی جو اس نے اب تک پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔
- اسی طرح کے بیانات قرآن کریم میں دیگر مقامات پر بھی قیامت کے دن کی شدت اور ثقل کے بارے میں آئے ہیں۔
  - جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب ستارے بکھر جائیں گے اور جب سمندر پھٹ جائیں گے اور جب قبریں الٹ جائیں گی تو ہر شخص جان لے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا ہے۔ (5-82:1)
  - ’’جب آسمان پھٹ جائے گا اور جب زمین پھیل جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے اسے باہر پھینک دے گا‘‘ (4-83:1)
  - "جس دن لوگ بکھرے ہوئے پتنگوں کی طرح ہوں گے اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کی طرح ہوں گے۔" (5-101:4)
- یہ وہ دن ہے جب مردے زندہ کیے جائیں گے اور وہ حیرت زدہ اور حیران ہوں گے کہ ان کی سابقہ زندگی کی کہانی کو زمین کی طرف سے اس کی چھوٹی چھوٹی تفصیلات پر دکھایا جا رہا ہے۔ جب رب کائنات کی طرف سے آخری فیصلہ سنایا جائے گا تو نیک لوگ جنت میں داخل ہوں گے جبکہ مجرموں کا انجام جہنم کی ہمیشہ جلتی ہوئی آگ ہوگی۔ بہرحال یہ سب کچھ اللہ عزوجل، حاکم اعلیٰ، رحمٰن کی طرف سے ایک منصفانہ اور منصفانہ طریقے سے کیا جائے گا جیسا کہ قرآن پاک میں ہے: "...... کسی جان کے ساتھ ذرہ برابر بھی ناانصافی نہیں کی جائے گی۔" (21:47)...... خدا (انصاف اور سچائی) کے ساتھ فیصلہ کرے گا......‘‘ (40:20)

(10) سورہ ناس (114)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

□ (114)

[illegible]

[illegible]

□ ک□و: میں انسانوں ک□ رب اور پالن□ وال□ کی پنا□ مانگتا □وں□

□ بنی نوع انسان کا بادشا□ (یا حکمران)□

□ بنی نوع انسان ک□ لی□ خدا (یا جج)□

□ وسوس□ ڈالن□ وال□ ک□ شر س□□ جو پیچھ□ □ٹتا □□ (اس کی سرگوشی ک□ بعد)□ (و□ی) جو انسانوں ک□ دلوں میں وسوس□ ڈالتا □□□

□ جنوں میں بھی اور انسانوں میں بھی□

زمان□ نزول:

ی□ پچھلی سورت (سور□ الفلق) کا ایک لٹکا □□ اور ی□ قرآن پاک کا اختتام انسانوں س□ اپیل کرتا □□ ک□ و□ الل□ پر بھروس□ کریں اور □ر وقت اس کی رحمت اور حفاظت تلاش کریں، خاص طور پر اپن□ دلوں میں موجود برائیوں س□□

وضاحت:

آیت (١):

- □میں اندرونی عوامل س□ پنا□ مانگن□ ک□ لی□ ک□ا جا ر□ا □□، □مار□ دلوں میں موجود برائی ک□ وسوسوں س□□
- الل□ □ی واحد □□ جس کی حفاظت اور پنا□ ک□ لی□ □میں رجوع کرنا چا□ی□ کیونک□ و□ی انسانوں کا خالق، رب اور پالن□ والا □□□

آیت (**ii**) اور (**iii**):

- عبدالل□ یوسف علی ک□ مطابق الل□ س□ انسان ک□ تعلق کو تین پ□لوؤں س□ دیکھا جا سکتا □□:
- الل□ اس کا رب، رازق اور رازق □□□
- الل□ □ی بادشا□ اور حاکم □□□
- الل□ و□ □□ جس کی طرف انسانوں کو اپن□ اعمال کا حساب دین□ ک□ لی□ لوٹنا □□□

- اللہ ہی ہے جو تمام انسانوں کو ان کے اعمال کا فیصلہ کرے گا وہ واحد ہستی ہے جو انسان کی عبادت کے لائق ہے۔

آیت (**iv**) اور (**v**)

- برائی خود کو کئی طریقوں سے ظاہر کرتی ہے۔ اندرونی برائی بھی اتنی ہی مضبوط ہے جتنی بیرونی برائی۔
- وسواس کا مطلب ہے کسی کے دل میں بار بار برائی کا اس طرح سرگوشی کرنا کہ ایسی سرگوشی محسوس بھی نہ ہو۔
- لوگوں کے دلوں میں بار بار برائی کا وسوسہ ڈالنا شیطان کا کام ہے۔ اس کے باوجود، برائی کی سرگوشیاں صرف بیج ڈالتی ہیں، جو ممکنہ طور پر برے کاموں میں ترقی کر سکتی ہیں۔
- لہٰذا انسان کو وسواس الخناس سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے تاکہ وہ برائی کرنے سے بھی محفوظ رہے اور کسی دوسرے کی برائی سے بھی محفوظ رہے۔

آیت (**vi**):

- یہ آیت برائی کے ذرائع کو بیان کرتی ہے۔ انسان کو انسانوں کے دلوں سے نکلنے والی برائیوں (جو ننگی آنکھ سے نظر آتے ہیں) اور ساتھ ہی شیطانی روحوں اور جنوں (جو ننگی آنکھ سے پوشیدہ ہیں) سے نکلنے والی برائی سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔
- لیکن اگر انسان ایسی برائیوں سے پناہ مانگے تو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے گا اور کوئی ظاہر یا پوشیدہ برائی اسے چھو نہیں سکتی۔

(11) سورہ بقرہ (2:30-37)

وَ اِذۡ قَالَ رَبُّکَ لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اِنِّیۡ جَاعِلٌ فِی الۡاَرۡضِ خَلِیۡفَۃً ؕ قَالُوۡۤا اَتَجۡعَلُ فِیۡهَا مَنۡ یُّفۡسِدُ فِیۡهَا وَ یَسۡفِکُ الدِّمَآءَ ۚ وَ نَحۡنُ نُسَبِّحُ بِحَمۡدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ ؕ قَالَ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ۝ وَ عَلَّمَ اٰدَمَ الۡاَسۡمَآءَ کُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمۡ عَلَی الۡمَلٰٓئِکَۃِ ۙ فَقَالَ اَنۡۢبِـُٔوۡنِیۡ بِاَسۡمَآءِ هٰۤؤُلَآءِ اِنۡ کُنۡتُمۡ صٰدِقِیۡنَ ۝ قَالُوۡا سُبۡحٰنَکَ لَا عِلۡمَ لَنَاۤ اِلَّا مَا عَلَّمۡتَنَا ؕ اِنَّکَ اَنۡتَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَکِیۡمُ ۝ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنۡۢبِئۡهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۚ فَلَمَّاۤ اَنۡۢبَاَهُمۡ بِاَسۡمَآئِهِمۡ ۙ قَالَ اَلَمۡ اَقُلۡ لَّکُمۡ اِنِّیۡۤ اَعۡلَمُ غَیۡبَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۙ وَ اَعۡلَمُ مَا تُبۡدُوۡنَ وَ مَا کُنۡتُمۡ تَکۡتُمُوۡنَ ۝ وَ اِذۡ قُلۡنَا لِلۡمَلٰٓئِکَۃِ اسۡجُدُوۡا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوۡۤا اِلَّاۤ اِبۡلِیۡسَ ؕ اَبٰی وَ اسۡتَکۡبَرَ ٭ وَ کَانَ مِنَ الۡکٰفِرِیۡنَ ۝ وَ قُلۡنَا یٰۤاٰدَمُ اسۡکُنۡ اَنۡتَ وَ زَوۡجُکَ الۡجَنَّۃَ وَ کُلَا مِنۡهَا رَغَدًا حَیۡثُ شِئۡتُمَا ۪ وَ لَا تَقۡرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَۃَ فَتَکُوۡنَا مِنَ الظّٰلِمِیۡنَ ۝ فَاَزَلَّهُمَا الشَّیۡطٰنُ عَنۡهَا فَاَخۡرَجَهُمَا مِمَّا کَانَا فِیۡهِ ۪ وَ قُلۡنَا اهۡبِطُوۡا بَعۡضُکُمۡ لِبَعۡضٍ عَدُوٌّ ۚ وَ لَکُمۡ فِی الۡاَرۡضِ مُسۡتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰی حِیۡنٍ ۝ فَتَلَقّٰۤی اٰدَمُ مِنۡ رَّبِّهٖ کَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَیۡهِ ؕ اِنَّهٗ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِیۡمُ (2:30-37)

30. دیکھو تمہارے رب نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر ایک نائب پیدا کروں گا۔ انہوں نے کہا: کیا تم وہاں کسی کو رکھو گے جو وہاں فساد کرے اور خون بہائے؟ جب کہ ہم تیری حمد مناتے ہیں اور تیرے مقدس (نام) کی تسبیح کرتے ہیں؟ اس نے کہا: ''میں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے'' 31. اور اس نے آدم کو تمام چیزوں کے نام سکھائے۔ پھر ان کو فرشتوں کے سامنے رکھا اور فرمایا: اگر تم صحیح ہو تو مجھے ان کے نام بتاؤ 32. انہوں نے کہا: پاک ہے تیری ذات، ہمارے پاس کوئی علم نہیں، سوائے اس کے جو تو نے ہمیں سکھایا، حقیقت میں تو ہی علم و حکمت میں کامل ہے۔ 33. فرمایا: اے آدم! ان کے نام بتاؤ' جب اس نے ان سے کہا تو اللہ نے فرمایا: کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کے بھید جانتا ہوں اور جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو اور جو کچھ چھپاتے ہو اسے بھی میں جانتا ہوں؟ 34. اور دیکھو ہم نے فرشتوں سے کہا: آدم کو سجدہ کرو اور وہ جھک گئے۔ ابلیس ایسا نہیں ہے، اس نے انکار کیا اور تکبر کیا، وہ کافروں میں سے تھا۔ 35. ہم نے کہا: اے آدم! تم اور تمہاری بیوی باغ میں رہو اور اس میں سے جو چاہو کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ نقصان اور سرکشی میں پڑ جاؤ گے' 36. پھر شیطان نے ان کو وہاں سے پھسلایا اور جس میں وہ تھے وہاں سے نکال دیا، ہم نے کہا: آپس کی دشمنی کے ساتھ نیچے جاؤ۔ زمین پر ایک وقت تک تمہارا ٹھکانہ اور تمہارا ذریعہ معاش ہوگا۔ 37. پھر آدم نے اپنے رب سے الہامی کلمات سیکھے، اور اس کا رب اس کی طرف متوجہ ہوا کیونکہ وہ بہت رجوع کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ (2:30-37) تشریح:

- اللہ، ابدی، مطلق، ایک اور منفرد، واحد خالق ہے، اس لامحدود وسیع کائنات کا پالنے والا اور منصوبہ ساز ہے جس میں فرشتے باقاعدگی سے اس کی حمد کرتے ہیں اور اس کے نام کی تسبیح کرتے ہیں۔

- کائنات میں دیگر مخلوقات، اجسام اور چیزوں کی طرح جو ہم دیکھتے ہیں، اللہ ہی ہے جس نے انسان کو بھی پیدا کیا اور فرشتوں کی طرف سے ظاہر کیے گئے اندیشوں کے باوجود کے انسان فساد اور خونریزی میں ملوث ہو جائے گا، اسے اپنا نائب اور رسول مقرر کیا

- ملحدین کا یہ دعویٰ کے انسان کسی چیز سے پیدا نہیں ہوا یا یہ کے وہ اس کا اپنا خالق و مالک ہے کسی شک و شبہ سے بالاتر ہے

  "کیا وہ کسی چیز سے پیدا نہیں ہوئے یا وہ خود خالق تھے؟ یا انہوں نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا؟ نہیں، ان کا کوئی پختہ یقین نہیں ہے" (52:35-6)

  ''کہہ دیجئے کے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب کچھ دیکھو، لیکن جو لوگ ایمان نہیں لاتے انہیں کوئی نشانیاں اور ڈرانے والے کام نہیں دیتے'' (10:101)

- انسان اللہ کی بہترین تخلیق ہے کیونکے اسے کائنات کے اسرار و رموز کو جاننے اور سمجھنے کے لیے علم کی طاقت، فیکلٹی اور حکمت سے نوازا گیا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کے جب آمنا سامنا ہوا تو فرشتے ان چیزوں کے نام نہیں بتا سکتے تھے جب کے آدم علیہ السلام نے یہ کام بڑی آسانی اور بے ساختہ کر دیا تھا کیونکے اسے رب تعالیٰ نے ایسا سکھایا تھا

- علم کے ذریعے ہی ہم اللہ کو بہتر طور پر سمجھ سکتے ہیں اور اس کی بہتر خدمت کر سکتے ہیں غار حرا میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی آیت ہی اسلام میں علم کی اہمیت، اہمیت اور مقام کو واضح کرتی ہے:

  "پڑھو! اپنے رب کے نام سے جس نے (سب کچھ موجود ہے) پیدا کیا، اس نے انسان کو لوتھڑے سے پیدا کیا، پڑھو، اور تمہارا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے سکھایا، اس نے انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا" (96:1-5)

- اللہ تعالیٰ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیتا ہے کے وہ علم میں آگے بڑھنے کی دعوت دیں:

  ''کہہ دو: اے میرے رب، میرے علم میں اضافہ فرما'' (20:114)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا اعادہ حسب ذیل فرمایا:

  ''جو شخص علم کی تلاش میں چلتا ہے اللہ اس کے لیے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے'' (مسلم)

  ''جو شخص علم کی تلاش میں نکلے گا وہ واپس آنے تک اللہ کی راہ میں رہے گا'' (ترمذی)

علم کا حصول ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے (ابن ماجہ)

- نجات اللہ تعالیٰ کے احکام کو بجا لانے میں ہے نے کے سرکشی اور تکبر میں دوسرے تمام لوگوں کے برعکس جنہوں نے ایک لمحے کی ہچکچاہٹ یا مزاحمت کے بغیر خالق کے سامنے سجدے کیا، ابلیس کی مذمت کی گئی کیونکے اس نے بحث کی، انکار کیا اور ایسا نے کرنے کا انتخاب کیا

- انسان کا اصل ٹھکانے جنت ہے جس میں وہ ہمیشے کے لیے رہے سکتا تھا اور زندگی کا لطف اٹھا سکتا تھا اگر آدم اور حوا نے ممنوعے درخت کا پھل کھانے کی غلطی نے کی ہوتی چونکے انہوں نے نادانستے طور پر شیطان کے حکم پر اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کی، انہیں وہاں سے نکال دیا گیا اور انہیں کہا گیا کے وہ زمین پر سکونت اختیار

کریں جہاں انہیں تمام رزق ملیں گے۔ حضرت آدم علیہ السلام کو فوراً احساس ہوا کہ ان دونوں نے کتنی بڑی غلطی کی ہے۔ چنانچہ اس نے توبہ کی اور اس طریقہ سے معافی مانگی جس طرح اللہ تعالیٰ نے اسے کرنے کا حکم دیا تھا۔ انسان کا خالق جو بلا شبہ نہایت مہربان، رحیم اور بہت بخشنے والا ہے، اس نے آدم کی درخواست کو قبول کیا اور اسے اصل گناہ سے پاک کردیا۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گناہوں کو معاف کردیتا ہے جب وہ مخلصانہ مگر غیر مشروط توبہ کرتے ہیں۔

- انسانی فطرت کی سب سے عام کمزوریوں یا خصوصیت میں سے ایک اس کی ہوس کے خلاف مزاحمت کرنے کی ناکامی ہے۔ حضرت آدم اور حضرت حوا کو کہا گیا کہ کسی خاص درخت کے قریب نہ جائیں لیکن شیطان نے انہیں وسوسہ دیا کہ انہیں مذکور درخت کے قریب جانے سے منع کیا گیا ہے کیونکہ اگر انہوں نے اسے چکھ لیا تو یا تو زاویہ بن جائیں گے یا ہمیشہ زندہ رہیں گے لہٰذا، یہ فرشتہ یا امر بننے کی خواہش تھی جس نے انہیں وہ کام کرنے پر مجبور کیا جس سے انہیں منع کیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں عملی مظاہرہ کے ذریعہ بتایا کہ ہوس کا مقابلہ نہ کر پانا انسان کی ان کمزوریوں میں سے ایک ہے جس سے شیطان ہمیشہ فائدہ اٹھا سکتا ہے اور اللہ کا خوف اور اس کی رہنمائی ہی اس استحصال سے بچنے کا واحد ذریعہ ہے۔

- جیسا کہ انسان کو اچھائی اور برائی کے درمیان انتخاب کرنے کی نادر صلاحیتوں سے نوازا گیا ہے، اس لیے اسے تنہا فیصلہ کرنا ہے کہ اللہ کے راستے پر چلنا ہے جو جنت کی طرف لے جاتا ہے یا شیطان کے ساتھ ہے جو یقیناً اسے تباہی کی طرف مائل کرے گا۔

(12) Surah An’aam (6:75-79)

وَ كَذٰلِكَ نُرِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ مَلَكُوْتَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلِیَكُوْنَ مِنَ الْمُوْقِنِیْنَ o فَلَمَّا جَنَّ عَلَیْهِ الَّیْلُ رَاٰ كَوْكَبًا ۚ قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَاۤ اُحِبُّ الْاٰفِلِیْنَ o فَلَمَّا رَاَ الْقَمَرَ بَازِغًا قَالَ هٰذَا رَبِّیْ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَ قَالَ لَىِٕنْ لَّمْ یَهْدِنِیْ رَبِّیْ لَاَكُوْنَنَّ مِنَ الْقَوْمِ الضَّآلِّیْنَo فَلَمَّا رَاَ الشَّمْسَ بَازِغَةً قَالَ هٰذَا رَبِّیْ هٰذَاۤ اَكْبَرُ ۚ فَلَمَّاۤ اَفَلَتْ قَالَ یٰقَوْمِ اِنِّیْ بَرِیْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ o اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَاۤ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ (6:75-79)

75. اسی طرح ہم نے ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی طاقت اور قوانین بھی دکھائے تاکہ وہ یقین حاصل کریں۔ 76. جب رات اس پر چھا گئی تو اس نے ایک ستارہ دیکھا، اس نے کہا: یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب وہ ڈوب گیا تو اس نے کہا: 'میں ڈوبنے والی چیزوں کو پسند نہیں کرتا۔' 77. جب چاند کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے۔ لیکن جب چاند غروب ہوا تو فرمایا: اگر میرا رب میری رہنمائی نہ کرے تو میں ضرور گمراہوں میں سے ہو جاؤں گا۔ 78. جب سورج کو چمکتا ہوا دیکھا تو کہا: یہ میرا رب ہے۔ یہ سب سے بڑا ہے۔' پھر جب سورج غروب ہوا تو فرمایا: اے میری قوم! میں یقیناً تمہارے اللہ کے ساتھ شریک کرنے سے آزاد ہوں۔ 79. اپنے لیے میں نے اپنا چہرہ مضبوطی سے اس کی طرف متوجہ کیا ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے اور میں اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراؤں گا۔ (6:75-79)

وضاحت:

- حضرت ابراہیم 2100 قبل مسیح میں موجودہ عراق کے شہر "اور" میں مقیم تھے اس دور کے لوگوں کو ستاروں اور آسمانی اجسام کے بارے میں بہت علم تھا جن کی وہ

دیوتا اور دیوی کے طور پر پوجا کرتے تھے جیسا کہ ابراہیم کو نبوت سے نوازنا تھا، اللہ تعالی نے انہیں یقین کے ساتھ ظاہر کیا کہ جسمانی دنیا کی شاندار طاقتوں اور قوانین کے پیچھے روحانی عظمتیں ہیں۔ اس طرح حضرت ابراہیم بغیر کسی شک و شبہ کے رہ گئے تھے کہ ان کے آبائی بت جو قدرت کی قوتوں کی نمائندگی کرتے ہیں ان کی کوئی طاقت نہیں تھی، اس سے بہت کم اعلیٰ طاقت۔ متذکرہ بالا آیات تشبیہاتی انداز میں حضرت ابراہیم کی روحانی روشنی کے مختلف مراحل کو ظاہر کرتی ہیں۔ یہ گمان نہ کیا جائے کہ اس نے ستاروں اور آسمانی اجسام کی پرستش کی اور اس طرح شرک کا ارتکاب کیا۔ آبائی بت پرستی کی حماقت کے قائل ہونے کے بعد، اسے دور دراز کی چمکتی ہوئی چیزوں کی پرستش کی فضولیت نظر آنے لگی جن کی طرف اس کے اردگرد کے لوگ کچھ ایسی طاقتیں منسوب کرتے تھے جو درحقیقت ان میں بسی نہیں تھیں۔ اس قسم کی ایک قسم رات کی تاریکی میں چمکنے والا ستارہ ۔۔۔ حضرت ابراہیم جیسا سچا مومن دیکھ سکتا تھا کہ جس طرح ستارے کا طلوع و غروب ان قوانین کے مطابق تھا جس کا مصنف خدا ہے، وہ بذات خود اس لائق نہیں تھا کہ اس کی عبادت کی جائے۔

- تمثیل کو آگے بڑھاتے ہوئے آیات میں بتایا گیا ہے کہ چاند اگرچہ ستارے سے بڑا اور روشن بھی خدا نہیں مانا جا سکتا کیونکہ وہ بھی گھنٹے گھنٹے اپنی شکل بدلتا رہتا ہے اور اس کی روشنی کا دارومدار ہموار جسم پر ہے۔

- اس وقت حضرت ابراہیم نے کسی ایسی چیز کی تلاش شروع کی جو ظاہر سے زیادہ معتبر ہو اور اللہ تعالیٰ سے اس کی ہدایت بھی مانگی۔

- تمثیل میں اگلا مرحلہ سورج ہے، لیکن یہ مشرق میں بھی ظاہر ہوتا ہے اور مغرب میں ہر روز غروب ہوتا ہے چونکہ اس کی اپنی حرکت مشینی ہے، اس لیے سورج بھی اس بے پناہ وسیع کائنات کے پیچھے حقیقی طاقت نہیں ہو سکتا۔

- اس مرحلے پر حضرت ابراہیم نے مضبوطی سے اعلان کیا کہ ان کا رب نہ ستارہ ہے نہ چاند اور نہ سورج بلکہ اللہ ہی ہے جو تمام آسمانوں اور زمینوں کا خالق ہے لہٰذا صرف وہی ہے جس کے آگے وہ سجدہ کرے گا اور یہ بھی کہ وہ کبھی بھی اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائے گا جیسا کہ اس کے آس پاس کے لوگ کرتے ہیں۔

(13) سورہ مائدہ (5:110)

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

(5:110)

[illegible]

پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: عیسیٰ ابن مریم! تم پر اور اپنی ماں پر میرا احسان بیان کرو۔ دیکھو! میں نے آپ کو روح القدس سے تقویت بخشی، تاکہ آپ بچپن اور جوانی میں لوگوں سے بات کریں۔ دیکھو! میں نے تمہیں کتاب اور حکمت، شریعت اور انجیل سکھائی۔ اور دیکھو! تم میری اجازت سے مٹی سے پرندے کی شکل بناتے ہو، اور اس میں پھونک مارتے ہو اور وہ میری اجازت سے پرندے بن جاتا ہے، اور تم میرے حکم سے پیدا ہونے والے اندھے اور کوڑھیوں کو شفا دیتے ہو۔ اور دیکھو! تم میری اجازت سے مردوں کو نکالتے ہو۔ اور دیکھو! میں نے بنی اسرائیل کو تم سے روک دیا جب تم نے ان کو کھلی نشانیاں دکھائیں تو ان میں سے کافر کہنے لگے کہ یہ تو کھلا ہوا جادو ہے۔ (5:110) تشریح:

- کائنات کا سب سے بڑا رب صرف اللہ ہے اور کوئی نہیں۔ تمام انسان جن میں انبیاء بھی شامل ہیں، قیامت اور قیامت کے دن اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے اور اپنے اعمال یا ان کاموں کی تکمیل کا حساب لیں گے جو انہیں سونپے گئے تھے۔
- یسوع مسیح ایک نبی تھے نہ خدا کے اوتار یا خدا کے بیٹے تھے جیسا کہ عیسائیوں کے ذریعے غلط طور پر پکڑا گیا تھا جنہوں نے اس اصل وحی کو خراب کیا جو اسے اللہ کی طرف سے بطور رسول حاصل ہوا تھا۔
- مریم سے عیسیٰ مسیح کی کنواری پیدائش، یہ حقیقت کہ وہ گود میں رہتے ہوئے بھی پختگی کے ساتھ بات کر سکتے تھے، مٹی کے ایک گانٹھ کو پرندے کی شکل میں ڈھالنے اور اس میں زندگی پھونکنے، اندھے اور کوڑھیوں کو شفا دینے اور مردوں کو زندہ کرنے کی طاقت وہ معجزات تھے جو عیسیٰ مسیح نے خود نہیں بلکہ اللہ کے حکم سے کیے تھے۔
- حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ معجزات اس لیے انجام دے سکتے تھے کہ انہیں خاص طور پر کتاب، حکمت، قانون اور انجیل کی تعلیم دی گئی تھی اور روح القدس یعنی جبریل سے بھی تقویت ملی تھی۔

- اگر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ مسیح کی حفاظت نہ کی ہوتی تو بنی اسرائیل، جنہوں نے ان کے معجزات کو جادو سمجھا، انہیں صلیب پر چڑھانے کی آخری کوشش سے بہت پہلے انہیں جسمانی طور پر نقصان پہنچانے میں کامیاب ہو جاتے جسے اللہ تعالیٰ نے ناکام بنا دیا۔
- اس آیت میں عیسیٰ مسیح اور مریم پر اللہ کے احسانات کا ذکر قرآن کریم کے دوسرے مقامات پر بھی ہے:
  - ''اے اہل کتاب (مسیحیو) اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور نہ اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو، مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول اور اس کے کلام کے سوا کچھ نہیں تھے'' (4:171)
  - ''میں تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں کہ میں تمہارے لیے مٹی سے ایک پرندے کی شکل بناتا ہوں اور اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ اللہ کے حکم سے پرندے بن جاتا ہے اور میں اندھا پیدا ہونے والے کوڑھی کو شفا دیتا ہوں اور اللہ کے حکم سے مردوں کو زندے کرتا ہوں'' (3:49)
  - اور جب اللہ فرمائے گا: اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے مردوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو دو معبود بنا کر پوجتے رہو اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے... (5:116-118)
- مذکورہ بالا سچائی کی تصدیق خود حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قیامت کے دن اللہ کے حضور پیش کریں گے۔ اب وقت آ گیا ہے کہ اس کے پیروکار شرمندہ ہو جائیں، کیونکہ اگر وہ اس غیر مسخ شدہ اصل پیغام پر عمل کرتے جو اسے اللہ کی طرف سے ملا تھا تو وہ اس کی پاکیزگی اور روحانی سچائی سے بہت فائدہ اٹھاتے۔

(14) سورہ زلزلہ (93)

وَالضُّحٰی o وَالَّیۡلِ اِذَا سَجٰی o مَا وَدَّعَکَ رَبُّکَ وَمَا قَلٰی o وَلَلۡاٰخِرَۃُ خَیۡرٌ لَّکَ مِنَ الۡاُوۡلٰی o وَلَسَوۡفَ یُعۡطِیۡکَ رَبُّکَ فَتَرۡضٰی o اَلَمۡ یَجِدۡکَ یَتِیۡمًا فَاٰوٰی o وَوَجَدَکَ ضَآلًّا فَھَدٰی o وَوَجَدَکَ عَآئِلًا فَاَغۡنٰی o فَاَمَّا الۡیَتِیۡمَ فَلَا تَقۡھَرۡ o وَاَمَّا السَّآئِلَ فَلَا تَنۡھَرۡ o وَ اَمَّا بِنِعۡمَۃِ رَبِّکَ فَحَدِّثۡ (93)

- By the Glorious Morning Light.
- اور رات کی جب وہ ساکن ہو
- پالنے والے رب نے آپ کو نہیں چھوڑا اور نہ ہی وہ ناراض ہے
- اور یقیناً آخرت تمہارے لیے موجودہ سے بہتر ہے
- اور عنقریب تمہارا پالنے والا رب تمہیں دے گا (جس سے) تم خوش ہو جاؤ گے
- کیا اس نے تمہیں یتیم نہیں پایا اور تمہیں پناہ (اور دیکھ بھال) نہیں دی؟
- اور اس نے تمہیں بھٹکتے ہوئے پایا اور اس نے تمہیں ہدایت دی
- اور اس نے آپ کو محتاج پایا، اور آپ کو خود مختار بنایا
- اس لیے یتیم کے ساتھ سختی نہ کرو

- اور نہ ہی درخواست دہندہ کو پیچھے ہٹائیں (نا سنا):
- لیکن آپ کے رب کا فضل - مشق کریں اور اعلان کریں!

موضوع:

- اس سورت میں انسانی زندگی کے نشیب و فراز کی طرف اشارہ ہے انسان سے کہا گیا ہے کہ سیدھا راستہ اختیار کرو اور اللہ کی نعمتوں کا اعلان کرو۔
- ایسا لگتا ہے کہ یہ سورت مقدس کے لیے خاص طور پر آزمائشی دور میں نازل ہوئی ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جب کم حوصلہ والا آدمی کمزور پڑ گیا ہو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آخرت کی قدر کرنے کا کہا گیا ہے، جو آپ کے لیے اندھیرے کے بعد کی صبح کی طرح شاندار تھی، آزمائش کے وقت سے زیادہ

وضاحت:

آیت (۱):

- صبح کا نور وہ ہے جب رات گزر جانے کے بعد اللہ کی شان چمک اٹھے
- فجر سے لے کر مکمل روشنی تک روشنی کے اوقات روحانی زندگی کی حقیقی نشوونما کا مظہر ہیں
- پھر بھی، ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے کہ اندھیرے کے اوقات روحانی لحاظ سے ضائع ہوتے ہیں، کیونکہ اندھیرے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ ہمیں چھوڑ دیتا ہے

ہمیں ہمت نہیں ہارنی چاہیے کیونکہ جس طرح رات کے بعد دن کی روشنی آتی ہے اسی طرح اللہ کی رحمت انسان کے تمام دکھوں کو کم کرنے کا پابند ہے۔

آیت (**ii**):

- دن کی روشنی کے اوقات کا ذکر کرنے کے بعد اندھیرے کے اوقات کا ذکر کیا گیا ہے۔
- خیال کیا جاتا ہے کہ 'رات' انسانی مصائب کے طویل عرصے کی علامت ہے۔

آیت (**iii**):

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک خاص یقین دہانی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو نہیں چھوڑا، باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی میں خاصے مشکل وقت سے گزر رہے ہیں۔
- عام طور پر، روحانی بیداری کے لیے تیاری کرنے والے ہر شخص کے لیے ایک یقین دہانی ہے کہ اسے اپنی ابتدائی کوششوں میں تنہائی کے احساس سے مایوس نہیں ہونا چاہیے۔
- یہ آیت خدا کی رحمت اور احسان کو بیان کرنے والے کے بعد آئی ہے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ آخرت کو بھول جانا ہے۔

آیت (**iv**):

- واقعی ایک متقی انسان کے لیے، ہر آنے والا دور آخری سے بہتر ہوگا۔
- یہ آیت زمین پر آنے والے کے بعد کی زندگی کے لحاظ سے آخرت کی طرف اشارہ کرتی ہے اور ساتھ ہی زندگی کے ہر آنے والے دور کے لحاظ سے 'آخرت' بھی۔ اگرچہ ایسا لگتا ہے کہ وہ مشکلات کا سامنا کر رہا ہے، لیکن واقعی ایک متقی شخص اندرونی اور روحانی طور پر مطمئن ہو گا، اور، اس لیے، اس کے لیے ہر آنے والا لمحہ آخری سے بہتر ہو گا۔

آیت (و)

- ہمیں یقین دلایا جاتا ہے کہ جب ہماری انسانی مرضی اللہ کی مرضی کے ساتھ پہچانی جائے گی تو شکوک و شبہات کے تمام احساسات ختم ہو جائیں گے اور ہم پر مکمل اطمینان کا احساس آجائے گا۔

آیت (**vi**):

- اللہ ہمیشہ ہمارے ساتھ ہے وہ ماضی میں ہمارے لیے اچھا رہا ہے اور ہمیں اس پر بھروسہ کرنا چاہیے کہ وہ مستقبل میں بھی ہمارے لیے اچھا رہے گا۔
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے تین واقعات مثالی نمونے کے طور پر لیے گئے ہیں۔

پہلا واقعہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یتیم پیدا ہوئے۔ ان کی پرورش بنیادی طور پر ان کی نرس حلیمہ نے کی تھی کیونکہ ان کی والدہ کی صحت خراب تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا انتقال اس وقت ہوا جب وہ چھ سال کے تھے۔ پھر ان کی پرورش ان کے دادا نے کی، جو دو سال بعد فوت ہو گئے۔ آخر کار ان کے چچا ابو طالب نے ان کے ساتھ اپنے بیٹے جیسا سلوک کیا۔ ان تمام لوگوں کی محبت والدین کی اس محبت کے برابر تھی جس سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں کمی محسوس کی۔

ہم میں سے ہر ایک لفظ کے ایک لحاظ سے یتیم ہے، پھر بھی اللہ ہمیں کسی نہ کسی طرح کی محبت اور پناہ دیتا ہے۔

آیت (**vii**):

دوسرا واقعہ اس حقیقت کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک آوارہ معاشرہ کے درمیان پیدا ہوئے، جو بت سے خداؤں کو مانتا تھا۔

- توحید کی تلاش میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سیدھے راستے کی طرف رہنمائی فرمائی۔
- آیت (viii):
- تیسری حقیقت اس خیال کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وراثت میں کوئی مال نہیں ملا اور وہ غریب تھے لیکن حضرت خدیجہ نے آپ کو نہ صرف پیار دیا بلکہ خود مختار بھی بنایا۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو لفظی پریشانیوں سے آزاد کر کے ان کی دولت نے انہیں اس قابل بنایا کہ وہ اپنی تمام زندگی اللہ اور اس کے مشن کے لیے وقف کر دیں۔

آیت (**ix**):

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم تمام یتیموں کے ساتھ حسن سلوک فرماتے تھے۔
- تمام بنی نوع انسان کو کہا جا رہا ہے کہ یتیموں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ درحقیقت تمام بے سہارا مخلوقات خواہ وہ یتیم ہوں یا زیر کفالت، یا وہ مخلوق جو اپنے آپ کو مضبوط کرنے سے قاصر ہوں، ان کے ساتھ نہایت احتیاط سے پیش آنا چاہیے۔

آیت (**x**):

- جو لوگ ہمارے پاس مدد کے لیے آتے ہیں ان کے بارے میں عام رویے ان کو طعنے دینا ہے۔ ہمیں کہا جا رہا ہے کہ ایسے لوگوں سے نمٹنے میں صحیح رویے اپنائیں کیونکہ انہیں مدد کی حقیقی ضرورت ہو سکتی ہے۔
- صدقہ صحیح رویے کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے، جس میں ہمدردی اور محبت شامل ہے۔

آیت (**xi**):

- اگر ہم پر اللہ کا فضل ہے تو یہ ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اس فضل کو دور دور تک پھیلا دیں جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا • روحانی طور پر، ہم سب ان میں سے کسی ایک زمرے سے تعلق رکھتے ہیں:
- یتیم
- پٹیشنرز
- غربت کا شکار
- ہم سب کو اللہ کا فضل کسی نہ کسی طریقے سے ملتا ہے، اور اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ ہم کسی بھی طبقے سے تعلق رکھتے ہیں، یہ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان لوگوں کی مدد کریں جو کسی بھی لحاظ سے اپنے آپ سے کم ہیں۔

(108) [illegible]

[illegible]

- بے شک ہم نے آپ کو (اے محمدﷺ) کثرت سے نوازا ہے۔
- پس صرف اپنے رب کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

بے شک تیرا دشمن ہی جڑ سے کاٹ دیا جائے گا۔

عنوان:

- اس سورت کا نام ایک ہی صوفیانہ لفظ 'کوثر' یا کثرت کے بعد رکھا گیا ہے۔

زمانہ نزول:

- یہ مکہ کی ابتدائی سورہ ہے۔

موضوع:

- یہ سورت 'کوثر' پر بحث کرتی ہے، عقیدت اور قربانی کے ذریعے روحانی کامیابی کا نظریہ۔
- وضاحت:

آیت (١):

- حوض کوثر لامحدود علم، رحمت، سچائی نیکی اور روحانیت کا آسمانی چشمہ تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیا گیا تھا۔ • حوض کوثر بھی اللہ کے تمام مخلص بندوں کو عطا کیا گیا تھا۔
- حوض کوثر خیر کا ایک نہ ختم ہونے والا بہاؤ فراہم کرتا ہے جو تمام صالحین کی پیاس بجھا دیتا ہے، اس کے مقابلے میں دنیاوی دولت بے معنی ہو جاتی ہے۔

آیت (**ii**):

- کیونکہ اللہ ہی رزق دینے والا ہے، اس لیے ہم سب کو نماز اور قربانی کی طرف رجوع کرنا چاہیے۔
- لفظ نحر کے معنی قربانی کے ہیں۔ قربانی کے فوائد کے ظاہری مظاہر غریبوں کو کھانا کھلانے کے حوالے سے ہیں۔ علامتی طور پر، تاہم، قربانی کسی کے دل میں قربانی کے گہرے معنی کو لے لیتی ہے۔

آیت (**iii**):

- یہ آیت ابوجہل اور قریش کے مشرکین کے طعنوں اور عداوت کی طرف اشارہ کرتی ہے جنہوں نے اپنے دو شیر خوار بیٹوں کے ضائع ہونے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا تھا۔
- اگرچہ کافروں کے طعنوں کا مطلب یہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس مستقبل کی کوئی امید باقی نہیں رہی، لیکن حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رہنمائی کی اور آپ پر امیدیں روشن کیں۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر طعن و تشنیع کرنے والے درحقیقت بے مستقبل اور بے امید تھے۔

سیکشن دو

قرآن مجید کی تاریخ اور اہمیت

وحی

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غار حرا میں تنہوت (مراقبہ) کیا
- قرآن مجید جبرائیل علیہ السلام کے ذریعے پہنچایا گیا
- غار حرا میں پہلی وحی لیلۃ القدر کو رمضان کے مہینے میں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے 40ویں سال
- پچھلے انکشافات کی تصدیق اور تصحیح کرتا ہے

بنیادی حقائق

- لفظ "قرآن" عربی لفظ "قرء" سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے اس آدمی کا پڑھنا جو پڑھنا نہیں جانتا تھا
- پہلی سورت جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی: سورۃ العلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہونے والی پہلی آیت:

> "اپنے رب اور پالنے والے کے نام سے اعلان کرو جس نے انسان کو محض جمے ہوئے خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا:
> اعلان کرو! اور تیرا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم سے تعلیم دی، انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا"

- آخری آیت جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی:

> ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا''

- قرآن پاک 610ء سے 632ء کے درمیان تقریباً تئیس سال کے عرصے میں مختلف حصوں میں نازل ہوا
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر پہلی وحی 27 رمضان المبارک اور آخری 9 ذی الحجہ 10 ہجری کو ہوئی جو مکے مکرمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے 12.5 سال پر مشتمل ہے جس میں 90 یا 91 سورتیں نازل ہوئیں اور آخری 10 سال

قارئین کی سہولت کے لیے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ مدینہ جس کے دوران 23 یا 24 سورتیں نازل ہوئیں (ماخذ: ضابطہ اسلامی قوانین از: محمد شریف چوہدری، اثر
پبلی کیشنز انٹرنیشنل، لاہور، پاکستان)

- قرآن پاک 114 سورتوں پر مشتمل ہے جنہیں 6600 میں تقسیم کیا گیا ہے (بعض محققین کے مطابق 6247) آیات یا آیاتہ

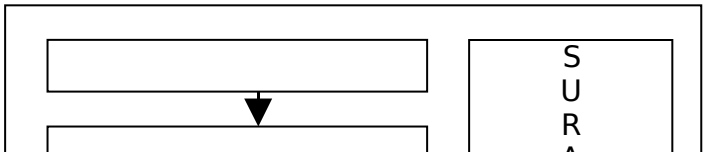

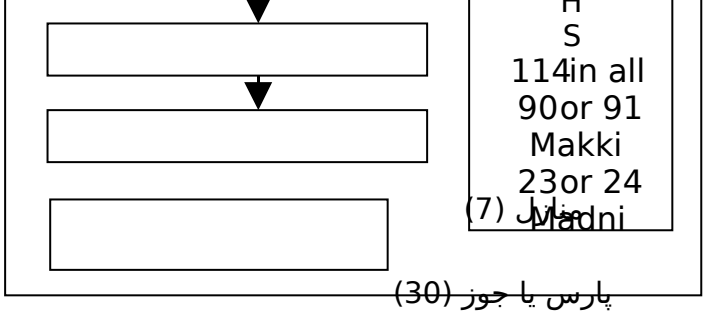

آیات

قرآن پاک رکوع

یا قرآن پاک کی تلاوت کو بھی 30 پاروں یا حصوں اور سات منزلوں (حصوں) میں تقسیم کیا گیا ۔۔۔

- آیات اور سورتوں کی ترتیب اس ترتیب سے نہیں ہے جس میں وہ نازل ہوئی ہیں، بلکہ اس منصوبے کے مطابق ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی رہنمائی میں منظور کی تھی۔
- قرآن مجید کو حضرت جبرائیل علیہ السلام نے عربی زبان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا:
- ''اور دیکھو یہ رب العالمین کا وحی ہے جسے روحِ حقیقی نے تمہارے دل پر اتارا ہے تاکہ تم صاف عربی زبان میں خبردار کرنے والوں میں سے ہو'' (192:26-195)
- قرآن پاک کی پہلی سورت: سورہ فاتحہ۔
- قرآن پاک کی آخری سورت:
- سورہ ناس۔
- قرآن پاک کی سب سے بڑی سورت: سورہ بقرہ۔
- قرآن پاک کی سب سے چھوٹی سورت: سورہ کوثر۔

قرآن پاک کے نام

- الکتاب،
- مبین،
- حکیم،
- فرقان
- قال،
- تذکرہ، ذکر" وغیرہ۔

قرآن پاک کا انداز

- قرآن پاک کا اسلوب شاعرانہ، عمدہ اور خوبصورت ہے۔
- قرآن پاک پہلا شخص میں بولتا ہے، بولنے والا اللہ ہے۔
- مکہ مکرمہ میں نازل ہونے والا حصہ زیادہ تر ایمان و کفر، اللہ کی بالادستی، قیامت، قیامت اور جنت و جہنم وغیرہ کے بارے میں ہے جبکہ مدینہ میں نازل ہونے والا حصہ امن و امان، کاروبار، جنگ، عبادت، امور مملکت چلانے اور فرد کے طرز عمل اور طرز زندگی وغیرہ کے بارے میں ہے۔

قرآن پاک کے معجزات

- قرآن پاک میں پیشین گوئیاں ہیں جن میں سے بہت سی پوری ہو چکی ہیں مثلاً: I. رومیوں کے ہاتھوں فارسیوں کی شکست (سورہ روم) II۔ بدر میں قریش پر مسلمانوں کی فتح
  III. فتح مکہ
  IV. اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن کی حفاظت ہر قسم کی تکذیب سے
- یہ اپنی اصل زبان اور شکل میں ہے ایک لفظ بھی نہیں، ایک نقطہ بھی نہیں بدلا
- قرآن پاک دنیا بھر میں ہر عمر کے لاکھوں لوگوں نے سیکھا ہے۔
- جن کی مادری زبان عربی نہیں ہے وہ بھی قرآن پاک حفظ کر چکے ہیں
- دنیا بھر میں سیکڑوں اور ہزاروں لوگوں نے اپنی پوری زندگی قرآن پاک کے مطالعہ اور اس کی اشاعت کے لیے وقف کر رکھی ہے بعض متقی مومنین نے یہاں تک کہ ہر حرف کے وقوع کی تعداد شمار کی ہے تاریخ میں کوئی اور کتاب اتنی اچھی طرح سے محفوظ اور گہرائی سے مطالعہ نہیں کی گئی ہے۔
- قرآن پاک انسانوں کو اپنے جیسا پیدا کرنے کا چیلنج دیتا ہے اللہ تعالیٰ انسانوں سے کہتا ہے کہ وہ قرآن کی دس سورتیں بنائیں اب تک کسی نے چیلنج نہیں لیا ہے۔

تالیف اور مصنفین

- اہم کاتب یہ ہیں:
  I. حضرت ابوبکر
  II. حضرت عمر
  III. حضرت عثمان
  IV. حضرت علی
  V. حضرت عبداللہ بن مسعود ششم حضرت زید بن ثابت
  VII. حضرت امیر معاویہ
  VIII. حضرت ابی بن کعب
  IX. حضرت خالد بن ولید حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے

<u>اعمال:</u>

- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تحفظ کے لیے یہ اقدامات اٹھائے۔

قرآن پاک:

I. اس نے اسے یادداشت کے حوالے کر دیا۔

II. اس نے اپنے پیروکاروں کو یہ سیکھا۔

III. اس نے اپنے پیروکاروں کو اسے تختیوں، کھالوں یا کھجور کے بغیر چھالوں پر لکھوایا (قرآن مجید اور حدیث کے تقریباً 40 کاتب تھے)۔

IV. وہ مسجد نبوی میں نماز کے دوران قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے اور اس وقت تک رمضان کے مہینے میں نازل ہونے والی پوری کتاب کو مکمل کرتے تھے۔ اس طرح صحابہ کرام اپنے ریکارڈ شدہ نسخوں کو درست کر سکتے تھے۔

V. آپ رمضان المبارک کی ہر رات جبریل کے ساتھ قرآن پاک پر جاتے تھے۔

- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی زندگی کے دوران اللہ کی رہنمائی سے قرآن پاک کو خود ترتیب دیا اور کاغذ پر ڈالا، حالانکہ تاریخ کے لحاظ سے نہیں (جو معلوم ہے)۔
- قرآن پاک کے متعلمین میں 37 مرد اور 4 خواتین ماہر تھیں۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قرآن پاک کاغذ پر تھا لیکن ایک بھی کتاب نہیں تھی۔

<u>حضرت ابوبکر:</u>

- جنگ یمامہ کے دوران مسیلمہ جھوٹے کے خلاف چھیڑی گئی، 300 سے 1200 (مختلف اکاؤنٹس) حفظ قرآن کی شہادت ہوئی۔
- حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کو قرآن مجید کے تمام حصوں کو ایک کتاب میں جمع کرنے کا مشورہ دیا۔
- حضرت زید بن ثابت نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور مکمل کیا۔

<u>حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:</u>

- حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد یہ تالیف حضرت عمر کے پاس آئی۔
- حضرت عمر کی شہادت کے بعد یہ تالیف حضرت ابوبکر کی صاحبزادی حضرت حفصہ کے پاس آئی۔
- آذربائیجان اور آرمینیا کی مسلمانوں کی فتوحات میں حصہ لینے والے حضرت حذیفہ مختلف قبائل کے قرآن پاک کی تلاوت کے اختلافات پر گھبرا گئے۔

- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مختلف قبائل کو ان کی سہولت کے لیے ان کی عربی لہجوں کے مطابق قرآن پاک کی تلاوت کرنے کی اجازت دی تھی۔
- اصل میں حضرت ابوبکر کی بنائیروئی تالیف کی درخواست حضرت حفصہ سے کی گئی تھی اور اس کی نقلیں قریش کی بولی میں تیار کی گئی تھیں جو وحی کی اصل بولی تھی۔
- یہ کاپیاں تمام صوبوں کو بھیجی گئی تھیں، اور ان کاپیوں کو جلانے کا حکم دیا گیا تھا جس میں اختلاف تھا۔
- اس لیے حضرت عثمان کو جامع القرآن، یا قرآن مجید کا یکتا کہا جاتا ہے۔

<u>قرآن مجید کا مطالعہ:</u>

- قرآن پاک کی تعظیم سے پیش آنا چاہیے۔
- جب تک کہ ہم پاک نہ ہوں قرآن پاک کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے، حالانکہ ہم اسے حدِ اصغر (وضو کے بعد) کی حالت میں پڑھ سکتے ہیں لیکن حدِ اکبر کی حالت میں نہیں۔
- ہمیں قرآن پاک کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے "جیسا کہ یہ مطالعہ کا مستحق ہے"۔ ہمیں اس کے معنی پر غور و فکر کرنے کی ضرورت ہے۔
- ہماری زندگیوں کو اس کے جامع ضابطہ کے مطابق ڈھالنا ہے۔

قرآن پاک میں موجود پیغام کی نمایاں خصوصیات

(1) قرآن پاک ایک آسمانی نازل کردہ اعتقادی نظام ہے جو زمینی، انسانوں کے بنائے ہوئے اعتقادی نظاموں کے برعکس، آج تک بلا روک ٹوک پھیلا ہوا ہے۔

''اور حقیقت یہ ہے کہ یہ (قرآن) رب العالمین کی طرف سے نازل کیا گیا ہے، جسے امانت دار روح (جبرائیل) نے آپ کے دل پر اتارا ہے تاکہ آپ عام عربی میں خبردار کرنے والوں میں سے ہو جائیں۔
زبان." (26:192-195)

(2) قرآن پاک کا عقیدہ نظام اللہ پر مرکوز ہے جو کائنات کا خالق، پالنے والا، پالنے والا اور محافظ ہے جو یکتا و یکتا ہے۔ یہ اس کے احکام ہیں جو قرآن پاک میں موجود ہیں جبکہ سنت ان کی تفصیل اور وضاحت کرتی ہے۔

"پاک ہے (اور) وہ (اللہ) [ان سب سے جو وہ اس کے ساتھ شریک کرتے ہیں]، جو اپنے بندے (محمد) کو مسجد الحرام (مکہ میں) سے رات کے وقت سفر کے لیے لے گیا۔
مسجد اقصیٰ (یروشلم میں)۔ (17:11)

(3) قرآن کا پیغام تمام بنی نوع انسان کے لیے ہے نہ کہ کسی خاص جگہ، برادری یا قبیلے کے لیے۔

اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت عالم کے لیے۔
اور جو کچھ موجود ہے)۔ (21:107)

"(اے محمد) کہو: "اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔'' (7:158)

(4) قرآنی پیغام حتمی ہے، جس کا معجزہ ابدی، جاری اور پائیدار ہے

"ہم ان کو کائنات میں اور ان کی ذات میں اپنی نشانیاں دکھائیں گے، یہاں تک کہ ان پر ظاہر ہو جائے گا کہ یہ (قرآن) حق ہے، کیا تمہارے رب کے لیے یہ کافی نہیں کہ وہ ہر چیز پر گواہ ہے؟" (41:53)

(5) قرآنی پیغام عقلی سوچ، منطقی استدلال اور نقطہ نظر اور اسلوب میں وضاحت کو ابھارتا ہے

''بے شک ان چیزوں میں عقل والوں کے لیے آیات ہیں'' (13:4)

''اسی طرح ہم نشانیاں کھول کر بیان کرتے ہیں عقل والوں کے لیے''۔ (30:28)

(6) قرآنی پیغام روحانی اور مادی، اور ہنگامہ اور سکون کے درمیان ایک تال میل ہے

(اے محمد) کہو کہ اللہ کے دیے ہوئے کپڑوں کی زینت کو، جو اس نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیے ہیں، اور طیبات کو کس نے حرام کیا ہے، کہہ دیجئے: یہ دنیا کی زندگی میں ان لوگوں کے لیے ہیں جو ایمان لائے ہیں، (اور) صرف ان کے لیے ہیں، جن کو ہم قیامت کے دن شریک نہیں کریں گے۔ آیات (اسلامی قوانین) ان لوگوں کے لیے جو علم رکھتے ہیں۔" (7:32)

(7) قرآنی پیغام زمان و مکان سے محدود نہیں ہے

(8) قرآن پاک میں موجود پیشین گوئیاں اور معجزات وقت کی کسوٹی پر کھڑے ہیں۔ قرآنی پیغام مستند، خالص اور اصلی ہے جس کا دعویٰ دنیا کی کوئی اور کتاب نہیں کر سکتی۔

(9) قرآنی پیغام کی حفاظت اللہ نے خود کی ہے

''بے شک ہم نے ہی ذکر (یعنی قرآن) کو نازل کیا ہے اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔'' (15:9)

(10) قرآن کا پیغام انسانی بھائی چارے کا ہے، تفرقے کا نہیں، آسانی کا، مشکل کا نہیں، مکالمے کا ہے، مذہب میں جبر کا نہیں۔

(11) قرآن پاک میں ایک ایسی حرکت ہے جو انسانی ذہن کو مشتعل کرتی ہے اور اس کے تصور کو سمجھ، مقدار اور تمثیل سے ماورا کرتی ہے یہی متحرک قوت ہے جو فوری طور پر دوسروں کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہے

(12) قرآنی پیغام سیدھا، سیدھا اور بات تک ہے، کسی مصلحت یا بروقت غور و فکر کا شکار نہیں۔

اسلام میں فکر اور عمل کی بنیاد کے طور پر قرآن پاک

- قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ اسلام ایک ہمہ گیر طرز زندگی ہے یہ زندگی کے تمام دائرہ کار پر پھیلا ہوا ہے جس میں دکھایا گیا ہے کہ تمام انسانی سرگرمیوں کو صحیح اور صحت مند طریقہ سے کیسے چلایا جائے
- جب ہم قرآن پاک کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں زندگی کے تمام پہلوؤں، سیاسی، سماجی، اقتصادی، مادی، اخلاقی، روحانی، قومی اور بین الاقوامی ہدایات ملتی ہیں جن کی مزید وضاحت، وسعت، وسعت اور وضاحت سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی ہے
- قرآن پاک ہمیں بتاتا ہے کہ دین اور زندگی میں کسی قسم کی جدائی نہیں ہے یہ مغربی کہاوت کو رد کرتا ہے "سیزر کو جو قیصر کا ہے، اور خدا کو جو خدا کا ہے"۔ کیونکہ ہر چیز صرف خدا کے لئے وقف ہونی چاہئے، اور ایک مسلمان پر لازم ہے کہ وہ اپنے تمام معاملات میں خود کو مکمل طور پر اللہ کی مرضی کے تابع کرے:

- ''کہو دو کہ میری نماز، میری قربانی، میرا جینا اور میرا مرنا اللہ رب العالمین کے لیے ہے'' (6:162)
- قرآن پاک کہ کوئی تاریک گوشہ یا مبہم الفاظ نہیں ہیں یہ واضح طور پر بولتا ہے اور صحیح راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے یہ سیدھا، واضح اور قابل فہم ہے، اس میں کوئی الجھن نہیں پائی جاتی:
- ''تعریف اللہ کہ لیے جس نہ اپنہ بندہ (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر کتاب بھیجی اور اس میں کوئی ٹیڑھ نہیں رکھی، (اسہ) سیدھا (اور واضح) کیا تاکہ وہ ڈرائے'' (18:1-2)
- قرآن پاک ہر چیز میں اعتدال پر زور دیتا ہے اور اپنہ پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ کسی بھی سمت میں تمام اسراف سہ بچیں یہ انسان کی روحانی اور مادی بھلائی میں گہری دلچسپی لیتا ہے یہ اپنہ پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ وہ آخرت کہ لیے خود کو تیار کریں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی زندگی کہ اس حصہ سہ بھی مستفید ہوں جب تک کہ وہ اللہ کی مقرر کردہ حد سہ تجاوز نہ کریں قرآن پاک کہتا ہے:
- "جو مال اللہ نہ تمہیں دیا ہے اس سہ آخرت کا گھر تلاش کرو اور دنیا میں اپنا حصہ مت بھولو" (28:77) حضرت علیہ سہ روایت ہےکہ فرمایا:
- ''اپنی زندگی کہ لیے اس طرح کام کرو جیسہ تم ہمیشہ زندہ رہنہ والہ ہو، اور اپنی آخرت کہ لیے اس طرح کام کرو جیسہ تم کل مرنہ والہ ہو''
- قرآن کریم کا مرکزی موضوع یہ ہے کہ اس بہ پناہ وسیع دنیا کا خالق، پالنہ والا، پالنہ والا اور حاکمیت کا مالک اللہ ہی ہے جو یکتا اور بہ مثال ہے اور وہ انسان اس کا نائب ہے اس میں انسان کی ابتدا، زمین و آسمان کی ساخت کی بات کی گئی ہے اور یہ کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام کہ لیے رحمت بنا کر بھیجہ گئہ ہیں نہ کہ کسی خاص قبیلہ، نسل یا لوگوں کہ لیے قرآن پاک کہتا ہے:
- ''ہم نہ آپ کو تمام انسانوں کہ لیے رسول بنا کر بھیجا ہے، انہیں بشارت دینہ والا اور ڈرانہ والا ہے لیکن ان میں سہ اکثر نہیں جانتے'' (34:28)
- ''ہم نہ آپ کو تمام امتوں کہ لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے'' (21:107)
- قرآن پاک انسان میں سوچنہ کی صلاحیت کو بیدار کرتا ہے اور اس بات پر زور دیتا ہے کہ علم کہ ذریعہ ہی وہ اللہ کو بہتر طور پر سمجھ سکتا ہے اور اس کی بہتر خدمت کر سکتا ہے اللہ کی طرف سہ موصول ہونہ والی پہلی آیت یہ تھی:
- "پڑھو اپنہ رب کہ نام سہ جس نہ (سب کچھ موجود ہے) پیدا کیا، اسی نہ انسان کو ایک لوتھڑہ سہ پیدا کیا، جس نہ قلم سہ سکھایا، انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا" (96:1-5)
- اللہ تعالیٰ نہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا ہے کہ وہ آپ کو علم میں آگہ بڑھنہ کہ لیے پکاریں ''کہو دو کہ اے میرے رب میرے علم میں اضافہ فرما'' (20:114) اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں یہ بھی فرماتا ہے کہ:
- ''تم میں سہ جو لوگ ایمان لائے ہیں اور جن کو علم دیا گیا ہے اللہ ان کہ درجات بلند کرے گا'' (58:11)
- قرآن پاک میں ریاست کہ سربراہ کہ ساتھ ساتھ ایک عام آدمی کہ لیہ، امیر و غریب کہ لیہ، جسمانی تندرستی کہ ساتھ ساتھ روحانی اور فکری روشن خیالی کہ لیہ، امن اور جنگ کہ لیہ ہدایات موجود ہیں

- قرآن پاک سماجی زندگی، تجارتی اور اقتصادی سرگرمیوں، شادی، طلاق، تعزیری اور دیوانی قوانین، بین الاقوامی طرز عمل، معاہدہ اور ذمہ داریوں، انصاف کی فراہمی وغیرہ سے متعلق بنیادی باتیں بیان کرتا ہے۔

- قرآن پاک میں اللہ تعالی کے احکام بیان کیے گئے ہیں جو انسان میں ایک سالم ذہن، ایک پرسکون روح، ایک مضبوط شخصیت اور ایک صحت مند جسم کی تعمیر کے لیے بنائے گئے ہیں۔ اس میں سب کے لیے انصاف، برابری انسان کا پیدائشی حق، سب کی عزت کی حفاظت، باہمی مشورے سے معاملات چلانے، سب کے ساتھ حسن سلوک، والدین اور بزرگوں کا احترام، ضرورت مندوں کی مدد، ایک دوسرے کو تقویت دینے، دوسروں کے گناہوں کو معاف کرنے، عہد و پیمان کا احترام، دوسروں کے لیے وہی پیار کرنا جو اپنے لیے پسند کرتا ہے وغیرہ کی بات کرتا ہے۔

- قرآن پاک نے زنا، سود خوری، شراب نوشی، غیر اخلاقی رویوں، خون کے رشتوں کو منقطع کرنے کی سختی سے ممانعت کی ہے، اس کے لیے انسان کو اندر سے کمزور کر دیتا ہے اور معاشرے کا اثاثہ بننے کے بجائے اسے ذمہ دار بنا دیتا ہے۔

- قرآن پاک مسلمان کی زندگی میں گہوارے سے لے کر قبر تک اہم کردار ادا کرتا ہے۔ یہ ایک مسلمان کو اس کی زندگی میں اس کے تمام خیالات اور اعمال کے لیے ایک بہت ہی اہم، ٹھوس اور مضبوط بنیاد فراہم کرتا ہے۔

- دنیا اور آخرت میں کامیابی حاصل کرنے کا واحد راستہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں موجود ہدایت پر خلوص دل سے عمل کیا جائے اور اپنی زندگیوں کو اس کے احکام کے مطابق ترتیب دیا جائے۔

قرآن مجید قانونی سوچ اور اسلامی قانون کے ماخذ کے طور پر

- اسلامی نظام میں قانون کا بنیادی ماخذ قرآن مجید ہے۔ یہ وہ بنیادی ذریعہ ہے جس سے اسلام کے تمام اصول، احکام اور احکام اخذ کیے جاتے ہیں۔ قرآن مجید وقت اور اہمیت کے لحاظ سے قانون کا پہلا ماخذ ہے۔

- اسلامی ریاست میں حاکمیت اللہ کی ہے۔ لہٰذا، اس کا بنایا ہوا قانون اعلیٰ۔ جسے کوئی مقننہ یا انسانی اتھارٹی منسوخ یا منسوخ نہیں کر سکتی۔

- قرآن پاک اللہ کا کلام ہے جو اس نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تقریباً 23 سال کے عرصے میں نازل کیا۔

- قرآن پاک اللہ کا آخری اور مکمل پیغام ہے۔ یہ مکمل ہے کیونکہ یہ تمام پہلوؤں کا احاطہ کرتا ہے اور زندگی کے تمام پہلوؤں (سماجی، سیاسی، اقتصادی، مذہبی وغیرہ) کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے، اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:

- ''نہ کوئی گیلی اور نہ خشک چیز جو اس روشن کتاب میں موجود نہ ہو۔''

- ایک سنجیدہ طالب علم سوال کر سکتا ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ قرآن پاک میں وہ تمام چیزیں موجود ہوں جو 'گیلا یا خشک' ہوں۔ اس آیت میں خیال یہ نہیں ہے کہ قرآن پاک ہر معاملے کا براہ راست حل فراہم کرتا ہے۔ بلکہ خیال یہ ہے کہ قرآن کریم عمومی اصولوں کا ایک جامع ضابطہ ہے جس میں ان لوگوں کے لیے 'رہنمائی' ہے جو جواب تلاش کرنا چاہتے ہیں۔ اسلام میں ایک بنیادی عقیدہ یہ ہے کہ قرآن پاک صرف ان لوگوں کے لیے 'ہدایت' کا ذریعہ ہے جو قرآنی عمومی اصولوں کے نیچے چھپے ہوئے معنی اور سچائی کو تلاش کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ اسلامی قانون میں اس بات کو ترجیح دی گئی ہے کہ ایک فقیہ مسلمان ہونا چاہیے کیونکہ صرف ایک مسلمان فقیہ ہی قرآن کریم کے پیغام الٰہی کی صداقت کو قبول کرے گا۔

- قرآن کریم کی درج ذیل آیات اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ مقدس کتاب انسانوں کو زندگی کے تمام شعبوں میں رہنمائی فراہم کرتی ہے۔

- "(یہ) اس چیز کا بیان ہے جو انسانوں کے لیے فرض کیا گیا ہے" (10:37)
- "اور ہم آپ پر صحیفے کو ہر چیز کی وضاحت کے طور پر نازل کرتے ہیں" (16:89)
- ''بے شک ہم نے تم پر یہ کتاب حق کے ساتھ لوگوں کے لیے نازل کی ہے'' (39:41)

<u>قانونی فطرت</u>

- قرآن پاک قانون کے ہر موضوع پر کتاب نہیں ہے بلکہ قرآن پاک کا صرف ایک بہت ہی چھوٹا حصہ اصطلاح کے حقیقی معنی میں 'قانون' ہے تاہم اس سے اس حقیقت سے توجہ نہیں ہٹنی چاہیے کہ قرآن کریم کے قوانین انسانی زندگی سے متعلق اہم ترین موضوعات کے بارے میں ہیں مثال کے طور پر خاندان قرآن مجید میں ایک اہم موضوع ہے بہت کم لوگ اس بات سے متفق نہیں ہوں گے کہ خاندان کسی شخص کی نفسیاتی اور جذباتی بہبود میں اہم کردار ادا کرتا ہے
- اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کو عربی زبان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا جو کہ ایک بھرپور زبان ہے جس میں اصطلاحات اور تصورات کے ساتھ معنی کے مختلف رنگ ہیں عام سطح پر، مسلم فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ وہ قرآنی آیات جو قانونی نوعیت کی ہیں (دوسرے لفظوں میں جنہیں ہم نے پہلے 'قانون مناسب' کہا تھا) کو یا تو (i) ناس یا (ii) مطابعات میں درجہ بندی کیا جا سکتا ہے ناس واضح احکام ہیں جو واضح معنی اور دائرہ کار کو بیان کرتے ہیں دوسری طرف متشابہات آیات ایسی آیات ہیں جن کا مفہوم تفسیر کے لیے کھلا ہے بلاشبہ، بعض آیات کی تفسیر کے لیے کھلے پن سے رائے میں تنوع پیدا ہوتا ہے، اگر صریح اختلاف نہیں اسلام میں موجود دور کے بعض اختلافات متشابہات آیات پر اختلاف رائے کی وجہ سے ہیں

قرآن پاک اسلامی قانون کا سب سے زیادہ قابل احترام اور مقدس معیار ہے

- قرآن پاک سب سے زیادہ حوالہ دیا جاتا ہے، اور سب سے زیادہ قابل احترام قانون سازی کا اختیار یا اسلامی قانون کا معمول ہے قرآن کریم کی تعظیم اس حقیقت کی وجہ سے ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا بنی نوع انسان کے ساتھ اپنی خالص ترین شکل میں کلام ہے قرآن پاک کی کسی آیت میں کوئی تبدیلی یا ترمیم نہیں کی گئی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ آنے والے وقتوں کے لیے اس کا محافظ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے

قرآن کریم عمومی اصولوں کا ایک خوبصورت امتزاج ہے اور درج ذیل شعبوں میں قوانین فراہم کرتا ہے:

- دینی فرائض مثلاً نماز اور صدقہ دینا
- خاندانی قوانین مثلاً جائز شادی، مہر، طلاق کے تقاضے
- تعزیری قوانین مثلاً چوری، زنا، مسلح ڈکیتی وغیرہ کی سزا
- معاہدے یا معاہدے کے اجزاء: قرآن پاک مسلمانوں سے اپنے معاہدوں کی پابندی کرنے کا مطالبہ کرتا ہے کیونکہ ان سے آخرت میں ان وعدوں کا حساب لیا جائے گا جو انہوں نے کیے ہیں
- ثبوت کے قوانین: ثبوت کے قرآنی قوانین ثبوت کے بہت زیادہ بوجھ کے متقاضی ہیں چنانچہ یہ ثابت کرنا بہت مشکل ہے کہ کسی شخص نے ایسا جرم کیا ہے جس کی سزا قرآنی قانون کے مطابق دی جائے گی

- جنگ کے قوانین: جنگ کے انعقاد سے متعلق قرآنی اصول عورتوں اور بچوں کے قتل کو ممنوع قرار دیتے ہیں۔ جارحیت کی جنگ لڑنا؛ ڈومیسائل کے مقامات کو تباہ کرنا؛ اور جنگی قیدیوں کو قتل کرنا وغیرہ۔

بین الاقوامی قانون: قرآن پاک مسلمانوں سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ دوسری قوموں کے ساتھ معاہدوں کا احترام کریں اور بین الاقوامی تعلقات پرامن طریقوں سے انجام دیں۔ یہ اس وقت کی ایک اہم پیشرفت تھی کیونکہ قومیں اپنے معاہدے کی ذمہ داریوں کو زیادہ اہمیت نہیں دیتی تھیں۔

قرآنی قوانین کی اہمیت:

- وہ کامل، جامع، ہمہ گیر اور سب کو اپنانے والے ہیں۔
- وہ ابدی، ناقابل تغیر اور ہمیشہ کے لیے لازوال ہیں۔ .
- وہ تمام بنی نوع انسان کے لیے ہیں اور ان کا اطلاق عالمگیر ہے، وقت کی پابندی یا کسی خاص عمر، گروہ یا معاشرے تک محدود نہیں۔
- وہ فطرت میں انسانیت پسند ہیں، اس لیے کہ وہ انسانی فطرت کی کمزوریوں کی وجہ سے غلطی کا مارجن فراہم کرتے ہیں۔
- قرآنی آیات میں موجود صریح احکام کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا، نہ تبدیل کیا جا سکتا ہے اور نہ ہی ان کو ختم کیا جا سکتا ہے جبکہ متشبہات کا حصہ بننے والے احکام تفسیر کے لیے کھلے ہیں (3:7)

اجماع اور قیاس بطور قانونی سوچ اور اسلامی قانون کے ذرائع

(الف) اجماع

- قرآن و سنت کے بعد اجماع اسلامی قانون کا تیسرا ماخذ ہے۔ اگر کوئی قانونی حل نہ تو قرآن میں موجود ہے اور نہ ہی سنت میں، تو اسلام مسلمانوں کو ایسا حل تلاش کرنے کی اجازت دیتا ہے جس پر مسلمانوں کی اکثریت متفق ہو اور اسے قبول کرے۔
- اجماع لفظ 'جما' سے ماخوذ ہے جس کا مطلب ہے جوڑنا یا ملانا۔ قانونی اصطلاح میں اس کا مطلب ایک طریقہ کار ہے جس کے ذریعے قانون کا کوئی بھی اصول متفقہ رائے سے وضع کیا جاتا ہے۔ اسے قانون کے سوال پر ایک خاص زمانے میں پیروکاروں کے درمیان فقہاء کا اتفاق بھی قرار دیا گیا ہے۔ فطرت اور دائرہ کار
- اسلامی قانون کے طالب علم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اجماع کی تعظیم سے لطف اندوز نہیں ہوتا

قرآن یا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ اجماع کو اسلامی قانون میں قانون سازی کا اختیار صرف اس صورت میں حاصل ہوتا ہے جب قرآن یا سنت قانونی جوابات فراہم نہ کریں یا جب جوابات نامکمل ہوں۔ واضح رہے کہ قرآن و سنت میں جو اصول وضع کیے گئے ہیں جب کہ وہ اپنے دائرہ کار میں عالمگیر ہیں، مستقبل کے حالات پر لاگو ہونے کے لیے مزید ترقی کی ضرورت ہے۔ چنانچہ اسلامی قانون میں فقہاء اجماع کے ذریعے مزید قوانین بناتے تھے۔

قانونی سوچ اور اسلامی قانون کے ماخذ کے طور پر اجماع کا اختیار قرآن کریم کی درج ذیل آیات پر قائم ہے:

- "اور جو لوگ ہماری راہ میں جہاد کرتے ہیں، ہم ان کو اپنے راستے ضرور دکھائیں گے۔"
- ''اگر وہ اسے رسول اور ان میں سے جو صاحب اختیار ہیں ان کی طرف رجوع کرتے تو ان میں سے جو لوگ اس بات کو سمجھنے کی استطاعت رکھتے ہیں انہیں معلوم ہو جاتا۔'' (4:83)

- ''اور جن کے معاملات مشورے کا معاملہ ہیں۔'' (42:38)
- ''اور ان سے معاملات میں مشورے کرو''۔ (3:159) قرآنی متن:
- ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔'' (5:3) بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کو مکمل کر دیا ہے، یہ ابد تک قائم رہے گا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔ قرآن پاک میں البتہ بہت کم قوانین بیان کیے گئے ہیں جب کہ روزمرہ کی زندگی میں ہم بہت سے پیچیدہ حالات کا سامنا کرتے ہیں جن کے لیے کتاب مقدس میں کوئی واضح حکم موجود نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا مطلب یہ ہوگا کہ جب بھی ہمیں قرآن و سنت سے کوئی تیار جواب نہیں ملتا ہے تو قرآن و سنت سے ایک قاعدہ قانون کو نکالا جاسکتا ہے۔

اجماع کی تائید میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل احادیث قانونی فکر اور اسلامی قانون کے ماخذ کے طور پر نقل کی جاتی ہیں:

- "میری برادری کبھی بھی غلطی پر متفق نہیں ہوگی۔"
- ''مومنوں میں سے علماء کو جمع کرو اور ایک دوسرے سے مشورہ کرو اور کسی ایک کی رائے پر فیصلہ نہ کرو۔''

- ’’مسلمان جس کو اچھا مانتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے اور جسے مسلمان برا مانتے ہیں وہ اللہ کے نزدیک برا ہے۔‘‘
- ’’میری امت کے علماء کا اختلاف اللہ کی فضل کی نشانی ہے۔‘‘
- "اصلی جسم کی پیروی کرو کیونکہ جو اس سے الگ ہوگا وہ جہنم میں الگ ہوگا۔"
- ’’اگر تمہارے پاس کوئی فیصلہ آئے تو اللہ کی کتاب کے مطابق فیصلہ کرو، اگر تمہارے پاس کوئی ایسی بات آئے جو اللہ کی کتاب میں نہ ہو تو سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھو، اگر تمہارے پاس کوئی ایسی بات آئے جو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ ہو تو دیکھو کے لوگ کس چیز پر متفق ہیں۔‘‘

عام طور پر، اجماع کو درج ذیل درجہ بندی کیا جا سکتا ہے:

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع۔
- صحابہ کرام کا اجماع۔
- فقہاء کا اجماع۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجماع کی مثالیں:

- حضرت ابوبکر کا خلیفہ اول کا اتفاق رائے سے انتخاب۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں قرآن مجید کی متنی شکل میں تالیف۔
- تراویوں نے بھی حضرت عمر کے دور میں باجماعت نماز ادا کی۔
- حضرت عثمان کے دور خلافت میں نماز جمعہ کی دوسری اذان۔
- خلفائے راشدین کے دور میں قرآن پاک کے ایک معیاری نسخے کو برقرار رکھنا اور باقی تمام کو تباہ کرنا تاکہ انتشار اور انتشار سے بچا جا سکے۔
- یہ بہت ضروری ہے کہ اکیسویں صدی کے بدلے ہوئے سیاسی، معاشی، سماجی اور ثقافتی منظر نامہ میں امت مسلمہ کو درپیش متنازعہ مسائل پر بین الاقوامی سطح پر مختلف مسلم ممالک کی نمائندگی کرنے والے ماہرین کے ذریعے بحث کی جائے اور پھر عالمی برادری کی طرف سے اتفاق رائے پیدا کیا جائے۔

(ب) قیاس یا اجتہاد

- قیاس اسلامی قانون کا چوتھا ماخذ ہے اور اسلامی قانون میں اجتہاد کے ساتھ ایک دوسرے کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔ 'قیاس' کے اصل معنی 'مطابقت'، 'پیمائش' اور 'مساوات' ہیں۔ قانونی معنوں میں، قیاس کٹوتی کا ایک عمل ہے جس کے ذریعے متن کے قانون کا اطلاق ایسے معاملات پر ہوتا ہے، جو اگرچہ زبان کے زیر اثر نہیں ہوتے، لیکن متن کی وجہ سے ان پر عمل ہوتا ہے۔ جب قرآن مجید، سنت یا سابقہ اجماع میں کسی معاملے یا مسئلے کی وضاحت موجود نہ ہو تو ماہر فقیہ (مجتہد) قیاس کر سکتا ہے۔

قیاس کی مثالیں۔

- جیسا کے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ’’ہر خمر (شراب) نشہ آور چیز ہے لہٰذا خمر حرام ہے‘‘۔ اسی تشبیہ پر افیون یا چرس، ایل ایس ڈی یا کوکین جو کے شراب کے استعمال کا قانون وجود میں آنے کے وقت موجود نہیں تھے، کو بھی مسلم فقہاء نے حرام قرار دیا ہے۔

- وضو درست نہیں ہے اگرچہ بدن کا چھوٹا حصہ جس کو دھونا ضروری ہے خشک ہو جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ اگر کیلوں پر آٹا خشک ہو جائے اور اس کیل کے کسی حصہ میں پانی نہ پہنچے تو وضو صحیح نہیں ہوگا نیل پالش کے معاملہ میں اس اصول کو لاگو کرنے سے وضو نہیں ہوا سمجھا جاتا ہے کیونکہ اس حالت میں بھی ناخن خشک رہتے ہیں

- جیسا کہ ایک نابالغ اپنے آپ کو سنبھالنے کے قابل نہیں ہے، اسلام اس پر ایک سرپرست مقرر کرنے کی اجازت دیتا ہے اسی تشبیہ پر ایک بالغ پاگل پر بھی ولی مقرر کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ بھی نابالغ کی طرح اپنے معاملات کی دیکھ بھال کرنے سے عاجز ہے

- جیسا کہ قرآن کریم نے نماز جمعہ کی اذان کے بعد خریدوفروخت کے لین دین سے منع کیا ہے، اسی طرح ہر قسم کے لین دین کو حرام قرار دیا ہے، کیونکہ فروخت کی طرح یہ بھی مسلمانوں کو جمعہ کی جماعت کے لیے مسجد جانے سے روکتی ہیں

قرآن کریم کی درج ذیل آیات قیاس کی تائید کرتی ہیں:

- ''اور بے شک ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لیے ہر طرح کی مثالیں بیان کی ہیں تاکہ وہ بخوشی غور کریں'' (39:27)

- پھر کیا وہ قرآن میں غور نہیں کریں گے یا ان کے دلوں پر تالے پڑے ہوئے ہیں؟ (47:24)

- "اور اللہ ہی ہے جو ہواؤں کو بھیجتا ہے اور وہ بادل کو اٹھاتی ہیں، پھر ہم اسے مردہ زمین کی طرف لے جاتے ہیں اور اس سے زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتے ہیں، یہی قیامت ہے" (35:9)

درج ذیل احادیث قیاس کی تائید کرتی ہیں:

- "میں اپنی رائے سے ان مسائل کا فیصلہ کرتا ہوں جن کی وحی میں واضح طور پر وضاحت نہیں کی گئی ہے"

- معاذ بن جبل کا واقعہ:

- جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر مقرر کیا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ آپ ان کے پاس آنے والے مقدمات کا فیصلہ کیسے کریں گے، حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں رہنمائی کے لیے قرآن پاک کی طرف دیکھوں گا، اگر وہاں کچھ نہ ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جائیں گے

سنت اور اگر پھر بھی اس میں کچھ نہ ملے تو وہ فیصلہ کرنے کی کوشش کرے گا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ کے جواب پر اطمینان اور خوشی کا اظہار فرمایا جو لوگ اجتہاد اور قیاس کر سکتے ہیں ان کا ہونا ضروری ہے:

- قرآن کریم، سنت، تابعین اور تبع تابعین کی تعلیمات کے کامل علماء

- اسلامی فقہ کے علم میں کامل

- عربی کے ماہر گرامر

- علمی فلسفہ میں اچھی طرح سے ماہر

- سیکھنے اور علم کے جدید اور قدیم شعبوں میں اچھی طرح سے ماہر.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قیاس کے استعمال کی مثالیں

- منقول ہے کہ ایک عورت حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ اس کی والدہ جو حج کرنا چاہتی تھیں فوت ہوگئیں اس نے پوچھا کہ کیا ان کی طرف سے حج کرنا ضروری ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لمحہ توقف کیا اور پھر فرمایا: اگر وہ قرض چھوڑ دیتی تو تم کیا کرتے، فطری طور پر تم اسے ادا کر دیتے۔ چنانچہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے معاملہ حل کرنے کے لیے قیاس کا سہارا لیا۔
- قرآن پاک میں دو بہنوں کی بیک وقت مرد سے شادی کی ممانعت ہے۔ موثر وجہ کو سامنے رکھتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خالہ اور بھانجی کو نکاح میں جمع کرنے سے منع فرمایا۔

- خلیفہ اول حضرت ابوبکر نے اس وقت قیاس کا استعمال کیا جب انہوں نے ان قبائل کے خلاف جنگ کرنے کا فیصلہ کیا جنہوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا۔

قرآن پاک کے اہم موضوعات

(A) خدا اپنی ذات میں:

- قرآن کریم کا سب سے بڑا موضوع خدا (اللہ) کی عظمت، وحدانیت اور انفرادیت اور اس کی اعلیٰ ترین طاقتوں کو اجاگر کرنا ہے اور انسانوں کی توجہ اس کی صفات کی طرف مبذول کرانا ہے:

خالق:

- اربوں کہکشاؤں، ستاروں اور سیاروں پر مشتمل اس کائنات میں جو کچھ ہم دیکھتے ہیں وہ سب اللہ کے سوا کسی اور نے نہیں بنایا ہے۔ کائنات کا خود مختار رب ہونے کے ناطے، وہ کسی کی مدد یا کسی بھی حلقے کی مداخلت کے بغیر، اکیلے ہی اس کا انتظام کرتا ہے۔ ملحدین کا یہ موقف کہ یہ کائنات کسی حادثے کے نتیجے میں وجود میں آئی اور یہ میکانکی طریقے سے کام کرتی رہے گی یہاں تک کہ یہ اپنی زندگی کا دائرہ مکمل کر لے اور پھر فراموشی میں تحلیل ہو جائے، کم از کم یہ ایک مضحکہ خیز خیال ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے:
- ''وہ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی عبادت کا حق نہیں... وہی اللہ ہے، خالق، ہر چیز کا موجد، صورتوں کا عطا کرنے والا...'' (59:23-4)
- اور کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ کی پیدا کردہ تمام چیزوں میں نہیں دیکھا؟ (7:185) ایک اور منفرد:
- کائنات کا خالق ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ ڈیزائن کی وحدت اور کائنات کی تخلیق اور وجود کے بنیادی حقائق اس کی وحدانیت کا اعلان کرتے ہیں۔ قرآن پاک کہتا ہے:
- "وہ اللہ ہے، ایک ہے، اللہ، ابدی، مطلق ہے، نے اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، نے اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، اور اس کا کوئی ہمسر یا ہمسر نہیں ہے۔" (112:1-4)

- ''کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے'' (42:11)
- ''وہ اول، آخر، سب سے بلند اور قریب ہے...'' (57:3)
- ''وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی عبادت کا حق نہیں رکھتا... اللہ پاک ہے، اس سے بلند ہے جسے وہ اس کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہیں...'' (59:23-4)

پالنے والا:

- اللہ نے نہ صرف دنیا کو پیدا کیا ہے بلکہ وہ اس کا پالنے والا، پالنے والا اور رازق بھی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے آپ کو رب العالمین کہا ہے:

- "جہانوں کا پالنے والا اور پالنے والا" (1:1)
- "اللہ جو دنیا کا پالنے والا اور پالنے والا ہے" (7:54) قادر مطلق:
- وہ تمام طاقت ور اور اعلیٰ ترین ہے، سب سے غالب ہے جس نے اس لامحدود وسیع کائنات کو تخلیق کیا۔ وہ ناقابل فہم، ناقابل فہم اور انسانی ادراک کے لیے ناقابل رسائی ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے:

"وہ اللہ ہے، سب پر غالب، زبردست، اعلیٰ..." (59:23-4) ہمہ گیر:

- اللہ ہر جگہ موجود ہے لیکن اس کی موجودگی کو صرف اس کی تخلیق کردہ کائنات کی کمالات اور کمالات کو دیکھنے اور جانچنے سے محسوس کیا جا سکتا ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے:

"مشرق اور مغرب اللہ ہی کے ہیں، تم جس طرف بھی رخ کرو، وہاں اللہ کی موجودگی ہے، کیونکہ اللہ ہر چیز پر غالب، سب کچھ جاننے والا ہے" (2:115) عالم الغیب:

- اس کا علم تمام مظاہر اور جہتوں میں مطلق، کامل اور مکمل، ہمہ گیر اور ہمہ گیر ہے۔ وہ پوشیدہ اور ظاہر، ماضی اور حال اور آگے کیا ہے، سب سے چھوٹی ممکنہ تفصیلات تک جانتا ہے۔
- قرآن پاک کہتا ہے:
- ''کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے اور وہ سب کچھ سننے والا اور سب کچھ دیکھنے والا ہے۔'' (42:11)
- "وہ اول، آخر، سب سے بلند اور قریب ہے، اور وہ ہر چیز کا علم رکھتا ہے" (57:3)
- "جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے، تم جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے ظاہر کرو یا چھپاؤ، اللہ تم سے اس کا حساب لے گا۔" (2:284) ابدی اور مطلق:
- اللہ ازلی ہے، ابتدا اور انتہا کے بغیر، وہ اس وقت موجود تھا جب کچھ نہیں تھا اور وہ اس وقت موجود رہے گا جب کچھ نہیں ہوگا۔ اللہ مطلق ہے، زمان و مکان یا حالات سے محدود نہیں۔ قرآن پاک کہتا ہے:
- "وہ اول ہے (اس سے پہلے کچھ نہیں ہے)، آخری (اس کے بعد کچھ نہیں)، سب سے زیادہ بلند (کوئی چیز اس کے اوپر نہیں ہے)، اور سب سے زیادہ قریب (کوئی بھی اس سے زیادہ قریب نہیں ہے)..." (57:3)
- "اللہ! اس کے سوا کوئی معبود نہیں... زندہ، خود کو برقرار رکھنے والا، ہمیشہ رہنے والا..." (2:255)

 ’’کہو: وہ اللہ ہے، ایک ہے، اللہ ہے، ابدی ہے، مطلق ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے اور نہ ہی وہ پیدا ہوا ہے‘‘ (112:1-3) قانون دینے والا:

- اللہ تعالیٰ نے نہ صرف کائنات کو تخلیق کیا ہے بلکہ اس نے اس کے تمام پہلوؤں اور جہتوں کے لیے قوانین بھی وضع کیے ہیں۔ اس سلسلے میں اس کی نشانیاں ہمارے اندر اور پوری کائنات میں ہر جگہ بکھری ہوئی ہیں۔ لامحدود خلاء میں بکھرے ہوئے ستارے، قدرت کا اپنی دلکشی اور خوبصورتی کے ساتھ وسیع منظر، چاند کا مستقل موم اور ڈھلنا، موسموں اور دنوں اور راتوں کی حیرت انگیز ہم آہنگی سب ایک حقیقت کی طرف اشارہ کرتے ہیں: ایک خدا، خالق، حاکم، قانون دینے والا ہے جو اس کائنات کا مالک ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے:
- ’’مبارک ہے وہ جس نے آسمانوں میں برج بنائے اور اس میں چراغ (یعنی سورج) اور چاند رکھا‘‘ (25:61)
- ’’وہی ہے جس نے سات آسمان ایک دوسرے کے اوپر بنائے، رحمٰن کی تخلیق میں تم کوئی تضاد نہیں دیکھ سکتے‘‘ (67:3-4)
- اس نے جو قوانین دیے ہیں وہ ابدی ہیں۔ لیموں کا درخت لیموں کو اگانے کے لیے بنایا گیا ہے، یہ انار نہیں اگ سکتا۔ سورج ہمیشہ مشرق سے نکلے گا، جنوب، مغرب یا شمال سے نہیں۔

(B) تخلیق شدہ دنیا کے ساتھ خدا کا تعلق:

- تخلیق کی ترتیب اس طرح ہے کہ سورج، چاند، ستارے، پانی اور زمین، دن اور رات، سال کے موسم، بادل، ہوا اور بارش، زمین کے نیچے اور اس کی سطح پر موجود خزانے، دوسرے لفظوں میں، فطرت کی تمام قوتیں اپنی توانائیاں اور وسائل انسان کی بھلائی اور ذہنی سکون فراہم کرنے میں استعمال کرتی ہیں۔ ایسا تعلق اور ہم آہنگی تمام مظاہر کے درمیان اور انسان اور اس کے پڑوسیوں کے درمیان، قریب اور دور کے ساتھ ساتھ انسان کے اپنے مسکن کے اندر بھی پایا جا سکتا ہے۔
- انسان اللہ کی بہترین تخلیق ہے کیونکہ اس کو اس بے پناہ وسیع کائنات کے اسرار و رموز کو جاننے اور سمجھنے کے لیے علم، طاقت، صلاحیت اور حکمت سے نوازا گیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جب آمنا سامنا ہوا تو فرشتے ان چیزوں کے نام نہیں بتا سکتے تھے جب کہ آدم علیہ السلام نے یہ کام بڑی آسانی اور بے ساختہ کر دیا تھا کیونکہ اسے رب تعالیٰ نے بہت سکھایا تھا (2:31-33)
- انسان کرہ ارض پر اللہ کا نائب ہے۔ (2:30) اللہ تعالیٰ نے اسے صاف صاف بتا دیا ہے کہ اگر وہ اس کے حکم کے مطابق عمل کرے گا تو اسے دنیا میں امن و سکون اور اگلے جہان میں ابدی خوشی و مسرت (جنت) ملے گی لیکن اگر وہ سرکشی، تکبر اور خود پسندی میں مبتلا ہو جائے تو آخرت کا دائمی رنج و غم اس کا مقدر اور جہنم اس کا دائمی ٹھکانہ ہے۔
- تقدیر کی پابندیوں کے اندر اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک قسم کی خود مختاری عطا کی ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے انسان کو قوت گویائی عطا کی ہے جس کا استعمال وہ انسانیت کے لیے اچھائی یا برائی کرنے اور سچ بولنے یا جھوٹ بولنے کے لیے کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو سیکھنے، بولنے، سمجھنے اور حق کو غلط اور اچھے برے میں تمیز کرنے کی صلاحیتیں بھی عطا کی ہیں۔ اللہ فرماتا ہے:

’’حق تمہارے رب کی طرف سے ہے، جو ایمان لائے وہ مانے اور جو انکار کرے‘‘ (18:29)

''تم کچھ نہیں جانتے تھے اور اس نے تمہیں سماعت اور بصارت اور عقل اور محبت دی تاکہ تم شکر کرو'' (16:78)

- اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق سے اتنی محبت ہے کہ وہ اسے گناہ کرنے پر مجبور نہیں کرتا اور پھر اسے سزا دیتا ہے۔

- اللہ اس قدر سخی ہے کہ وہ مردوں کے لیے وہ کام نہیں کرتا جو ان کے بس میں نہیں ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے:

''اللہ کسی پر اس کی طاقت کے سوا بوجھ نہیں ڈالتا'' (2:286)

- اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور نیکو کاروں اور صبر کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔ اللہ چاہتا ہے کہ انسان 'سیدھے راستے' پر چلے، کیونکہ نجات کا راستہ صرف یہی ہے۔

- اللہ برائی اور زیادتی کو پسند نہیں کرتا کیونکہ یہ یقیناً جہنم کی طرف لے جاتا ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے:

''آخرت کا وہ گھر ہم ان لوگوں کو دیں گے جو سرزمین میں غرور اور ظلم کے ساتھ حق سے سرکشی نہیں کرتے اور نہ جرائم کرکے فساد برپا کرتے ہیں اور اچھا انجام نیک اور پرہیزگار کے لیے ہے۔'' (28:83)

''اور زمین پر اکڑ کر نہ چل''۔ (17:37)

"اور لوگوں سے اکڑ کر اپنا منہ نہ پھیر اور زمین پر اکڑ کر نہ چل، بے شک اللہ کسی متکبر مغرور کو پسند نہیں کرتا۔" (31:18)

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

''جس کے دل میں چیونٹی کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا'' (مسلم)

"کیا میں تمہیں جہنمیوں کے بارے میں نہ بتاؤں، یہ ہر ظالم، بے غیرت اور متکبر ہے۔" (بخاری و مسلم)

- جیسا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے لیے نہایت رحم کرنے والا، محبت کرنے والا اور خیال رکھنے والا ہے، اس لیے وہ انہیں بار بار توبہ اور استغفار کرنے کے مواقع اور مواقع دیتا ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے:

''اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو، بے شک اللہ تمام گناہوں کو بخش دیتا ہے، بے شک وہ بڑا بخشنے والا، نہایت رحم کرنے والا ہے۔'' (39:53)

"اور ہم کبھی بھی ایسا بدلہ نہیں دیتے سوائے ناشکروں کے۔" (34:17)

"اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔" (7:156)

''یقینا اللہ کی رحمت سے کوئی مایوس نہیں ہوتا سوائے کافروں کے۔'' (12:87)

''بے شک تمہارا رب (نافرمانوں اور بدکاروں کے لیے) جلد سزا دینے والا ہے اور یقیناً بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا (فرمانبرداروں اور اللہ سے معافی مانگنے والوں کے لیے)ہے۔ (7:167)

"لیکن آپ کا رب بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (18:58)

"اور اللہ سے معافی مانگو، کیونکہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔" (4:106)

"وہ اللہ کی طرف کیوں نہیں رجوع کرتے اور اس سے معافی مانگتے کیوں نہیں، کیونکہ اللہ بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔" (5:77)

''میرے بندوں سے کہہ دو کہ میں یقیناً بہت بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہوں۔'' (15:49)

''اگر تم میں سے کسی نے نادانی میں کوئی برائی کی اور اس کے بعد توبہ کر لی اور (اپنے طرز عمل میں) اصلاح کر لی تو یقیناً وہ بڑا بخشنے والا مہربان ہے'' (6:54؛ 7:153؛ 9:4-5)

- تاہم، یہ ذہن میں رکھنا چاہئے کہ:

''جو گناہوں کو معاف کرتا ہے، توبہ قبول کرتا ہے، وہ (بھی) سخت سزا دینے والا ہے'' (40:3)

- قرآن پاک میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ یوم حساب "فجر" (بدکار، کافر، گنہگار اور بدکار) بھڑکتی ہوئی آگ (جہنم) میں ہوں گے" (82:14)... لیکن جس کی میزان (نیکیاں) ہلکی ہوں گی، اس کا ٹھکانہ ہاویہ میں ہوگا (101:9)

(ج) اللہ کے رسول:

- انسان زمین پر اللہ کا نائب ہے (2:30)۔ اللہ تعالیٰ نے شروع ہی میں واضح طور پر حکم دیا کہ اگر انسان اس کے احکام کے مطابق عمل کرے تو اسے سکون و اطمینان حاصل ہو گا۔

اس دنیا میں اور ابدی خوشی اور اگلی دنیا میں خوشی۔ البتہ اگر انسان سرکشی اور تکبر میں مبتلا ہو جائے تو اس کا انجام آخرت میں دائمی رنج و غم اور مصیبت ہے۔

- انسان کو راہِ راست کی یاد دلاتے رہنے اور شیطان کی کوششوں کو روکنے کے لیے، اللہ نے وقتاً فوقتاً اپنے رسول بھیجے تاکہ ان تک اپنا ابدی پیغام پہنچائیں۔
- اللہ کے یہ تمام رسول جن کی تعداد تقریباً 1,24,000 تھی بالکل سچے، گناہوں سے پاک، اعلیٰ ترین ذہانت، ذہنی صلاحیت اور ہوشیاری کے مالک تھے۔ انہوں نے بغیر کسی کوتاہی، چھپے یا تبدیلی کے اللہ کا پیغام ویسا ہی پہنچا دیا۔
- اللہ کے تمام رسول انسانوں میں سے تھے۔ انہوں نے ایک عام زندگی گزاری یعنی انہوں نے شادی کی، بچے پیدا کیے اور دوسروں کی طرح اپنی روزی کمانے کے لیے جدوجہد کی۔
- اللہ کا پیغام رسولوں نے اسی زبان میں پہنچایا جو اس علاقے کے لوگ بولتے تھے۔
- شاید ہی کوئی نبی ایسا ہو جسے لوگوں نے طعنے نہ دیا ہو، اس کی تذلیل نہ کی ہو، تذلیل نہ کی گئی ہو، یہاں تک کے ان میں سے بعض کو کافروں کے ہاتھوں قتل بھی کیا گیا ہو۔
- بحیثیت مسلمان، ہمیں اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے کہ ہم اپنے تمام رسولوں پر ایمان لائیں، ان کا احترام کریں اور ان میں کوئی تفریق نہ کریں۔ قرآن پاک کہتا ہے: "... ہم اس کے رسولوں میں سے ایک اور دوسرے کے درمیان کوئی فرق نہیں کرتے" (2:285)
- اللہ نے ہمیشہ اپنے رسولوں کی مدد کی ہے اور بدکار کافروں کو سزا اور تباہی دی ہے۔ قرآن پاک کہتا ہے:

پھر نوح نے اپنے رب سے مدد مانگی (اور کہا) میں مغلوب ہو گیا ہوں، پس (میری) مدد کرو۔ پس ہم نے آسمان کے دروازے پانی کے بہنے سے کھول دیے اور ہم نے زمین سے چشمے جاری کر دیے..." (54:9-16)

پس انہیں (سمود) زلزلہ نے آپکڑا اور وہ اپنے گھروں میں اوندھے منہ پڑے رہ گئے (7:73-79)

''اور (یاد کرو) جب ہم نے تمہارے لیے سمندر کو الگ کر دیا اور تمہیں بچایا اور فرعون والوں کو غرق کر دیا جب کہ تم ان کی طرف دیکھ رہے تھے جب سمندر کا پانی ان کو ڈھانپ رہا تھا'' (2:50-51)

- تمام انسانوں کے لیے اللہ کا پیغام ایک ہی رہا ہے یعنی انہیں یہ مان لینا چاہیے کہ اللہ ہی اس کائنات کا واحد خالق، نگہبان اور پالنے والا ہے، وہ یکتا و یکتا ہے، اور یہ کہ وہ اکیلا رب کائنات ہے، اس کی قدرت، اختیار اور حاکمیت میں کوئی شریک نہیں ہے

- پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام تھے اور آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ درمیان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام آتے ہیں جن سے اپنے دو بیٹوں حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق کے ذریعے انبیاء کی ایک لمبی قطار نکلی۔ حضرت اسحاق سے حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت داؤد، حضرت سلیمان، حضرت عیسیٰ، جب کے حضرت اسماعیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا تھے۔ اس سے پہلے انبیاء کا پیغام صرف ایک خاص قوم، علاقے یا زمانے تک محدود تھا جب کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام اس کرہ ارض پر انسانوں کے آخری دن تک تمام نوع انسانی کے لیے آفاقی، ابدی اور تمام پہلوؤں سے کامل ہے۔ اس آخری پیغام میں یہ بھی شرط ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب کوئی اور نبی کسی بھی وقت کسی بھی حال میں نہیں بھیجا جائے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ جو کچھ آخری شکل میں بنی نوع انسان کو پہنچانا چاہتا تھا وہ آپ کے ذریعے پہنچا دیا گیا ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

''اور ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر رحمت العالمین کے لیے'' (21:107)

''اور اگر آپ کا رب چاہتا تو یقیناً انسانوں کو ایک امت یا امت (ایک مذہب یعنی اسلام کی پیروی کرنے والا) بنا سکتا تھا لیکن وہ آپس میں اختلاف نہیں کریں گے'' (11:118)

''ہم نے تم سے پہلے ان کی قوم کی طرف رسول بھیجے اور وہ ان کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے'' (30:47)

''ہم نے آپ کو تمام لوگوں کے لیے رسول بنا کر بھیجا ہے جو انہیں بشارت دینے والا اور (گناہوں سے) ڈرانے والا ہے، لیکن ان میں سے اکثر نہیں جانتے'' (34:28)

''کہہ دو کہ اے لوگو، میں تم سب کی طرف اس اللہ کا رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے'' (7:158)

لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں (33:40)

- پچھلے تمام پیغامات کسی نے کسی طریقے سے خراب ہو گئے تھے جبکہ اللہ کی طرف سے آخری پیغام یعنی قرآن پاک آج تک بالکل اسی طرح برقرار ہے جس طرح چودہ صدیاں پہلے عرب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا

سیکشن تین

اسلام سے پہلے عرب

جغرافیہ:

عرب کا مقام:

ایشیا کا SW کونا

ن: صحرائے نجد

S: بحر ہند

E: بحیرہ عرب اور خلیج فارس

W: بحیرہ احمر

تین بڑے صحرا:

I) شمال میں نجد

II) مرکز میں دہنا

III) ربالخالی جنوب میں

اس وقت جزیرہ نما عرب میں سات ریاستیں ہیں جو کہ سائز کے لحاظ سے سب سے بڑی سے چھوٹی تک ہیں جیسا کہ ذیل میں دیا گیا ہے:-

I. مملکت سعودی عرب (2,48,000 مربع کلومیٹر)

II. جمہوریہ یمن (472,099 مربع کلومیٹر)

III. سلطنت عمان (306,000 مربع کلومیٹر)

IV. متحدہ عرب امارات (83,000 مربع کلومیٹر)

V. کویت (17,818 مربع کلومیٹر)

VI. قطر (11,437 مربع کلومیٹر)

VII. بحرین (694 مربع کلومیٹر)

کـــــل رقبہ: 3,139,048 مربـــــع کلومیٹر) ریس:

- عرب بیدہ: عرب کے اصل آبائی باشندے بعد کی نسلوں کے ذریعے تباہ ہوئے عاد، سمود اور جدی شامل ہیں
- بنو قحطان: یمنی جو بعد میں شمال کی طرف ہجرت کر گئے عرف عرب عربیہ (سچے عرب)
- عرب مستریبا: شمالی عرب، اسماعیل کی اولاد قریش اسی گروہ سے تعلق رکھتے تھے

ابتدائی عرب تاریخ میں تنازعات عام طور پر بنو قحطان اور عرب مستریبہ کے درمیان ہوتے ہیں

اہل عرب:

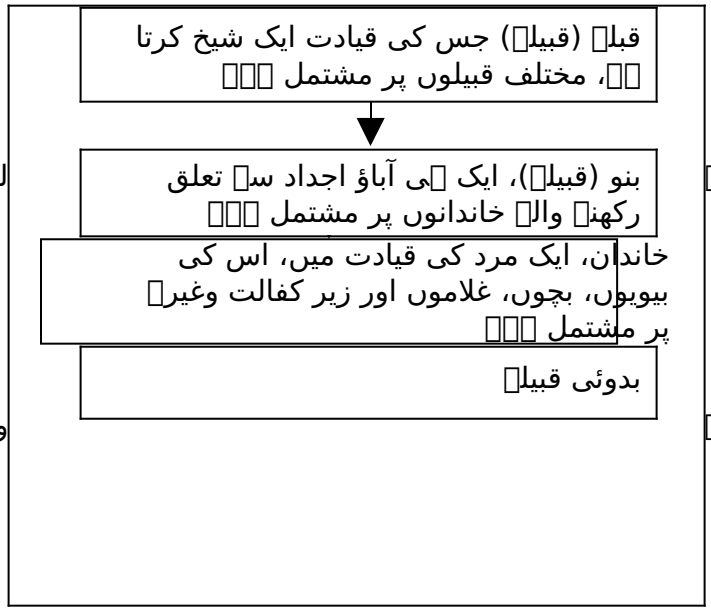
قبلہ (قبیلہ) جس کی قیادت ایک شیخ کرتا
ہے، مختلف قبیلوں پر مشتمل ہے
بنو (قبیلہ)، ایک ہی آباؤ اجداد سے تعلق
رکھنے والے خاندانوں پر مشتمل ہے
خاندان، ایک مرد کی قیادت میں، اس کی
بیویوں، بچوں، غلاموں اور زیر کفالت وغیرہ
پر مشتمل ہے
بدوئی قبیلہ

- عرب میں دو قسم کے لوگ تھے:
  (I) اعرابی
  (II) شہر کے رہنے والے

بدویوں:

- اہل البدیہ یا عربی میں بیدوین کہتے ہیں۔
- 80% سے زیادہ عرب بدو تھے۔
- بدوی ایک سال میں 500 میل تک سفر کرتے ہیں اس لیے بدویوں کے سب سے قیمتی مال میں سے ایک اونٹ تھا۔
- ایک شیخ کو قبیلہ کی کونسل سے مشاورت کے بعد فیصلہ کرنا تھا۔
- عرب میں چراگاہوں کی کمی کی وجہ سے بدوی اکثر اپنے پڑوسیوں پر حملہ کرتے تھے اور اس طرح وہ قدرتی طور پر جنگجو تھے۔

شہر کے لوگ:

- قصبہ عربوں میں بھی ایسا ہی پدرانہ قبائلی معاشرہ تھا۔
- شہر کے زیادہ تر باشندے تجارت سے وابستہ تھے۔
- شہروں نے عرب کے بیشتر رہنما فراہم کیے کیونکہ انہیں باقی دنیا سے تہذیب ملی تھی۔

تاریخ عرب:

- عربوں کی تاریخ کو درج ذیل ادوار میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔
  (I) قدیم عرب دور (ابتدائی دور - 450 عیسوی)
  (II) دور جاہلیت (450 عیسوی – عروج اسلام)
  (III) اسلامی دور (570-1258)

قدیم عرب (ابتدائی دور سے 450 عیسوی تک)

- اگرچہ مصر اور عراق مسیح سے دو تین ہزار سال پہلے مہذب تھے لیکن جنوبی قبائل کے عروج تک عرب غیر مہذب تھے۔

- قدیم زمانہ میں عرب کے آبائی باشندے ایک سیامی فام نسل تھے جنہیں جنوبی باشندوں یعنی بنو قحطان نے تباہ یا ربالخالی میں بھگا دیا تھا۔
- بنو قحطان نے یمن میں اپنی معین سلطنت قائم کی (1200-650 قبل مسیح)۔

مملکت سبا (سباینس):

- بنو قحطان کی سبین سلطنت نے معین سلطنت (950 قبل مسیح - 115 AD) کا تختہ الٹ دیا۔
- سبین عظیم معمار تھے۔ بہت سے محلات اور قلعے بنائے۔
- سبین اپنے ڈیموں کے لیے سب سے زیادہ مشہور تھے۔
- انہوں نے مشہور معارب ڈیم بنایا جس سے جنوبی عرب کے ایک بڑے حصے کو سیراب کیا گیا۔

سلطنت صنا (ہماریٹس):

- حمیار بنو قحطان کی ایک شاخ تھی۔ انہوں نے سانا (115 - 525 عیسوی) کی ہمیارائی سلطنت قائم کی۔
- وہ اپنے قلعوں، محلوں اور قلعوں کے لیے سب سے زیادہ مشہور ہیں۔
- ان کے دور حکومت میں متعدد بار سیلاب سے مآرب ڈیم کو شدید نقصان پہنچا یا تباہ ہوا۔ تاہم، یہ ہمیشہ مرمت کیا گیا تھا.
- انہوں نے جنوبی ایشیا اور مختلف رومی صوبوں کے ساتھ تجارت کی اور ترقی کی۔
- جب رومیوں نے مصر کو فتح کیا تو ہمیرائٹ کے تجارتی مفادات کو ایک دھچکا لگا کیونکہ رومی بحری جہاز اب بحیرہ احمر میں داخل ہوئے۔
- ایک ہی وقت میں، مآرب ڈیم کی کئی بار خلاف ورزی ہوئی، جس کے نتیجے میں ہر آنے والے سیلاب کے ساتھ قبائل کو نقل مکانی پر مجبور ہونا پڑا یہ بالآخر 540ء میں تباہ ہو گیا۔
- قبائل نے ہجرت کی:

(I) شام کا صحرا۔

(II) سلطنت فارس میں حرا

(III) وسطی اور شمالی عرب۔

(IV) عمان اور بحرین۔

(V) اوس اور خزرج کے قبائل یہودی ریاست مدینہ میں چلے گئے۔

- آخری ہمیار بادشاہ، ذو نواس ایک یہودی تھا جس نے عیسائیوں کو ستایا۔ عیسائیوں نے بازنطینی شہنشاہ جسٹن اول سے اپیل کی اس نے ابیسینیا کے بادشاہ نیگس کو لکھا۔ ایک 70,000 آدمی حبشی فوج نے 525 عیسوی میں ذو نواس کو کچل دیا۔
- ہمیرائٹ بادشاہت حبشی حکومت کے تحت آئی، جو 50 سال تک قائم رہی۔

570ء میں یمن کے حبشی گورنر ابرہہ نے مکہ مکرمہ کو تباہ کرنے کے لیے حملہ کیا۔ اس کی فوج کو نگلنے سے تباہ کر دیا گیا۔ عربوں نے 570 عیسوی کو 'ام الفل' یا ہاتھی کا سال کہا، کیونکہ ابرہہ کی فوج میں ہاتھی تھے۔

- جلد ہی یمنی عربوں نے فارسیوں کی مدد سے اپنے عیسائی حکمران کا تختہ الٹ دیا۔
- تاہم، فارسی بھی سامراجی آقا تھے۔ یمنیوں نے فارس کے خلاف اپنے شمالی بھائیوں کی مدد طلب کی۔

دور جاہلیت (450 عیسوی سے طلوع اسلام)

- جہالت کا دور۔
- اس دور میں اہل عرب کے افکار و نظریات میں زبردست تبدیلیاں رونما ہو رہی تھیں۔
- تبدیلیاں یہ تھیں:

(I) ازدواجی نظام کا انحطاط۔

(II) پورے عرب میں پیسے کی معیشت کی ترقی۔

(III) یمنی قبائل کی شمالی عرب کی طرف ہجرت۔

(IV) عرب کی شمالی اور جنوبی سرحدوں کے ساتھ رومی اور فارسی سلطنتوں کی سازشوں میں اضافہ۔

- جیسے جیسے باقی دنیا کے ساتھ تجارت بڑھی، قبائل پیسے اور تجارت میں زیادہ دلچسپی لینے لگے۔ قریش مکہ اور طائف کے ثقیف سب سے نمایاں تھے۔
- ان لیڈروں نے پورے عرب کو تجارت کے لیے منظم کیا: بازار کھولے گئے، میلے لگے، قافلے ہر طرف روانہ ہوئے۔
- قریش اور سرکردہ قبائل بدویوں کو قرض دیتے تھے اور سود پر بہت زیادہ منافع کماتے تھے۔ اس طرح قریش عرب کے امیر ترین قبائل میں سے ایک بن گئے۔
- ماتریانہ نظام تباہی کی وجہ سے تباہ ہو گیا تھا۔ پرانے نظام کی طرف سے فروغ پانے والی اخلاقی اقدار کو پامال کیا گیا۔ بستی والوں اور بدویوں کی لالچ اور بھوک کی وجہ سے دونوں طویل اور طویل جنگوں میں مصروف رہے۔

عرب کے سیاسی حالات:

- عرب کی کوئی ریاست نہیں تھی۔ قبائلی انارکی تھی۔
- اگر کوئی شخص اپنے ہی قبیلے میں کسی کو قتل کرتا ہے تو مقتول کا خاندان آزادانہ طور پر اسے قتل کر سکتا ہے۔
- اگر کسی شخص نے کسی دوسرے قبیلے کے کسی کو قتل کیا تو غم زدہ قبیلے نے مجرم کے قبیلے پر چھاپہ مار کر بدلہ لیا۔
- قبائلی جذبہ یا اتحاد کو اصابیہ کہا جاتا تھا۔
- بدو قبائل میں، یہاں تک کہ غریب ترین رکن کی قبائلی کونسل میں آواز ہوتی تھی۔ شیخ ظالم نہیں تھے۔ وہ ایک منتخب لیڈر تھا.

ایام العرب (عرب کے دنوں کی جنگیں):

- یہ عام طور پر جنگ شروع کرتے ہیں:

(I) قبائلی لالچ اور لوٹ مار کی جبلت

(II) جنگی جبلت اور لڑنے کا رجحان

(III) شاعروں کا شعلہ بیان کلام

(IV) فخر اور عزت

- قبائل عام طور پر جنگوں کے دوران اتحاد میں شامل ہوتے تھے
- وہ قبائل جو بہت بڑے ہو گئے تھے عموماً تقسیم ہو گئے اور دونوں فریق ایک دوسرے سے لڑنے لگے
- یہاں تک کہ ایک ہی قبیلے کے قبیلے بھی آپس میں لڑتے تھے

مثالیں:

جنگ بسوس: ایک اونٹنی پر جھگڑا جسے قبیلے تغلب کے سردار نے زخمی کر دیا تھا اور جس کا تعلق قبیلے بنو بکر کی باس نامی عورت سے تھا جنگ 40 سال تک جاری رہی قبائل ایک مشترکہ آباؤ اجداد سے پیدا ہوئے تھے!
دحیس اور الغبرا کی جنگ: دحیس اور الغبرا ایک گھوڑا اور گھوڑی تھے ابس اور دھوبیان کے بہن بھائی گھوڑوں کی دوڑ کے جھگڑے کی وجہ سے آپس میں لڑ پڑے جلد ہی علاقے کے تمام قبائل اس میں شامل ہو گئے!

عرب میں فکری قوتیں:

- چونکہ خانہ بدوش ہمیشہ موبائل تھے اور اپنے پڑوسیوں پر اتنا حملہ کرتے تھے، عرب کافی یکساں زبان بولتا تھا
- کہا جاتا ہے کہ قدیم عرب تین چیزوں کو سب سے زیادہ پسند کرتے تھے: اس کی زبان، اس کا اونٹ اور اس کا قبیلہ
- عرب فصاحت و بلاغت، ماہر تیر اندازی اور ہنر مند گھڑ سواری کو ایک کامل انسان کی بنیادی صفات سمجھتے تھے
- ایک جنگ کے دوران اور جب ایک نئے کی تیاری شروع ہو رہی تھی تو خطیبوں اور شاعروں کی سرپرستی کی جاتی تھی
- راوی نے نظمیں، قصیدے اور دیگر اشعار پڑھے
- شاعر، راوی اور خطیب ایک قبیلے کے زبانی نمائندے تھے انہوں نے اصل جسمانی دشمنی شروع ہونے سے پہلے زبانی 'سرد جنگوں' کے ذریعے قبیلے کی رہنمائی کی اور، جنگ شروع ہونے سے عین قبل، انہوں نے میدان جنگ میں دشمن کے خلاف انوکیکٹیو کا ڈھیر لگا دیا
- شاعر بھی ایک قبیلے کے سرداروں کے عوامی نمائندے تھے انہوں نے رائے عامہ کو حق میں ڈھالا اور ان کی سرپرستی کرنے والوں کے لیے قصیدے لکھے
- شاعروں نے یہاں تک کہ قبیلے کے سرداروں کے شجرے نسب کو ابراہیم تک یا آدم تک کا بھی پتہ لگایا
- مال کے تبادلے کے لیے عرب بھر میں میلے لگتے تھے اور شعر و کلام کے مقابلے ہوتے تھے
- مکہ کے قریب عکاز کا میلہ سب سے زیادہ مشہور تھا یہاں حرم کے مہینوں میں شاعروں کی قومی کانفرنس منعقد ہوتی تھی جب جنگ ممنوع تھی

عربوں کی اخلاقی زندگی:

- ان کے فضائل:

مہمان نوازی اور سخاوت

ہمت اور جوش قبیلہ اور قبیلہ

سے وفاداری

کردار کی استقامت

مانگنے والوں کو پناہ دینا وہ ان لوگوں کے لئے مریں گے جنہیں انہوں نے پناہ دی تھی آزادی کی محبت

- برائیاں:

(I) بے سہارا مسافروں اور اکیلے نکالے جانے والوں کو لوٹنا شاہانہ اور اسراف خرچ

(II) بے حسی اور بربریت

(III) بلاشبہ چھوٹے چھوٹے جھگڑوں پر دوسرے قبیلے کے لوگوں کو قتل کرنا

(IV) عورتوں کے ساتھ جانوروں سے بھی بدتر سلوک

(V) حد سے زیادہ جھوٹ بولنا

(VI) وعدوں اور امانتوں کو توڑنا

(VII) انتقام کی آگ عربوں کی مذہبی زندگی

- ان میں سے بعض نے اللہ کی وحدانیت کا اثبات کیا، خالق اور قیامت پر ایمان رکھتے تھے اور اس بات پر یقین رکھتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبرداروں کو جزا دے گا اور نافرمانوں کو سزا دے گا اس گروہ میں عبدالقیس، قیس ابن سعید اور رباب اشعانی کے راہب بحیرہ جیسے لوگ شامل تھے

- کچھ اور تھے جو خالق اور ابتداء خلق پر ایمان رکھتے تھے لیکن رسولوں اور قیامت کا انکار کرتے تھے اس گروہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے سورہ الجثیہ میں بتایا

- اور وہ کہتے ہیں کہ ہماری دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہیں، ہم مرتے ہیں اور جیتے ہیں اور ہمیں وقت کے سوا کوئی چیز ہلاک نہیں کرتی

- البتہ عربوں کی اکثریت قیامت اور دوبارہ زندہ ہونے پر یقین رکھتی تھی لیکن انہوں نے رسولوں کا انکار کیا اور بتوں کی پرستش سے چمٹے رہے جیسا کہ درج ذیل سے ظاہر ہے:

- ''ہم ان کی عبادت صرف اس لیے کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں'' سورہ الزمر

- (iv) مال اور دیویوں کا ایک ہجوم تھا جن کی عرب پوجا کرتے تھے، جن میں سے نمایاں یہ تھے:

دیوی / دیوی	ریمارکس
الحبل	خانہ کعبہ میں حرم
الوز العزہ، سورج، طاقت، طاقت	مکہ مکرمہ کے قریب ایک راستے کے دائیں جانب

اور وقار کی دیوی۔	رکھا جو عراق کی طرف جاتا تھا۔
اسف اور نعلہ	خانہ کعبہ کے دروازے کے ساتھ واقع تھے۔
الجلصاد	Hadramdut میں منڈا کے قبیلے کی طرف سے پوجا.
آل لات	طائف کے لوگ عبادت کرتے ہیں۔
واڈ	دوماتیل - جندل میں قبیلہ کلب کی طرف سے پوجا کی جاتی تھی۔
نصر	یمن میں قبیلہ حمیار کے ذریعہ عبادت کی جاتی تھی۔
منات	مدینہ اور مدینہ کے درمیان نصب قدیم ترین بتوں میں سے ایک بحیرہ احمر کے ساحل پر مکہ مکرمہ۔ اس کی سب کی طرف سے تعظیم کی جاتی تھی، خاص طور پر مدینہ کے الامس اور الخزرج قبائل نے۔

- مکہ مکرمہ کے ہر گھرانے کے گھر میں ایک بت ہوتا تھا جس کی پوجا کی جاتی تھی اور جب بھی کوئی سفر پر جانا چاہتا تو سب سے پہلے اسے مارنا تھا اور سفر سے واپسی پر بھی ایسا ہی کیا جاتا تھا۔
- عرب اپنے بتوں کی پوجا خصوصی رسومات اور تقاریب کے ساتھ کرتے تھے۔ اونٹ، بکرے، بھیڑ اور بعض اوقات انسان بھی ان پر قربان ہوتے تھے۔ ان کا خون قربان گاہ پر بہایا گیا اور پوجا کرنے والے بت کے گرد رقص کرنے لگے۔
- کافروں کا خیال تھا کہ اگر وہ بت کو چوم لیں گے تو وہ تقدس حاصل کر لیں گے۔
- کافر جنوں پر یقین رکھتے تھے اور ان کا خیال تھا کہ بدکردار جن ویران جگہوں اور راستوں میں رہتے ہیں جبکہ اچھے جن آبادی والے علاقوں میں رہتے ہیں۔ جنات بھی لوگوں پر غلبہ پا سکتے تھے اور ایسے لوگوں کو مجنون کہا جاتا تھا۔
- کبھی کبھی عرب درختوں، ریت کے ڈھیروں اور لکڑی کی چھڑیوں کے ڈھیر کی بھی پوجا کرتے تھے۔ عرب کے ارد گرد دوسرے مذاہب

- بے شک وہ لوگ جو (اللہ اور اس کے رسول پر) ایمان لائے اور جو یہودی اور صابی اور عیسائی اور مجوسی اور وہ لوگ جو اللہ کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے ہیں بے شک اللہ قیامت کے دن ان کے درمیان فیصلہ کرے گا بے شک اللہ ہر چیز پر گواہ ہے۔ (22:17) مجوسی (**Magus**):

- آذربائیجان میں عیسائی کیلنڈر کی آمد سے 600 سال پہلے پیدا ہوئے، زراسٹر نے مجوسیوں کا آخری نظریہ قائم کیا۔ اس مذہب کے عقائد نیکی یا روشنی کے دیوتا اہورا مزدا اور بدی اور تاریکی کے دیوتا احریمان کے درمیان مسلسل جدوجہد کے گرد گھومتے ہیں۔ آگ کو مقدس سمجھ کر، اسے خاص طور پر تعمیر شدہ مندروں میں اہورا مزدا کے اعزاز میں جلایا جاتا تھا۔ یمن میں آج تک ایسے ہی چند مندر موجود ہیں،

ایران اور آذربائیجان۔ اگرچہ زرتشتیوں کی اکثریت نے اسلام قبول کیا جب فارسی سلطنت مسلمانوں کے ہاتھوں ٹوٹ گئی، لیکن ایک چھوٹا سا فیصد، جسے پارسی کہا جاتا ہے، اب بھی ہندوستان، پاکستان اور ایران میں زندہ ہے۔

صابی اصل میں خالص توحید پرست تھے جو پہلے یہودیوں اور عیسائیوں سے پہلے رہتے تھے اور صرف اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ بعد میں ان کے عقائد ستاروں اور سیاروں سے جڑے ہوئے تھے اور اس وجہ سے ان پر شرک کا الزام لگایا گیا۔ وہ قدرتی مظاہر کے مطالعہ میں ماہر اور معروف تھے ۔ ان میں سے بہت کم تعداد اب بھی عراق میں رہتی ہے۔ ان کا ذکر سورہ البقرہ، المائدہ اور الحج میں آیا ہے۔

یہود جو ہمیشہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے دنیا پر حکمرانی کے لیے چنے ہوئے لوگ سمجھتے تھے وہ یسرب (مدینہ) اور خیبر جیسے جھرمٹ میں مرکوز تھے جہاں ان کا غلبہ تھا۔ وہ فارسی اور رومی سلطنتوں کے مختلف علاقوں میں بھی رہ رہے تھے جہاں وہ فلسطین کے یونانی، رومی اور عیسائی حکمرانوں کے ظلم و ستم سے بچنے کے لیے بھاگے تھے۔ یہودی خدا کی وحدانیت پر یقین رکھتے تھے لیکن ان کے مجموعی عقائد کو مسخ اور مسخ کر دیا گیا تھا بحیثیت قوم، انہوں نے ہمیشہ الگ رہنے کو ترجیح دی اور شاید ہی کبھی دوسروں کو اپنے مذہب میں شامل ہونے کی ترغیب دی یا بصورت دیگر ان کے ساتھ قریبی سماجی رابطہ رکھا۔

عیسائی: فلسطین میں ایک عاجزانہ آغاز اور تین صدیوں سے زیادہ عرصہ تک رومی سلطنت کے ہاتھوں ظلم و ستم کا شکار رہنے کے بعد، عیسائیت کو 325 عیسوی میں رومی شہنشاہ قسطنطین کے مذہب تبدیل کرنے اور ریاستی مذہب کے طور پر اپنانے کے بعد بڑا فروغ ملا تاہم، اس وقت تک، یہ تثلیث (تین خدا)، اوتار، فرزند، کفارہ، دوسری آمد اور انجیل کی سچائی کے عقائد کو اپنا کر اپنے بنیادی فلسفہ، تعلیمات اور نقطہ نظر میں ساختی تبدیلیاں کر چکا تھا۔ فلسطین، لبنان، شام، مصر اور ایشیا مائنر جیسی جگہوں پر عیسائیت کا اب کم و بیش مکمل غلبہ تھا، اور رومی سلطنت کی دیگر تمام سمتوں میں تیزی سے پھیل رہا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ شامی جیکبائٹس، مصری قبطی، لبنانی مارونائٹس اور روم میں پوپل اتھارٹی اور قسطنطنیہ کے چیف پیٹریارک کے درمیان نظریاتی لڑائی بھی جاری تھی۔

ہندو سینکڑوں اور ہزاروں دیوتاؤں اور دیویوں کی پوجا کرتے تھے، جبکہ ایک ہی وقت میں اعلیٰ دیوتا پر یقین رکھتے تھے جسے وہ ایشور یا بھگوان کہتے تھے۔ وہ ذات پات کے اچھے نظام سے بھی دوچار تھے جس نے ان کے سماج کو چار باہم الگ نہ ہونے والے طبقات میں تقسیم کر دیا تھا جسے برہمن، کشتری، ویش اور شودر کہتے ہیں۔

بدھ مت: بدھ مت جس کی ابتدا شمالی ہندوستان میں ہوئی اور ابتدا میں ہندو مت کے لیے بڑا خطرہ تھا، برصغیر میں مسلسل زوال پذیر تھا تاہم، اس نے سیلون (سری لنکا)، برما، تھائی لینڈ اور چین جیسے ممالک میں قدم جما لیا تھا جہاں اس کا خود قناعت اور روشن خیالی کا فلسفہ تیزی سے زمین بوس ہو رہا تھا۔ عالمی سیاسی حالات

- جزیرہ نما عرب کو دو سپر طاقتوں نے گھیر رکھا تھا: شمال اور شمال مشرق میں ساسانی سلطنت (فارسی سلطنت) اور شمال مغرب میں بازنطینی سلطنت (رومن سلطنت)۔ بازنطینی سلطنت کی اندرونی لڑائی اور افراتفری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے، فارس کے شہنشاہ Chosroes نے 603 عیسوی سے 616 عیسوی تک دارالحکومت قسطنطنیہ کو چھوڑ کر مشرق اور مغرب میں پورے علاقے پر قبضہ کر لیا، چنانچہ فلسطین، مصر اور ایشیا مائنر میں زرتشتی پرچم کی جگہ عیسائی پرچم نے لے لی۔ طاقت کا توازن فارسیوں کے حق میں اس قدر جھک گیا کہ چوسروس دوم نے رومی شہنشاہ ہیراکلئس کو ایک خط لکھا، جو کہ ذیل میں ہے:

"چسروس، تمام خداؤں کے سب سے بڑے خدا، زمین کے رب سے، اپنے گھٹیا غلام ہیراکلئس تک، تم کہتے ہو کہ تمہیں خدا پر بھروسہ ہے، تمہارے خدا نے یروشلم کو میرے ہاتھوں سے کیوں نہیں بچایا؟"

- رومیوں کی طرف سے امن کی کوششوں پر، اس نے تکبر سے جواب دیا:

"یہ سفارت خانہ نہیں تھا، زنجیروں میں جکڑا ہوا ہیراکلس کا شخص تھا کہ اسے میرے تخت کے دامن میں لایا جانا چاہیے تھا، میں روم کے شہنشاہ کو اس وقت تک سکون نہیں دوں گا جب تک کہ وہ اپنے مصلوب خدا سے دست بردار نہ ہو جائے اور سورج کی عبادت کو قبول نہ کر لے۔"

- نئے قبضے میں لیے گئے علاقے پر اپنی گرفت مضبوط کرنے کے لیے اس نے عیسائیت کو ختم کرنے کے لیے کئی جابرانہ اقدامات کیے اور پہلے اقدام کے طور پر اس مذہب کے نوے ہزار پیروکاروں کا قتل عام کیا۔

- یہ واقعات جو اس وقت کی سب سے بڑی سلطنتوں روم اور فارس میں رونما ہو رہے تھے، ان کے اثرات مکے مکرمہ پر بھی مرتب ہوئے جو عرب میں ایک مرکزی مقام پر قابض تھا۔ ایرانی سورج دیوتا اور آگ کی پوجا کرتے تھے جبکہ رومی وحی اور نبوت پر یقین رکھتے تھے۔ مسلمانوں کے لیے نفسیاتی طور پر روم کے عیسائیوں کا ساتھ دینا سمجھ میں آیا، جب کہ مکے کے بت پرستوں نے زرتشتیوں کا ساتھ دیا، وہ بھی فطرت کے پرستار تھے۔

- جب آخر کار 616ء میں فارسیوں کی فتح ہوئی اور یہ خبر مدینے پہنچی جہاں سے مسلمان ہجرت کر چکے تھے تو اسلام کے مخالفین نے دعویٰ کیا کہ مسلمانوں کو بھی رومیوں کی طرح اکھاڑ پھینکا جائے گا۔

- اسی نازک موڑ پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک انتہائی اہم وحی نازل ہوئی:

"یونانی ہمسایہ ملک میں شکست کھا چکے ہیں، لیکن ان کی شکست کے بعد وہ چند سالوں میں خود فتح حاصل کر لیں گے۔"

- 625 عیسوی تک، میزیں تبدیل ہو چکی تھیں جب ہیریکلیس نے فارسیوں کو ذلت آمیز بحری شکست دی اور آرمینیا کے پہاڑوں سے ان کے دل کی گہرائیوں میں گھس کر ان کی طاقت کو توڑ دیا۔

- آخری جنگ دسمبر 627 میں دریائے دجلہ کے کنارے نینوئ میں لڑی گئی جس کے نتیجے میں چوسرو کو عبرتناک شکست ہوئی۔ اس کے بعد ہونے والی محل کی بغاوت میں، اس کے اٹھارہ بیٹے اس کی اپنی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیے گئے اور اسے اس کے اکلوتے زندہ بچ جانے والے بیٹے، سیروئس کے ہاتھوں ایک تہہ خانے میں تخت نشین کر دیا گیا، جہاں پانچویں دن اس کی موت ہو گئی۔

- اس طرح سورہ روم میں موجود قرآنی پیشین گوئی مقررہ مدت کے اندر سچ ہو گئی اور سلطنت فارس اندر سے ٹوٹ پھوٹ اور بکھرنے لگی۔ عرب کی تجارتی زندگی

- عام اوقات میں، قافلے بڑے تجارتی راستوں پر چلتے تھے جس کے نتیجے میں ایشیا اور یورپ کے درمیان سامان کا تبادلہ چین کے مشرقی سمندری کنارے سے یوریشیا کے انتہائی مغرب میں واقع مقامات تک ہوتا تھا۔

- جیسے ہی فارس اور رومی سلطنتوں کے درمیان شدید دشمنی شروع ہوئی، اپنے وقت کے دو بڑے بڑے کاروان کے راستے (جیسے سمرقند گولڈن روٹ) غیر محفوظ ہو گئے، یہاں تک کہ تجارت کا رخ جزیرہ نما عرب کی طرف موڑ دیا گیا جس کے ذریعہ سامان کو آگے کی ترسیل کے لیے ایشیا اور یورپ میں ان کی منزل تک پہنچایا جاتا تھا۔

- تزویراتی محل وقوع اور پہلے سے ہی عرب دنیا کا مذہبی مرکز ہونے کی وجہ سے مکے ٹرانزٹ ٹریڈ کا مرکزی نقطہ بن کر ابھرا۔

- سردیوں میں قریش عرب کے شمال میں غزہ (بحیرہ روم کے قریب)، بصرہ الشام (بحیرہ مردار کے اس پار)، الحیرہ (عراق میں دریائے فرات کے قریب) جیسے مقامات پر قافلوں کی قیادت کرتے تھے، جب کے گرمیوں میں وہ یمن (صنعاء اور عدن) اور بحیرہ احمر کے اس پار حبشہ کے دارالحکومت اکسم کا سفر کرتے تھے۔
- چونکہ بہت زیادہ داؤ پر لگا ہوا تھا، قریش، جو ٹرانزٹ ٹریڈ میں تیزی سے مجازی اجارہ داری کے طور پر ابھر رہے تھے، چاہتے تھے کے اس کے ہموار بہاؤ میں کوئی خلل نہ پڑے اور نہ ہی کوئی حفاظتی خطرہ جو قافلے کے راستوں پر ان کے مفادات اور اختیار کو نقصان پہنچا سکے۔
- پورے عرب میں تجارتی سرگرمیاں تیزی سے بڑھ رہی تھیں جیسا کے بڑی بڑی منڈیوں کے ابھرنے سے ظاہر ہے جہاں ہر طرف سے آنے والے سامان کی لین دین کے لیے میلے لگتے تھے۔

مارکیٹ کا نام	مقام
Ukaz	عرفات میں مکے کے قریب
ذل مجاز	اونائٹ، یوکاز کے قریب
النطح	خیبر
الحجر	ال یمامہ
سوق عدن	عدن
الربیع	درامت
سوکر	عمان
دیبا	موجودہ یو اے ای میں ایک جگہ
المشاق	بحرین میں حجر کے قریب
دومتیل جندل	انتہائی شمال میں صحرائے نفود میں دوماتیل جندل

سیر 4 سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب 1

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ابتدائی زندگی

<u>مکہ مکرمہ - مقام اور جغرافیہ:</u>

- حجاز کے جنوب مغربی کونے میں، بنجر اور خشک پہاڑیوں کے دور سلسلے کے درمیان واقع ہے۔
- ہر طرف خشک، بے آب، بنجر صحرا، شدید گرمی
- زراعت ممکن نہیں، صنعت ممکن نہیں

- تجارت اکثر لوگوں کی روزی کا ذریعہ تھی
- مکہ مکرمہ بڑے تجارتی راستوں پر واقع ہے اور یمن، شام، عراق وغیرہ کے درمیان ٹرانزٹ ٹریڈ کا سب سے اہم راستہ تھا
- جدہ کی بندرگاہ کے قریب، اس لیے سمندری راستے سے تجارت بھی ممکن ہے۔

مکہ کی بنیاد:

- جب حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے کعبہ کی تعمیر کی تو مکہ کا کوئی وجود نہیں تھا
- اس کے بعد کئی صدیوں تک، یہ پڑوسی خانہ بدوش قبائل کے لیے محض ایک کیمپنگ گراؤنڈ تھا
- تقریباً 1 عیسوی میں قبیلہ بنی جرھم نے کعبہ کی نگہبانی کی اور مکہ شہر کی بنیاد رکھی
- بنی جرہم نے مکہ مکرمہ پر حکومت کی، یہاں تک کہ جنوبی قبیلہ بنی خزہ کی طرف سے ہجرت کر دی گئی
- بنی خزہ کو قریش نے معزول کر دیا

قریش کا عروج:

- فہر کی اولاد (تیسری صدی عیسوی) جس کی کنیت قریش تھی
- فہر کی ایک نسل تھی جس کا نام قصائی تھا (5ویں صدی عیسوی)؛ 480ء میں وفات پائی
- قصی نے اپنی بیٹی کی شادی ایک خضری سردار سے کی جب سردار کا انتقال ہو گیا تو قصی نے بنی خزہ کو نکال دیا اور مکہ کا حکمران بنا اس نے اپنے خاندان کو مکہ میں رہنے کی دعوت دی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں قبیلہ قریش میں دس قبیلے تھے۔

- کچھ امیر قبیلے: مخزوم، نوفل اور امیہ۔
- کچھ غریب قبیلے: ہاشم اور دوسرے۔
- قصی نے قریش کی مذہبی اور سیاسی طاقت کی بنیاد ڈالی۔
- قصائی سے نیچے، قریشی قائدین کے اپنے اقتدار میں درج ذیل کام تھے:

طاقت	تفصیل
کعبہ کی چابیاں پکڑنے کے لیے	حجاب کی طاقت
قریش کی فوج کی کمان لیوا پاور	لیوا قریش کا معیار تھا
ندوہ	پاور غریب حاجیوں کو کھانا کھلانے کے لیے سالانہ غریب ٹیکس وصول کرنے کے لیے رفدھا پاور قریشی رہنماؤں کی کونسل کو طلب کرے گی
مکہ مکرمہ میں یا اس کے آس پاس کے کنوؤں اور پانی کے ذرائع پر سکایا کی طاقت۔	

<u>مکہ کے عروج کے اسباب:</u>

- زم زم کے تاریخی چشمے پر مشتمل ہے، جو خانہ بدوش قبائل اور گزرنے والے قافلوں کے لیے ایک بڑی کشش ہے۔
- کعبہ پر مشتمل ہے، جو عربی دیوتاؤں اور دیویوں کے بتوں کا بت بن گیا، جو دور جاہلیت میں اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ 360 بتوں پر مشتمل ہے۔
- یمن، شام اور عراق کے درمیان بڑے تجارتی راستوں پر واقع ہے۔

<u>محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے احداد:</u>

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم کی اولاد میں سے ہیں۔
- ہاشم ایک امیر سوداگر تھا جو شام کے ساتھ تجارت کرتا تھا۔ ان کا انتقال 510ء میں ہوا۔

<u>عبدالمطلب:</u>

- 520ء میں اپنے چچا مُطلب کی وفات کے بعد بنو ہاشم کا سردار بنا۔
- زم زم کا کنواں دوبارہ دریافت کیا۔
- وہ کعبہ کا متولی تھا اور حاجیوں کو کھانا مہیا کرنے کا ذمہ دار تھا۔

<u>محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور بچپن:</u>

- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے والد عبداللہ کا شام میں تجارتی مشن پر انتقال ہوگیا۔ انہیں یثرب میں دفن کیا گیا، اس کی عمر صرف 25 سال تھی۔
- عبداللہ کی وفات کے چار ماہ بعد، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی والدہ آمنہ نے پیر 12 ربیع الاول 30 اگست 570 عیسوی کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو جنم دیا (کچھ کتابیں کہتی ہیں کہ یہ ہاتھی کا سال 571 عیسوی تھا)
- آپ کی پیدائش سے لے کر پانچ سال کی عمر تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم بنو سعد کے بدو قبیلے کی حلیمہ سعدیہ نامی ایک خادمہ کے ساتھ رہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی والدہ کا یثرب کے سفر کے دوران راستے میں انتقال ہوگیا اس کی نرس ام ایمن نے اسے واپس لا کر عبدالمطلب کی تحویل میں دے دیا

- 90 سال کی عمر میں عبدالمطلب دو سال کے بعد انتقال کر گئے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا ابو طالب کی تحویل میں چلے گئے
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا اور دوسرے لوگوں کی بھیڑ بکریوں کو چرایا

<u>محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکپن اور جوانی:</u>

- ابو طالب عطر اور کپڑے کے تاجر تھے
- 12 سال کی عمر میں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کے ساتھ کئی مہینوں کے تجارتی سفر پر شام گئے
- راستے میں بحیرہ نامی عیسائی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پیشین گوئی کی

<u>حرب الفجار:</u>

- مقدس مہینوں میں قریش کنانہ اتحاد اور ہوازن قبیلے کے درمیان مقدس جنگ لڑی گئی
- جنگ کے آغاز میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 16 سال تھی

<u>نصف الفضول:</u>

- حرب الفجار جنگ نے مکے میں حقیقی اتھارٹی کی کمی کو ظاہر کیا مکے میں کمزوروں پر ظلم کیا گیا اور قبیلے ظالموں کو سزا دینے میں ناکام رہے
- کئی قریش قبائل (بشمول بنی ہاشم) مظلوموں کی حفاظت کے لیے ایک لیگ میں شامل ہوئے
- لیگ دراصل کمزور قبائل نے زیادہ طاقتور اور امیر قبائل کے خلاف بنائی تھی
- بیعت عبداللہ ابن جدان کے گھر میں لی گئی

<u>حضرت خدیجہ سے نکاح:</u>

- خدیجہ بنت خویلد مکے مکرمہ کی امیر ترین خواتین میں سے تھیں
- نکاح کے وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 25 سال تھی، خدیجہ کی عمر 40 سال تھی

<u>واقعہ حجر اسود:</u>

- 605ء میں کعبہ کی تعمیر نو ہوئی
- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ثالثی کی اور ممکنہ طور پر جنگ کو روک دیا

<u>محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کا تحفہ:</u>

- غارِ حرا کوہِ حرا میں واقع ہے جسے اب جبلِ نور کہا جاتا

- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس غار میں مراقبہ کیا اور اپنے جد امجد اور پیغمبر حضرت ابراہیم کے خدا سے دعا کی۔

جوں جوں وقت گزرتا گیا، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا رات کا ہر خواب آنے والی صبح سچ ہو گیا۔ یہ آنے والی نبوت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی تھی۔

- 610 عیسوی میں ایک رات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ کی طرف سے پہلی وحی نازل ہوئی۔
- اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم چالیسویں برس میں تھے۔

- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) غار میں مراقبہ کر رہے تھے جب فرشتے جبرائیل ان کے پاس آیا جس میں ریشم کا ایک ٹکڑا تھا جس پر کچھ الفاظ لکھے ہوئے تھے۔
- فرشتے نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے کہا کہ پڑھو جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے کہا کہ وہ پڑھ نہیں سکتے تو جبرائیل علیہ السلام نے انہیں گلے لگایا اور وہی سوال کیا ایسا تین بار ہوا پھر جبرائیل نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سورہ العلق (جنین) کی تلاوت میں مدد کی:

جنین
اپنے رب کے نام سے پڑھو جس نے پیدا کیا
خون جما ہوا آدمی
پڑھیں! تیرا رب بڑا مہربان ہے
جس نے قلم کے ذریعے انسانوں کو وہ چیزیں سکھائی ہیں جو وہ نہیں جانتے تھے، اندھے ہو کر

- اس واقعے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے چین کر دیا، جو گھر واپس آئے اور حضرت خدیجہ سے کہا کہ میں اپنے لیے ڈرتی ہوں، اور یہ کہ شاید آپ کو کوئی روح لگی ہوئی ہے حضرت خدیجہ نے انہیں تسلی دی۔
- اس رات حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بہت بے سکونی سے سوئیں، نمازیں پڑھتی رہیں اور جاگتی رہیں۔
- اگلی صبح حضرت خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے مسیحی چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو کہ حنیف تھے ورقہ نے تصدیق کی کہ جو فرشتہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تھا وہی فرشتہ تھا جو حضرت موسیٰ کے پاس آیا تھا انہوں نے مزید کہا کہ اگر وہ زندہ رہے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے دین میں شامل ہو جائیں گے تاہم، وہ کچھ دنوں بعد بڑھاپے اور قدرتی وجوہات کی بناء پر انتقال کر گئے۔

سیکشن چار سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باب 2

کال سے مائیگریشن ٹائم لائن تک:

سال	واقعہ
610	پہلی وحی اور پہلا مسلمان
1	عوامی تبلیغ کا آغاز؛ ابتدائی تبدیلی
2	ایوان ارقم میں داخلہ قریش کی مخالفت اور ابتدائی مسلمانوں پر ان کے ظلم و ستم کا آغاز
616	بنو ہاشم عرف شعب ابی طالب کے بائیکاٹ کا آغاز 619 بائیکاٹ کا اختتام؛ خدیجہ اور ابو طالب کی موت طائف کا سفر 620پہلا مدینی مذہب تبدیل کرنے والا
1	عقبہ کی پہلی بیعت
2	عقبہ کی دوسری قسم

<u>اسلام میں شامل ہونے والے افراد کی اقسام:</u>

- وہ نوجوان جو قریش کے جونیئر کیڈر سے تعلق رکھتے تھے
- وہ لوگ جو تجارتی اور مسابقتی مکے کے سرمایہ دارانہ ماحول میں خوشحالی اور دولت کی طرف بڑھنے کی امید نہیں کر سکتے تھے ان کا تعلق یا تو قریش کے غریبوں یا غریب قبیلوں سے تھا یا ان کا تعلق ان خاندانوں سے تھا جو ان کے حریف خاندانوں کے ذریعے سماجی کامیابی، معاشی دولت اور سیاسی اثر و رسوخ کے پس منظر میں ڈالے گئے تھے جنہوں نے دولت اور اقتدار پر قبضہ کر لیا تھا
- مختلف قبیلوں اور قبیلوں کے غلام، خارجی اور مؤکل (مولا)

- اس طرح، اسلام 'حاصل' اور 'حاصل نہیں' کے درمیان تصادم نہیں تھا، بلکہ 'حاصلات' اور 'کم پاسوں' کے درمیان تصادم تھا

<u>پہلا راز بدلتا ہے:</u>

- اسلام قبول کرنے والی پہلی خاتون اور خاتون خدیجہ تھیں
- پہلا آدمی کون ہو سکتا ہے اس پر اختلاف: حضرت ابوبکر، حضرت علی یا حضرت زید بن حارث؟
- پہلے تین سال تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ تبلیغ کی اسلام نے مجموعی طور پر تقریباً 40 مسلمان جیتے
- پہلے تبدیل کرنے والوں میں سے کچھ:

حضرت خدیجہ	خلیفہ اول حضرت ابوبکر	حضرت علی چوتھا خلیفہ	حضرت زید بن حارث
حضرت سعد بن ابی وقاص (فتح شدہ	حضرت زبیر بن العاص رضی اللہ	حضرت عثمان بن عفان	حضرت طلحہ

فارس)	عنہ عوام	(تیسرہ خلیفہ)	
حضرت عبدالرحمٰن بن عوف	حضرت ابـو عبیـدہ بن جراح (فتح شدہ شام)	حضرت بلال	حضـرت عبـداللہ بن مسعود رضـی اللہ عنہ

عوامی تبلیغ (613-16 عیسوی):

- پہلی وحی کہ تین سال بعد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم پـر دوسـری وحی نـازل ہوئی، جس میں عوامی تبلیغ کہ آغاز کا اشارہ دیا گیا:

"اے اپنی چادر میں لپٹے ہوئے:
اٹھو اور خبردار کرو!
اور تیرا رب بڑائی بیان کرتا ہے"

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کـا صـفا پـر قـریش کہ تمـام قـبیلوں کـا اجتمـاع؛ ابـو لہب (رسول اللہ صـلی اللہ علیہ وسـلم کہ چچـا) کہ بـرے اور غضـبناک الفـاظ؛ بھـیڑ منتشـر ملاقات ناکام.

- اس کہ بعد، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نہ اپنہ رشتہ داروں کو کھانہ پر بلایـا اس نہ پوچھا کون اس کی مدد کرے گا؟ صرف حضرت علی اٹھے اور رسول اللہ ے سہ جا ملے یہ ملاقـات بھی ناکـام رہی اس ملاقـات میں محمـد صـلی اللہ علیہ وسـلم نہ اپـنہ مہمانوں سہ فرمایا:

"کسی عرب نہ اپنی قوم کو اس سہ زیادہ قیمتی فائدہ پیش نہیں کیہ جو میں آپ کو لاتا ہوں، میں آپ کو دنیا اور آخرت کی خوشیاں پیش کرتا ہوں، آپ میں سہ کون اس کام میں میری مدد کرہ گا؟"

- یہ خوف ہوکر، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ارقم (پہلہ مسـلمانوں میں سـہ ایـک) کہ گھر میں داخل ہوئے یہ خانہ کعبہ کہ قریب واقع تھا اور بہت سہ حجاج اس کہ قـریب سہ گزرتہ تھے

- اگلہ 4 سال تک محمد (صـلی اللہ علیہ وآلہ وسـلم) نہ ایـوان ارقم سـہ تبلیـغ کی اس گھـر کـو اسـلام کـا گھـر بھی کہا جاتـا ہے اس عرصـہ کہ دوران تقریباً 200 افـراد نہ مذہب تبدیل کیا

- حضرت حمزہ کی تبدیلی: وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کہ چچـا تھے اسـہ شـکار کـا شوق تھا اور جب وہ ایک دن وہاں سہ واپس آیا تو ابو جہل کی لونڈی نہ اسـہ بتایـا کہ ابوجہل نہ کتنی بہ دردی سہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو زخمی اور زخمی کیـا تھـا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سـہ محبت کی وجہ سـہ مشـتعل ہو کـر اس نہ ابـو جہل کی سرزنش کی اور اسہ اپنہ بدترین کام کرنہ کا چیلنج دیـا پھـر وہ ارقم کہ گھـر گـئے اور مسلمان ہو گئے

- حضرت عمر کی تبدیلی: نبوت کہ چھٹہ سال تـک بنـو عـدی کہ سـردار حضـرت عمـر بن خطاب اسلام کہ بدترین دشمنوں میں سہ تھے ایـک دن، وہ خـانہ کعبہ میں مسـلمانوں

کے بڑھتے ہوئے اثر و رسوخ کے بارے میں گفتگو کر رہا تھا جب اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کرنے کا فیصلہ کیا۔ ارقم کے گھر جاتے ہوئے ان کی ملاقات سعد بن ابی وقاص سے ہوئی جس نے انہیں بتایا کہ حضرت عمر کی اپنی بہن حضرت فاطمہ اور ان کے شوہر نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ ناراض ہو کر اپنی بہن کے گھر گئے، جہاں انہوں نے دونوں کو قرآن پڑھتے ہوئے پایا۔ حتیٰ کہ اس کے چہرے پر اتنا زور سے مارنے کے بعد کہ اس سے خون بہنے لگا، اس نے حضرت عمر سے کہا کہ وہ محمد ﷺ کی پیروی کریں گی چاہے وہ کچھ بھی کریں۔ چھو کر حضرت عمر نے ان سے کہا کہ وہ مجھے قرآن پاک کی چند آیات پڑھ کر سنائیں۔ قرآن کریم کے حسن سے متاثر ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ ارقم کے گھر گئے اور فوراً دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے۔ اتنے طاقتور شخص کے اسلام میں داخل ہونے پر مسلمان اس قدر خوش ہوئے کہ مکہ میں ان کی فتح کی صدا سنائی دی۔

قریش کی مخالفت

تعارف:

- تبلیغ کے ابتدائی تین سالوں میں قریش کی طرف سے کوئی مخالفت نہیں ہوئی کیونکہ تبلیغ خفیہ تھی۔
- پہلے تو لوگوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں طنز کیا جو 'آسمان سے خبریں لائے تھے'۔
- سب سے زیادہ ظلم کرنے والوں میں ابوجہل، ابو لہب اور اس کی بیوی ابو سفیان، ولید بن مغیرہ اور عتبہ بن ربیع تھے۔

مذہبی وجوہات:

- قریش اپنے اسلاف کا احترام کرتے تھے اور ان کے اور ان کے عقائد کے لیے جان دینے کو تیار تھے۔ اس طرح، وہ ان 360 بتوں کو نہیں چھوڑنا چاہتے تھے جن کی ان کے آباؤ اجداد نے پوجا کی تھی۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بتایا کہ ان کے آباؤ اجداد تعدد ازواج اور بت پرستی کی وجہ سے سخت مصیبت میں ہیں تو قریش پر تشدد ہو گئے۔
- اگرچہ قریش انبیاء کو مانتے تھے، لیکن انہیں شبہ تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مذہب کے ذریعے عرب کا بادشاہ بن کر صرف اپنے لیے جلال اور طاقت کی تلاش کی۔

اخلاقی اسباب:

- اسلام اور قریش کی اخلاقی قدریں متضاد تھیں۔
- اسلام نے شائستگی کی تلقین کی، جب کہ قریش عیاشی کے عادی تھے، اسلام نے مرد اور عورت کی برابری کا اعلان کیا، جب کہ قریش اپنی عورتوں کے ساتھ چٹیل جیسا سلوک کرتے تھے، اسلام نے ایک عقیدے کے ساتھ وفاداری کا حکم دیا، جب کہ قریش صرف قبیلے یا قبیلے سے وفاداری چاہتے تھے۔
- اسلام قبول کرنے کا مطلب شراب نوشی، زنا، جوا، قتل اور لوٹ کھسوٹ کے ان طریقوں کو ترک کرنا تھا جن کے لیے قریشی تیار نہیں تھے۔

سماجی وجوہات:

- طبقاتی شعور امیر قریش محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اٹھائے گئے تمام انسانوں کی مساوات کے نعرے سے ہم آہنگ نہیں ہوسکتے۔
- اگر اسلام کی حکومت ہوتی تو اعلیٰ و ادنیٰ، آقا و غلام، امیر و غریب، سیاہ و سفید سب برابر ہوتے۔

<u>سیاسی وجوہات:</u>

- قریش کا سب سے طاقتور قبیلہ مکے پر حکومت کرتا تھا یعنی اس وقت بنو مخزوم بنو امیہ کی مدد سے حکومت کرتا تھا۔ اسلام ایک قابل اور قابل آدمی چاہتا تھا کہ وہ سلطنت پر حکومت کرے، قبیلہ نہیں۔
- اگر اسلام کو پھیلنے دیا جاتا تو موجودہ مکے کے حکمرانوں کو بلاشبہ اپنی حکومت سے دستبردار ہونا پڑے گا۔ انہیں اپنے ہاتھوں سے مسلمانوں کے ہاتھوں میں اقتدار منتقل ہونے کا شدید خوف تھا۔ یہی وجہ ہے کہ حکمران قبائل اسلام کے خلاف سب سے زیادہ دشمنی رکھتے تھے۔
- قدیم زمانے میں سیاست اور دولت ساتھ ساتھ چلتے تھے۔
- سرکردہ خاندانوں کو خوف تھا کہ سیاسی اقتدار ختم ہونے کا مطلب دولت کا نقصان ہوگا۔
- بنو امیہ یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ بنو ہاشم میں سے جس قبیلہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق تھا، ان پر کوئی غلبہ حاصل کرے۔ ان کا یہ بھی خیال تھا کہ قرآن کریم کسی ایسے شخص کے پاس بھیجا جانا چاہیے جس کے پاس مکے میں دولت اور اختیار ہو۔

<u>معاشی وجوہات:</u>

- سماجی انصاف اور مساوات کے بارے میں بات کرتے ہوئے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس وقت کے بڑے کاروبار، اعلی مالیاتی اور اجارہ دارانہ معیشت اور سرمایہ دارانہ/تجارتی طریقوں کے دیگر پہلوؤں کی جڑوں پر ضرب لگائی۔ یہی وجہ ہے کہ نئے امیروں اور مراعات یافتہ لوگوں کے سامنے وہ پاگل، انقلابی، قانون شکنی کرنے والا اور جادوگر کے طور پر ظاہر ہوا۔
- جزیرہ نما عرب کے اطراف میں بازنطینی اور فارسی سلطنتیں مسلسل ایک دوسرے کے گلے پڑی تھیں۔ اس کے نتیجے میں، مکے ایشیا اور یورپ کے درمیان ٹرانزٹ ٹریڈ کا مرکز بن گیا تھا۔ چونکہ قریش کا معاشی مفاد داؤ پر لگا ہوا تھا، اس لیے وہ جمود یا طاقت کے توازن اور قافلے کے راستوں پر تجارت کے ہموار بہاؤ میں کسی قسم کی خلل کے متحمل نہیں ہو سکتے تھے، بصورت دیگر، اگر مسلمانوں کی جانب سے حاصل کی جانے والی رفتار کو بروقت نہ روکا گیا تو وہ ایسا ہو جائے گا۔

<u>ظلم و ستم:</u>

- قریش کے ہاتھوں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ تکلیفیں مذہب تبدیل شدہ غلام تھے۔ انہیں مارا پیٹا گیا، صحرا کی تپتی ریت پر بھونا گیا، ان کی پشت پر جلتے ہوئے کوئلوں پر بٹھایا گیا، تشدد کا نشانہ بنایا گیا اور کئی دن تک اندھیرے، چھوٹے کمروں میں بند رکھا گیا یہاں تک کے کچھ کو سرد خون میں قتل کیا گیا۔

غلام	ریمارکس

حضرت بلال کو ان کے آقا نے صحرا کی ریت پر زنجیروں میں جکڑ کر پیٹھ کے بل لیٹا

حضرت یاسر، حضرت سمیہ حضرت یاسر اور حضرت سمیہ کو اذیت دے کر قتل کیا گیا اور ان کے بیٹے حضرت عمار کو جبکہ ان کے بیٹے کے ساتھ انتہائی ظالمانہ سلوک کیا گیا۔

حضرت خباب کے ساتھ ظلم اور بربریت کا سلوک کیا گیا۔

- جہاں تک ان کے اپنے قبیلوں اور رشتہ داروں کا تعلق ہے، استغاثہ ہلکہ لیکن زیادہ منظم تھے ہر قریش خاندان اپنے مردوں اور عورتوں کو سزا دینے کا ذمہ دار تھا حضرت عثمان بن عفان اور حضرت زبیر بن العوام کو ان کے چچا جب کہ حضرت سعد بن وقاص کو ان کے رشتہ داروں نے تشدد کا نشانہ بنایا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نفسیاتی اور جسمانی اذیتیں دی گئیں:

I. جن لوگوں نے اسے "سچا" اور "ثقہ" کہا تھا انہوں نے کھلم کھلا اسے جھوٹا کہہ کر اس کے کردار کو بدنام کرنے کی کوشش کی۔

II. جب وہ سڑک پر چل رہا تھا تو مردوں اور عورتوں نے اس پر کوڑا پھینکا اور اس کے راستے کو کانٹوں سے بچایا۔

III. ایک دفعہ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے تو ایک شریر قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اونٹ کی باطن پھینک دی جب آپ اللہ کے حضور سجدہ ریز تھے۔

- قریش نے انہیں اسلام کی تبلیغ سے باز رکھنے کی کوشش کی انہوں نے عتبہ بن ربیعہ کو درج ذیل لالچ دے کر بھیجا:

I. بے شمار دولت۔

II. مکہ کی ریّیت۔

III. اپنی پسند اور پسند کی خوبصورت لڑکی۔

- تاہم، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قرآن کی چند آیات پڑھ کر سنائیں عتبہ بن ربیعہ متاثر ہو کر واپس چلا گیا اور قریش سے کہا کہ ان کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر مزید حملے نہ کریں کیونکہ اگر وہ اپنے منصوبے میں کامیاب ہو گئے تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم صرف عرب پر ان کے مستقبل کی حاکمیت کے لیے راہ ہموار کریں گے اور اگر وہ ناکام ہوئے تو ان کی کوئی قیمت نہیں ہوگی۔

- اس کے بعد قریش نے ابو طالب سے کہا کہ وہ اپنے بھتیجے کو روکیں یا اسے ان کے حوالے کر دیں۔ بوڑھے آدمی نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے درخواست کی کہ وہ اس کے خاندان اور اس کے قبیلے بنو ہاشم پر آفت نہ لائے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا:

''اے میرے چچا!اگر وہ سورج کو میرے داہنے ہاتھ پر اور چاند کو بائیں ہاتھ پر رکھ دیں تاکہ میں اپنے کام سے دستبردار ہوجاؤں تو میں اس وقت تک اس سے باز نہیں آؤں گا جب تک کہ خدا اپنا راستہ ظاہر نہ کر دے، یا میں اس کوشش میں ہلاک نہ ہو جاؤں''۔

حبشہ کی طرف ہجرت

- جب ظلم و ستم ناقابل برداشت ہو گیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ملا کہ آپ کے چند پیروکار حبشہ کی طرف ہجرت کر جائیں۔
- ابیسینیا (موجودہ ایتھوپیا) میں ایک مہربان عیسائی بادشاہ تھا جس کا نام نجاشی یا نیگس تھا۔

- پہلی ہجرت (بشمول حضرت عثمان بن عفان اور ان کی اہلیہ حضرت رقیہ) نے کی۔ 615 عیسوی میں جگہ:

11	مرد
4	خواتین
15	TOTAL

- قریش نے فوراً ایک وفد کو تحفے دے کر نجاشی کے پاس روانہ کیا۔ قریش کے حبشہ کے ساتھ دیرینہ تجارتی تعلقات تھے۔
- قریش نے مفرور مسلمانوں کی فوری واپسی کا مطالبہ کیا۔
- جب حضرت جعفر نے بادشاہ کو اسلام کے اصول سمجھائے تو نجاشی نے مسلمانوں کو قریش کے حوالے کرنے سے انکار کردیا۔
- اس کامیابی سے حوصلہ پا کر مسلمانوں کی ایک اور جماعت 616ء میں حبشہ کی طرف روانہ ہوئی۔ اسے ابیسینیا کی طرف دوسری ہجرت کے نام سے جانا جاتا ہے:

83	مرد
18	خواتین اور بچے
101	TOTAL

بنو ہاشم کا بائیکاٹ (616-619):

- مسلمانوں کے ان کے چنگل سے فرار ہونے سے گھبرا کر قریش نے شک کیا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نجاشی کے ساتھ مکہ پر حملے کا منصوبہ بنا رہے ہیں، 570 عیسوی میں ابرہہ کے حملے کے برعکس نہیں۔

- یہ جانتے ہوئے کہ وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتے جتنا کہ وہ اپنے قبیلے بنی ہاشم کی حفاظت میں تھے، انہوں نے پورے قبیلے کا بائیکاٹ کرنے پر اتفاق کیا۔

- قریش کے تمام قبیلے بنو ہاشم سے شادی نہ کرنے اور ان کے ساتھ تجارت یا فروخت کرنے پر متفق نہیں تھے۔
- اس معاہدے پر دستخط کرکے خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا۔
- خارج ہونے کے بعد، قبیلہ مکہ کے مضافات میں ابو طالب کی چٹان سے جڑی جائیداد پر ریٹائر ہو گیا جسے شعب ابی طالب کہا جاتا ہے۔
- صرف ابو لہب ہی بنی ہاشم کے ساتھ ان کی جلاوطنی میں شامل نہیں ہوا۔
- قبیلہ غریبی اور فاقہ کشی میں رہتا تھا سوائے مقدس مہینوں کے جب کسی دشمنی کی اجازت نہیں تھی۔
- جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم عکاز کے میلے میں اسلام کی تبلیغ کرنے کی کوشش کرتے تو ابو لہب ان پر گالی گلوچ شروع کر دیتا۔ غیر ملکی اس وقت منتشر ہو گئے جب انہوں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے رشتے داروں میں حمایت حاصل نہیں ہے۔
- اس طرح اسلام کی ترقی اس دور میں مکمل طور پر رک گئی۔
- تین سال کے بعد بنی ہاشم کو مصائب دیکھ کر باقی مکے والوں کو ان کی خستہ حالت نے چھو لیا۔
- زبیر بن ابی امیہ نے بائیکاٹ ختم کرنے کی راہنمائی کی۔
- کعبہ کا دروازہ کھلا تو قریش نے دیکھا کہ اللہ کے نام کے سوا معاہدے کو دیمک کھا گیا ہے۔ انہوں نے اسے اللہ کی طرف سے نشانی سمجھا اور بائیکاٹ اٹھا لیا۔

<u>سوگ کا سال:</u>

- 619ء میں حضرت ابو طالب اور حضرت خدیجہ کا انتقال ہوا۔

- حضرت خدیجہ کا انتقال 63 سال کی عمر میں ہوا۔
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) غم سے دوچار ہوئے۔ اس نے بعد میں کہا کہ جب کوئی ان کے مشن پر یقین نہیں رکھتا تھا تو حضرت خدیجہ نے ان پر یقین کیا، جب وہ بے دوست تھے تو انہوں نے اس سے دوستی کی اور جب وہ بے بس تھے تو اس کی مدد کی۔

- ابو طالب کی موت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک شدید دھچکا تھا۔ اس نے دشمن قریش کے درمیان اپنا واحد سہارا کھو دیا۔

<u>طائف کا دورہ:</u>

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قریش کے پاس اللہ کا پیغام لائے دس سال گزر چکے تھے۔ تاہم، وہ پھر بھی اٹل رہے اور تبدیلی سے انکار کر دیا۔

- طائف مکہ مکرمہ کے قریب ایک نخلستانی شہر ہے۔ اس وقت یہ عرب کے امیر لوگوں کے لیے سرسبز و شاداب باغات اور دولت کی شاندار نمائش کے لیے ایک تفریحی مقام تھا۔

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن حارث کے ساتھ طائف کا سفر کیا۔
- طائف کے امیر لوگ اپنی لات کی عبادت میں اتنے مصروف تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو سن سکتے تھے۔ طائف کے غنڈوں اور بدمعاشوں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پتھر برسائے اور آپ کو اس قدر شدید زخمی کیا کہ آپ کے جوتے خون سے لت پت ہوگئے۔ وہ ایک بار پھر وحشی لوگوں کے چنگل سے بچ نکلا۔

مدینہ کی طرف ہجرت

شہر یثرب کے مسائل:

- یسریب ایک شہر تھا جو مکہ مکرمہ کے شمال میں 300 میل کے فاصلہ پر شام کے راستہ حجاز کے شمال مغربی کونہ میں واقع تھا
- بابلی، یونانی اور رومی سلطنتوں کے ظلم و ستم سے بھاگ کر یہودی شمالی عرب میں یسریب، خیبر، فدک اور دیگر مقامات پر آباد ہوئے
- مدینہ میں یہودیوں کے تین قبائل آباد تھے، بنو نضیر، بنو قناقہ اور بنو قریظہ
- چوتھی صدی عیسوی میں اوس اور خزراز کے دو عرب حمیری قبائل یمن سے ہجرت کرکے مدینہ میں آباد ہوئے
- یہودیوں نے بت پرست اوس و خزرج کو دھمکی دی کہ عنقریب ان کے پاس ایک یہودی نبی آئے گا اور پھر وہ اپنے دشمنوں کو شکست دیں گے
- اوس اور خزرج نے جلد ہی یہودیوں پر غلبہ پا لیا اور ان کی کچھ جائیداد چھین لی تاہم دونوں قبیلے آپس میں لڑنے لگے

- بنو نضیر، بنو قریظہ اور اوس نے ایک اتحاد بنایا جبکہ بنو قینقاع اور خزرج نے دوسرا اتحاد کیا مسلسل خونریزی ہوتی رہی
- 616 عیسوی میں خزرج کی زیادہ تعداد بوعث کی جنگ میں ہار گئی اور اپنے کھجور کے باغات کھو بیٹھے اور جان و مال کی ہولناک تباہی ہوئی
- مکہ کی طرح مدینہ میں بھی حقیقی حکمران کی کمی تھی اوس اور خزرج کے درمیان جنگیں بہت زیادہ ہو رہی تھیں، اور قیمتی وسائل اور املاک کو تباہ کر رہی تھیں

یسریبوں کی پہلی تبدیلی:

- نبوت کے گیارہویں سال مکہ مکرمہ میں ایک نبی کی خبر سن کر یسریبی قبیلہ خزرج کے چھ افراد حج کے موسم میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے
- انہوں نے دیکھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) درحقیقت وہ نبی ہیں جو یہودیوں کے خیال میں ان میں سے ہوں گے انہوں نے موقع سے فائدہ اٹھایا اور اسلام قبول کر لیا
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر کو ان کے ساتھ تبلیغ اسلام میں مدد کے لیے بھیجا تھا

عقبہ کا پہلا عہد:

- نبوت کے بارہویں سال یثرب سے بارہ آدمی آئے اور اسلام قبول کیا
- ان مسلمانوں نے یسرب شہر میں اسلام پھیلانے میں مدد کی

عقبہ کا دوسرا عہد:

- نبوت کے 13ویں سال یثرب سے 75 افراد حسب معمول بیعت کرنے آئے
- اس کے بعد اسلام بہت تیزی سے پھیلنے لگا

ہجری (622ء):

- اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔
- خاندان کے بعد خاندان چلے گئے، یہاں تک کہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت علی اور ان کے خاندان باقی رہ گئے۔

- یہ معلوم ہونے پر قریش نے دار الندوہ میں ایک اجلاس منعقد کیا کہ آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو جلاوطن کیا جائے، عمر قید کی جائے یا قتل کیا جائے۔ ابو لہب کی سفارش پر انہوں نے فیصلہ کیا کہ آنے والے وقت میں ہر قبیلہ کا ایک نوجوان محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دے۔
- رات کے وقت، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اللہ نے قریش کے مہلک منصوبوں سے آگاہ کیا:

"وہ تدبیریں کرتے ہیں مگر اللہ کی تدبیر، اور بہترین تدبیر کرنے والا اللہ ہے" – (8:30)

- حضرت علی کو اپنے بستر پر بٹھانے کے بعد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کے ساتھ مکہ چھوڑ دیا اور آنے والے کئی سالوں تک اپنی ولادت کے شہر پر آخری دیدار کیا۔
- ہکا بکا اور مشتعل قریش نے صبح کے وقت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے حضرت علی کو بستر پر پایا۔
- بڑے پیمانے پر تلاشی لی گئی اور حکم دیا گیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مردہ یا زندہ پکڑ لیا جائے۔ قریش نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پکڑنے پر 100 اونٹوں کا بڑا انعام مقرر کیا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھی کو ثور کے ایک غار میں تین دن اور رات تک چھپے رہے۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم 8 ربیع الاول کو یسرب سے تین میل دور ایک گاؤں قبا میں پہنچے۔ بعد میں حضرت علی بھی ان میں شامل ہوگئے۔
- یہاں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے روئے زمین پر پہلی مسجد تعمیر کی۔ اس نے خود تعمیر میں حصہ لیا۔
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے 14 دن تک قبا میں قیام فرمایا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن یثرب کے لیے روانہ ہوئے۔ راستے میں بنی سلیم کے گھر میں نماز پڑھی۔ انہوں نے اپنا پہلا جمعہ کا خطبہ بھی وہیں دیا۔
- یثرب میں رسول اللہ (ص) کا استقبال خوشی اور عقیدت کے ساتھ کیا گیا۔
- جس جگہ ان کا اونٹ رکا، بعد میں مسجد نبوی بنائی گئی۔ یہ پلاٹ دو یتیم لڑکوں کا تھا، اور انہیں زمین کی مناسب قیمت ادا کر دی گئی۔
- مسجد کی تعمیر کے دوران محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا۔
- اس شہر کا نام بدل کر مدینہ النبی رکھا گیا، بعد میں مختصر کرکے مدینہ رکھ دیا گیا۔

ہجرت کی اہمیت:

I. مسلم کیلنڈر کا نقطہ آغاز

II. ہجرت نے اسلام کو مکہ میں ایک اور چھوٹا فرقہ بننے سے بچایا

III. اسلامی استحکام اور توسیع کا نقطہ آغاز

IV. مدینہ ایک ایسا مرکز بن گیا جس کے گرد عرب کے تمام قبائل متحد ہو کر ایک قوم بن گئے۔

V. ہجرت نے مسلمانوں کو دین سیکھنے اور ترقی کرنے کا موقع دیا

VI. ہجرت نے مسلمانوں کی اخلاقی اور جسمانی قوت کو ظاہر کیا

VII. اوس اور خزرج کی شیطانی دشمنی کو ختم کر دو

VIII. ہجرت نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عملی طور پر مساوات، اخوت، بھائی چارہ، عدل، انصاف اور تمام شہریوں کی فلاح و بہبود کے اصولوں پر مبنی اسلامی ریاست کے قیام کا موقع فراہم کیا

IX. ایک سرزمین پر اکٹھے ہونے کے بعد، مسلمان اب اسلام کا مؤثر طریقے سے دفاع کرنے اور آس پاس کے ہر فرد تک اس کی تعلیمات کا اعلان کرنے کے قابل ہو گئے تھے۔

X. جیسا کہ اب مسلمانوں کے پاس ایک ایسا ملک تھا جس کی بنیاد ٹھوس بنیادوں پر تھی، اس نے انہیں اس قابل بنایا کہ وہ اس ملک کو مضبوط اور مستحکم رکھنے کے لیے ضروری اقدامات کر سکیں۔

XI. مسلمان نے صرف مکہ یا مدینہ بلکہ دنیا کے دیگر حصوں میں بھی لوگوں کو اسلام کی دعوت دینے کے قابل تھے۔

XII. چونکہ مکہ کے برعکس مدینہ میں مسلمان مضبوط تھے، عبداللہ بن ابی کی قیادت میں منافقین کا ایک گروہ ابھرا جس نے مسلمانوں کو اندر سے کمزور کرنے کی کوشش کی۔

XIII. مدینہ میں مسلمانوں کی موجودگی سے ان تجارتی قافلوں کو براہ راست خطرہ لاحق ہو گیا جو مکہ سے عرب کے شمالی علاقوں کی طرف چلتے تھے۔

جمہوریہ مدینہ کی بنیاد

<u>ہجرت کے بعد مدینہ میں سیاسی جماعتیں:</u>

- مدینہ میں چار جماعتیں تھیں: مہاجرین (تقریباً 150) اور انصار ایک طرف اور منافقین اور یہودی دوسری طرف۔
- منافقین کی قیادت عبداللہ بن عبی نے کی۔ جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو مدینہ کے لوگوں نے تقریباً آپ کو اپنا حاکم منتخب کر لیا تھا اور آپ کو ایک طرف پھینک دیا گیا تھا۔

<u>مہاجرین و انصار کی اخوت:</u>

- مہاجرین انتہائی مایوس کن حالت میں مدینہ پہنچے زیادہ تر نہ اللہ کی خاطر اپنے گھر والوں، بچوں، دوستوں، گھر بار اور مال کو پیچھے چھوڑ دیا تھا ان کے پاس کھانے یا رہنے کی جگہ نہیں تھی
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا جس کی بنیاد خون یا رشتہ داری پر نہیں بلکہ مذہب کی بنیاد پر تھی
- انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کو ان کی جائیداد اور مال کا آدھا حصہ دیا
- جس زمانے میں وہ مکہ میں اپنے رشتہ داروں سے منقطع تھے، مہاجرین کو وراثت کے معاملے میں بھی انصار کے حقیقی بھائیوں کی طرح سمجھا جاتا تھا
- جلد ہی مہاجرین نے تجارت کی اور خود امیر ہو گئے
- جنگ بدر کے بعد، اخوان المسلمین کو بے پناہ جنگی مال غنیمت کی وجہ سے منسوخ کر دیا گیا

''ہجرت کرنے والوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں'' (3:195)

میثاق مدینہ:

- چارٹر کو بنیادی طور پر تین حصوں میں تقسیم کیا گیا تھا: I. سیاسی شقیں
  II. شہری شقیں
  III. مذہبی شقیں

<u>سیاسی شقیں:</u>

شق	تفصیل
جمہوریہ اور قوم مدینہ	مسلمان اور یہودی پوری انسانیت کے خلاف ایک سیاسی امت ہیں
جمہوریہ کا امن	مدینہ کی وادی اپنے شہریوں، مسلمانوں یا یہودیوں کے لیے امن کی جگہ ہوگی
اللہ کی حاکمیت اور اس کے نبی کی صدارت	محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لوگوں کے درمیان اختلافات، جھگڑوں اور جھگڑوں کو دور کرتے اگر کوئی فساد ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رہنمائی لی جائے گی
جنگ اور امن کے فرائض	مدینہ میں کوئی بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت کے بغیر اعلان جنگ نہیں کر سکتا تھا جنگ اور امن مشترک ہو گا اگر کوئی مدینہ پر حملہ کرے تو یہودی اور مسلمان ایک دوسرے کی مدد کریں گے اگر یہودی اور مسلمان شانہ بشانہ لڑیں گے تو ہر ایک کو اس کی قیمت برداشت کرنی پڑے گی اگر مسلمان یا یہودی صلح کرلیں تو دونوں کو صلح کرنی ہوگی، سوائے مذہبی جنگوں کے جہاد کے دوران کوئی بھی مسلمان دوسرے کی متفقہ رضامندی کے بغیر دشمن سے صلح نہیں کرے گا یعنی جنگ یا امن کے دوران مسلمان ایک جسم ہوں گے

خانہ جنگی کی ممانعت	مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان محبت، وفاداری اور وفاداری ہوگی۔
غیر مسلموں کے فرائض	کوئی بھی قریش مکہ کی جان و مال کو پناہ نہیں دے سکتا۔

شہری شقیں:

شق	تفصیل
امن و خون کی رقم مہاجرین	اور انصار اپنے اپنے وارڈ کے ذمہ دار ہوں گے۔ خون کی رقم کی ادائیگی تعاون پر مبنی ہوگی، جب کہ ہر ایک اپنے قیدیوں کو الگ سے تاوان دے گا۔
قرض اور معاہدہ	مسلمان قرضوں میں ڈوبے ہوئے لوگوں کو نجات دلائیں گے۔ کوئی مسلمان اس کے ساتھ برا راست تعلقات نہیں رکھے گا جس نے پہلے ہی کسی دوسرے مومن کے ساتھ معاہدہ کیا ہو۔
امن کی خلاف ورزی اور دیگر جرائم	مسلمان متفقہ طور پر ظلم، جبر اور برائی کے خلاف اٹھیں گے۔
مومنین کے فرائض	کوئی مسلمان کسی کافر کی طرف سے دوسرے مسلمان کو قتل نہیں کرے گا اور نہ ہی کسی مسلمان کے خلاف کسی غیر مسلم کی مدد کرے گا۔
قتل اور اس کی سزا	جو بھی کسی مسلمان کو جان بوجھ کر قتل کرتا ہے اس سے بدلہ لیا جائے گا، الا یہ کہ مقتول کے لواحقین خون کی رقم قبول کرنے پر راضی ہوں۔ کوئی مومن قاتل کو پناہ نہیں دے گا اور نہ ہی اس کی حوصلہ افزائی کرے گا۔
جوابی کارروائی یا اپنے دفاع کا حق	جس کو معمولی چوٹ آئی ہو اسے بدلہ لینے سے نہیں روکا جائے گا۔
قتل کی ذمہ داری	جو قتل کرے گا اس کا ذمہ دار اس کے قبیلہ اور خود ہوگا۔

مذہبی شقیں:

شق	تفصیل
مسلمانوں کی باہمی ذمہ داری اور بھائی چارہ	مسلمان بھائی ہیں اور ایک دوسرے کا دفاع کریں گے اور ایک دوسرے کو پناہ دیں گے۔ اگر کوئی یہودی مسلمان ہو جائے تو وہ دوسرے مسلمانوں کے برابر ہے اور اسے کوئی نقصان نہیں پہنچایا جائے گا۔
یہودیوں کے ساتھ سیاسی اتحاد	مسلمان یہودیوں کے ساتھ سیاسی اتحاد میں ہیں اور ان کے ساتھ ہیں۔

عبادت کی آزادی اور رواداری کا اصول	یہودیوں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی رواداری ہونی چاہیے۔ جو بھی اس شق کی خلاف ورزی کرتا ہے اس کا اور اس کے خاندان کا ذمہ دار ہے

میثاق مدینہ کے اثرات:

- مدینہ کی سیاسی، مذہبی اور شہری زندگی کو مکمل طور پر تبدیل کر دیا • سیاسی اتحاد قائم کیا اور متحارب قبائل کے شہر کو ایک پرامن ریاست میں تبدیل کیا
- مکمل دیوانی اور فوجداری قانون متعارف کرایا، عام آدمی کو برابری دی
- مدینہ کے ہر آدمی کی جان و مال کی حفاظت کی

میثاق مدینہ کی اہمیت:

- اسے ابتدائی اسلام کا میگنا کارٹا کہا جاتا ہے

اس چارٹر کے ذریعے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان یہودیوں کو جو اپنے قلعوں میں قلعہ بندی کر چکے تھے اور مدینے کی شہری ریاست میں اپنی مرضی کی حکمرانی قائم کرنے کی کوشش کر رہے تھے انہیں ریاست سے ناطہ توڑ کر خانہ جنگی شروع کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی تھی۔

- قبیلے کے ساتھ وفاداری کے پرانے نظام کو تبدیل کیا جانا تھا، کیونکہ ایک قبیلہ اپنی چھوٹی حدود سے باہر تحفظ کی ضمانت نہیں دے سکتا تھا۔ نیز، قبائل نے بغیر کسی قانون کے ان پر مسلط جنگیں کیں۔ اس چارٹر نے مدینے کے ہر آدمی کو جنگ اور امن و امان جیسے معاملات میں تنہا ریاست اور ریاست سے وفاداری کا پابند بنایا۔ یہ اثر مدینے سے بھی آگے نکل گیا اور آخر کار پورے عرب کو متحد کر دیا۔
- اس چارٹر نے مسلمانوں کو ایک ہی برادری میں مضبوطی سے باندھ دیا، جو ایک ساتھ جییں گے اور مریں گے۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا باب چوتھا حصہ

قریش کے ساتھ جنگیں

(الف) جنگ بدر:

اسباب

(1) مکہ کی معیشت کو خطرہ:

- ہر موسم بہار میں سامان سے لدے قافلے مکے مکرمہ سے اپنی شمالی منزلوں کی طرف روانہ ہوتے وہ مصالحہ، چمڑا، مسوڑھوں، لوبان اور قیمتی دھاتیں لے کر جاتے تھے بدلے میں، وہ کپڑا، ریشم اور خاص طور پر بلین لاتے تھے
- اکثر ان قافلوں میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ اونٹ ہوتے تھے
- ان قافلوں کی روانگی اور آمد تمام مکے والوں کے لیے بڑی خوشی کا وقت تھا کیونکہ یہی تجارت ہی تھی جس نے قریش کو اتنی طاقت اور عروج تک پہنچایا تھا
- ان قافلوں میں مکے کے ہر فرد کا حصہ تھا اور قریش اپنی اجارہ داری کی وجہ سے عموماً 50% یا اس سے زیادہ منافع کماتے تھے
- کارواں میں سب سے زیادہ سرمایہ کاری کرنے والے کو اس کا لیڈر بنایا گیا
- جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیروکاروں کے ساتھ مدینہ ہجرت کی تو مکے والوں نے راحت کی سانس لی اور پورے جوش و خروش کے ساتھ تجارت و لین دین کی طرف لوٹ گئے
- تاہم مدینہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کامیابی کا سن کر قریش نے ان کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کی کوشش کرنے کے بجائے تجارتی راستے بدل دیا
- اس عمل نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یقین دلایا کہ قریش کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بغض نہیں چھوڑیں گے
- جوابی اقدام کے طور پر، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں قریب کے علاقہ میں تمام تجارتی دکانوں سے انکار کر دیا مدینے

(2) قریش کی مدینہ میں اپنے ساتھیوں کے ذریعے سازشیں:

- قریش جانتے تھے کے مدینہ میں منافقین ہیں جو صرف اسلام کی خدمت کرتے ہیں

انہوں نے منافقین کے سردار عبداللہ بن اوبی کو ایک خط لکھا جس میں دھمکی دی کے اگر اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ سے نہ نکالا تو انتقامی کارروائی کی جائے گی

- عبداللہ نے اپنے ہم وطنوں کا اجلاس بلایا اور ان سے قریش کے خط پر تبادلہ خیال کیا

- یہ سن کر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جلسہ کی طرف بھاگے اور عبداللہ کو خانہ جنگی سے باز رکھا کیونکہ اس سے صرف خونریزی ہوگی کیونکہ انصار اسلام کی خاطر اپنے ہی رشتہ داروں سے لڑیں گے۔

(3) <u>محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتصادی جنگ اور تزویراتی اتحاد:</u>

- خود ایک تاجر ہونے کی وجہ سے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مدینہ کے قریب قریش کی تجارت کے 'نرم پیٹ' کو پوری طرح سمجھ لیا تھا۔
- 623 عیسوی کے موسم بہار سے، مدینہ نے قریش کی زندگی کی لکیر کو منقطع کرنے کے لیے مکہ کے خلاف معاشی جنگ چھیڑ دی۔
- پہلے، صرف مہاجرین نے چھاپوں میں حصہ لیا تاہم جلد ہی انصار نے بھی حصہ لینا شروع کر دیا۔
- مسلمانوں کا مقصد صرف قریش کو اذیت دینا تھا نہ کہ خونریزی کرنا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود قریش کے قافلوں کے خلاف تین مہمات کی:

<u>کرز بن جبیر کا مدینہ پر حملہ:</u>

- کرز بن جبیر قریش کی تنخواہ میں ایک بدو سردار تھا۔
- جولائی 623ء میں قریش نے اسے ایک خط لکھا کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کرنے والا ہے۔
- کرز مدینہ کے اتنا ہی قریب آیا جیسے اس نے ہمت کی اور مسلمانوں کے کچھ اونٹ اور مویشی لے کر روانہ ہوگئے۔

<u>واقعہ نخلہ:</u>

- یہ واقعہ نخلہ کے مقام پر نومبر 623 عیسوی میں پیش آیا جو چار مقدس مہینوں میں سے ایک ہے جب لڑائی حرام تھی۔
- نخلہ مکہ مکرمہ اور طائف کے درمیان واقع ہے اور یہ مکہ اور جنوب سے آنے اور جانے والے قافلوں کے لیے ٹھہرنے کی جگہ تھی۔
- شمالی قبائل کے ساتھ دوستانہ تعلقات قائم کرنے کے بعد، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قریش کی جنوبی تجارت کو منقطع کرنے پر زیادہ توجہ دی۔ کرز بن جبیر کے چھاپے نے ایسی کارروائی کی فوری ضرورت کو اجاگر کیا۔
- حضرت عبداللہ بن جحش کی سربراہی میں 8 آدمیوں کی ایک جاسوسی جماعت کو مکہ کے جنوب میں قریش کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔
- جماعت ایک کارواں پر آئی جس کی سربراہی ایک ممتاز قریشی رہنما عمرو بن حضرمی کر رہے تھے۔
- اس حملے میں عمرو بن حضرمی مارا گیا اور اس کے دو ساتھی پکڑے گئے جبکہ دوسرا مکہ فرار ہو گیا۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس خونریزی سے ناخوش تھے کیونکہ اس واقعہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان کشیدگی کو بڑھا دیا اور قریش کو امت مسلمہ پر تہمت لگانے کا موقع فراہم کیا

<u>اس وقت جہاد کا نزول:</u>

- جب واقعات تیزی سے ہتھیاروں کے تصادم کی طرف بڑھ رہے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو جنگ کی اجازت دی گئی:

"جو لوگ لڑتے ہیں ان کو اجازت دی جاتی ہے کیونکہ ان پر ظلم ہوا ہے، جنہیں ان کے گھروں سے ناحق نکال دیا گیا ہے، صرف اس لیے کہ انہوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے" "

''اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے لڑو جو تم سے لڑتے ہیں''

- نخلہ واقعہ کے حوالہ سے:

"وہ آپ سے حرمت والے مہینہ میں جنگ کے بارے میں پوچھیں گے، آپ کہہ دیجئے کہ اس میں جنگ بری ہے، لیکن خدا کی راہ سے منہ موڑنا اور اس پر اور بیت المقدس پر ایمان نہ رکھنا اور اس کے لوگوں سے انکار کرنا خدا کے نزدیک بدتر ہے"

- لڑنے والے مسلمانوں کو یقین دلایا گیا کہ اگر وہ جیت گئے تو دنیا ان کی ہو گی اور اگر وہ جنگ مقدس میں مارے گئے تو جنت ان کی ہو گی

(4) <u>ابو سفیان کے قافلے کی روک تھام:</u>

- ابو سفیان کے قافلے کا روکنا جنگ بدر کا فوری سبب تھا
- اس قافلے کا تعاقب اس وقت کیا گیا جب یہ اکتوبر 623ء میں مکہ سے نکلا اس وقت یہ تعاقب سے بچ گیا تھا
- یہ مکہ مکرمہ سے بھیجا جانے والا اب تک کا سب سے بڑا قافلہ تھا
- یہ قافلہ دسمبر 623ء کے مہینہ میں واپس آرہا تھا
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلے کے راستے کے قریب دو آدمیوں کو چوکیداری کے لیے تعینات کیا تھا تاہم بعض منافقین نے ابو سفیان کو بتایا تو اس نے اپنا راستہ بدل لیا
- ابو سفیان نے گھبرا کر مکہ کو مدد کے لیے فوری درخواست بھیجی قاصد مکہ پہنچا اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور لفظی طور پر پورے شہر کو ہلا کر رکھ دیا
- ابوجہل کی قیادت میں ایک ہزار آدمیوں کا لشکر فوراً قافلے تک پہنچنے کے لیے راستہ اختیار کیا
- تاہم فوج کے جانے کے بعد قافلہ بحفاظت مکہ مکرمہ پہنچ گیا

- فوج کے قائدین نے ایک میٹنگ کی اور اس پر بحث کی کہ انہیں مدینہ کی طرف جانا چاہئے یا نہیں۔

عتبہ بن ربیعہ نے ایسی جنگ کی مخالفت کی جس سے ان کے اپنے رشتہ داروں کا خون بہے، جب کہ ابو جہل نے مدینہ پر مارچ کرنے کی بھرپور وکالت کی۔

- بدر مدینہ سے 60 میل کے فاصلے پر تھا۔
- قریش کے لشکر نے بدر کی طرف کوچ کیا اور وہاں پڑاؤ ڈالا۔
- عجیب بات ہے کہ قریش نے قریبی پانی کی فراہمی کو محفوظ نہیں رکھا۔

جنگ بدر سے پہلے کی پوزیشن (جنوری 624ء)

<u>مسلمان بدر کے لیے روانہ:</u>

- جب قریش کے پڑاؤ کی خبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے مہاجرین اور انصار کے ساتھ جنگ کی مجلس منعقد کی۔
- مہاجرین فوراً لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔
- انصار سے سوال کیا گیا کہ وہ لڑنا چاہتے ہیں یا نہیں کیونکہ عہد عقبہ کے مطابق وہ مدینہ سے باہر لڑنے کے پابند نہیں تھے۔
- حضرت سعد بن معاذ نے انصار کی طرف سے بات کرتے ہوئے پختہ طور پر کہا کہ انصار اسلام کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرنے کے لیے تیار ہوں گے۔
- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور آپ کی فوج جمعرات کی شام جنوری 624 عیسوی کو بدر پہنچی۔
- مسلمانوں نے فوری طور پر علاقے میں پانی کی واحد ندی پر قبضہ کر لیا، ایک ایسا فائدہ جسے قریش نے لینے سے نظر انداز کر دیا، حالانکہ وہ مسلمانوں کے سامنے آ چکے تھے۔
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وہ رات لکڑی کی عجلت میں بنائی ہوئی جھونپڑی میں گزاری اور اللہ سے دعا کی:

"اے رب! اپنی مدد کے وعدے کو مت بھولنا، اگر یہ چھوٹا سا گروہ فنا ہو گیا تو کوئی بھی نہیں ہو گا جو آپ کو خالص عبادت پیش کرے۔"

<u>دونوں فوجوں کی طاقت اور پوزیشن:</u>

- 83 مسلمان مہاجرین، 60 اوس کے اور 170 خزرج کے تھے۔
- فوج کی طاقت:

مسلمان	مرد	گھوڑے	اونٹ

	313	2	70
قریش	1000	200	700

مسلمانوں کا اسلحہ خانہ انتہائی کمزور تھا۔ کچھ لوگوں کے پاس مناسب جنگی تلواریں تھیں اور کچھ کے پاس اونٹ کی ہڈیوں سے بھی لڑتے تھے۔

- قریش نے ریتلی مٹی پر ڈیرے ڈالے ہوئے تھے جبکہ مسلمان مضبوط زمین پر تھے۔ جب لڑائی سے ایک رات پہلے بارش ہوئی تو قریش کے کیمپنگ گراؤنڈ کی ریت نے گیلے پن کو جذب کر لیا اور ان کے لیے اس پر چلنا اور چال چلنا مشکل ہو گیا۔

<u>مسلمانوں کے فوائد:</u>

- اللہ مسلمانوں کے ساتھ تھا۔
- اعلیٰ فوجی فارمیشن جو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے زیر استعمال تھے۔
- مسلمانوں کو پانی کی فراہمی تھی۔
- سورج مسلمانوں کی پشت پر تھا۔
- مسلمانوں کے کیمپ کی زمین مضبوط اور چلنے کے لیے آسان تھی، جب کہ قریش کا علاقہ گہرا تھا۔
- مسلمانوں کو اللہ اور اس کے رسول پر بھروسہ تھا۔
- قریش دولت اور نفرت کی جنگ لڑ رہے تھے جبکہ مسلمان اسلام کے لیے لڑ رہے تھے۔
- ہمت سے مسلمان اپنے سامنے اپنے اذیت پسندوں کو دیکھ کر لڑنے کے لیے بے تاب تھے۔

بدر کی اصل جنگ کا آغاز:

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی صبح سویرے اپنی فوج کو صفوں میں ترتیب دیا۔
- ابھی اس نے یہ کیا ہی تھا کہ قریش بھیگی ریت سے لڑتے ہوئے کوچ کرتے ہوئے آگئے۔

- اس زمانے میں جنگیں تین مرحلوں میں لڑی جاتی تھیں۔

I. لفظوں کی جنگ۔
II. انفرادی مقابلے۔
III. کھلی اور عام جنگ۔

- قریش کے شاعر آگے بڑھے اور مسلمان جنگجوؤں کی توہین کی۔ مسلمانوں نے اللہ اکبر کے نعروں سے جواب دیا۔
- اس کے بعد، تین قریش کے مدمقابل انفرادی مقابلے کے لیے آگے بڑھے:

I. عتبہ بن ربیعہ ثانی۔ ان کا بیٹا ولید بن عتبہ۔
III اس کا بھائی شیبہ۔

- تین مسلمان چیلنج سے نمٹنے کے لیے آگے بڑھے:

I. حضرت حمزہ
II. حضرت علی.
III. حضرت عبیدہ بن حارث

- حضرت حمزہ نے عتبہ کو قتل کیا، حضرت علی نے ولید کو قتل کیا جبکہ حضرت عبیدہ زخمی ہوئے اور ان کے ساتھیوں نے شیبہ کو قتل کرنے میں مدد کی
- کھلا مقابلہ شروع ہوا اور قریش بند صفوں کے ساتھ مسلمانوں پر چڑھ دوڑے
- مسلمانوں نے ان پر پتھر اور تیر پھینکے اور پھر اچانک ان پر گریے کرتے ہوئے کہا:

"یا منصور! امیت!" - "اے فاتحو! مار ڈالو!"

- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے لفظ فلک گار سے ایک فوجی تشکیل کا استعمال کیا جسے phalanx کہا جاتا ہے اس تشکیل میں تمام مسلمانوں نے ایک حلقہ بنایا تاکہ کسی مسلمان کی کمر دشمن کے سامنے نے لگے قریش کو ان کے کالموں کی تشکیل کی وجہ سے روکا گیا جس نے تدبیریں محدود کر دیں
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلیٰ حکمت عملی سے کام لیا اور قریش کے پانی کو جھٹلایا اور اپنے منہ سورج کی طرف رکھے
- جب قریش نے سورج کا سامنا کیا تو مسلمانوں کی فوج اس سے بڑی دکھائی دی
- جلد ہی، ایک سخت، گرد آلود ہوا چلنے لگی اور قریش کی نظروں میں چھوٹی مسلم فوج کی طاقت کو مزید بڑھا دیا
- ابو جہل اور دیگر قریش کے سرداروں کے مارے جانے کے بعد قریش کی پسپائی ایک شکست و ریخت میں بدل گئی
- قریش اپنے پیچھے 70 ہلاک اور 70 قیدی چھوڑ گئے
- 14 مسلمان شہید ہوئے
- بہت سے قریشی سردار مارے گئے جن میں ابوجہل، عتبہ، ولید، شیبہ، امیہ بن خلف اور ان کا بیٹا وغیرہ شامل ہیں
- قریش کے بہت سے نامور آدمیوں کو قید کر لیا گیا جیسے عباس (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا)، عقبہ، نضر، سہیل اور ابوجہل کا بیٹا
- میدان جنگ میں تین دن آرام کرنے کے بعد مسلمان مدینہ واپس آگئے

<u>مال غنیمت:</u>

- مسلمانوں نے مال غنیمت میں 114 اونٹ، 15 گھوڑے اور بڑی مقدار میں کپڑے، قالین، عمدہ چمڑے کے سامان اور بڑی مقدار میں اسلحہ و زرہ زرہ قبضہ کیا

یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے شاہی پانچواں حصہ کٹوتی کے بعد سپاہیوں میں تقسیم کیا گیا۔

قیدیوں کا علاج:

- مدینہ کی طرف ہجرت کرنے سے پہلے مسلمانوں کے ساتھ ظالمانہ سلوک کرنے پر صرف عقبہ اور نذیر کو پھانسی دی گئی۔
- جو لوگ اس کی استطاعت رکھتے تھے وہ مسلمانوں کو پیسے دے کر یا ان کے لیے اسلحہ اور سامان خرید کر فدیہ ادا کرتے تھے۔
- جو لوگ اتنے غریب تھے کہ خود فدیہ نہیں دے سکتے تھے انہیں بغیر کسی معاوضے کے آزاد کر دیا گیا۔
- جو لوگ پڑھ لکھ سکتے تھے انہیں ایک خاص وقت تک کئی مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھانے کے بعد آزاد کر دیا گیا۔
- قیدیوں کے ساتھ اس سخت حکم پر حسن سلوک کیا جاتا تھا کہ انہیں تکلیف نہ ہو۔

غزوہ بدر:

- بدر کے سابق فوجیوں نے فخر سے 'بدری' کا لقب اختیار کیا۔
- بعد ازاں خلیفہ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں انہیں رجسٹر آف پنشن میں پہلا درجہ دیا گیا۔

''اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی تھی جب تم ایک حقیر چھوٹی قوت تھے۔'' (3:123)

غزوہ بدر کے اثرات اور اہمیت:

1. نیکی کی قوتوں کی برائی کی قوتوں پر فتح / نئی پرانا:

- یہ معرکہ جاہلیہ دور کی پرانی مشرکانہ قوتوں اور اسلام کے نئے سماجی اور سیاسی نظام کے درمیان معرکہ آرائی تھی۔
- اگر قریش جنگ جیت جاتے تو وہ اسلام کو ختم کر دیتے اور جاہلیت کے دور میں عرب چھوڑ دیتے۔ نتیجتاً عرب دنیا کے لیے ثقافت کے مرکز کے طور پر ترقی نہیں کر سکتا تھا جیسا کے مسلمانوں کے دور میں ہوا۔

2. ایک فیصلہ کن جنگ:

- یہ جنگ دنیا کی سب سے اہم اور فیصلہ کن جنگ تھی۔ اس سے پہلے انسانوں کے اتنے چھوٹے گروہ نے تاریخ میں اتنی تبدیلی نہیں لائی تھی۔
- یہ پہلا موقع تھا جب اعلیٰ حکمت عملی نے بڑے پیمانے پر اور تعداد کی طاقت کو روک دیا۔

3. اسلام کا استحکام:

- اس جنگ نے اسلام کو وہ عظمت اور وقار بخشا جس سے پہلے اس کا فقدان تھا ایک طرح سے اسلام نے اپنے آپ کو اہل مکہ (کافروں) کے خلاف ثابت کر دیا تھا کہ اسے تسلیم کرنے میں جھکایا نہیں جا سکتا
- مدینے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی تصدیق ہوئی کیونکہ مشرکین مکہ کی اتنی مضبوط قوت کو صرف خدا کا ہاتھ ہی روک سکتا تھا
- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی حکومت بالآخر مطلق تھی
- بہت سے خانہ بدوش قبائل نے بدلتی ہواؤں کو محسوس کیا اور اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے

4. <u>قریش کی قیادت کا خاتمہ:</u>

- کوئی گیارہ رہنما مارے گئے
- ابو لہب، جس نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا، ایک ہفتے بعد بخار کی وجہ سے مر گیا
- چونکہ حکمران قبیلہ، بنی مخزوم نے بہت سے رہنما کھو دیے تھے، اس لیے مکہ کی قیادت عارضی طور پر بنی امیہ کے پاس چلی گئی
- بنی امیہ کے زندہ بچ جانے والے سردار ابو سفیان اب قریش کے سردار تھے (ب) جنگ

احد

وجوہات:

(1) <u>قریش کے انتقامی جذبات:</u>

- قریش مردوں، مادی اور عزت و آبرو میں مبتلا تھے
- مکہ والوں کے غم کو بوتل میں رکھنے کی ابو سفیان کی حکمت عملی ایک تدبیر تھی یہ رنج و غم تلخ اور شدید نفرت میں بدل گیا
- قریش اس حقیقت کو برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ مسلمان مار پیٹ کرتے ہوئے خوشحال ہو رہے تھے

(2) <u>غوث الثویق:</u>

- بدر کی کسی حد تک تلافی کرنے کی کوشش کرتے ہوئے، ابو سفیان نے مدینے کے خلاف ایک مہم کی قیادت کی
- مدینے کے قریب جا کر جتنی ہمت ہوئی، اس نے آس پاس کے کھجور کے باغات کو تباہ کر دیا
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑی سی فوج کے ساتھ پہنچے تو قریش اناج سے بھرے تھیلے چھوڑ کر بھاگ گئے

تاہم، اس چھاپے نے کوڑے ہوئے قریشیوں کے وقار کو مطمئن کرنے کے لیے کچھ نہیں کیا

(3) مسلمانوں کے قافلے پر قبضہ:

- صفوان بن امیہ نے ایک قافلہ شمال کی طرف بھیجنے کی کوشش کی
- اگرچہ اس نے مغربی ناکہ بندی سے بچنے کے لیے مدینہ کے مشرق کی طرف ایک راستہ استعمال کیا، لیکن قافلہ پکڑا گیا
- حضرت زید بن حارث کی قیادت میں 100 آدمیوں کی ایک چھاپہ مار جماعت نے قافلہ کو پکڑ لیا
- اس قافلہ کی مالیت ایک لاکھ درہم تھی

جنگ احد سے پہلے کا مقام (جمعرات 23 مارچ 625ء)

- احد ایک پہاڑی ہے جو مدینہ سے 3 میل شمال میں شام کے راستے پر ہے
- قریش نے آسانی سے پیش قدمی کی، احد پہاڑی کے دامن میں پہنچ کر اپنا پڑاؤ ڈال لیا
- قریش 21 مارچ 625ء بروز جمعرات احد پہنچے

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی کونسل:

- مشکل سے مکہ مدینہ پہنچے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع دی گئی اس نے جنگ کی مجلس منعقد کی
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور عبداللہ بن اوبی جیسے بزرگوں نے استدلال کیا کہ چونکہ قریش طاقت میں برتر تھے، اس لیے مسلمانوں کو مدینہ میں رہنا چاہیے، جہاں مکانات قلعے کے طور پر کام کریں گے
- نوجوان مسلمان کھلے عام لڑنے کے لیے بے تاب تھے، مسلمانوں کی جنگی طاقت کو بدو قبائل کے سامنے ثابت کرنے اور یہ دکھانے کے لیے کہ ایک مسلمان دس کافروں کے برابر ہے
- نوجوانوں کے جوش نے دن کو آگے بڑھایا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان کی اپیلوں پر اتفاق کیا

عبداللہ بن عبی کی علیحدگی:

- جب مسلمانوں کی فوج احد کی طرف کچھ میل چلی گئی تو عبداللہ بن اوبی اپنے 300 آدمیوں کے ساتھ چھوڑ گئے
- اس نے دلیل دی کہ چونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کھلے عام لڑ کر ان کی خواہشات کے خلاف جانے کا فیصلہ کیا تھا، اس لیے انہیں یہ حق حاصل تھا کہ وہ اپنی کمان میں 300 آدمیوں کے ساتھ فوج کو چھوڑ دیں
- اس تشویشناک واقعہ سے مسلمانوں کی تعداد صرف 700 رہ گئی

دونوں فوجوں کی طاقت اور پوزیشن:

	مرد	گھوڑے	اونٹ
مسلمان	700	(میل کے 100 کوٹ)	
قریش	3000	(میل کے 700 کوٹ) 200	3000

- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنی فوج کو احد کی مغربی ڈھلوان پر اونچی زمین پر بغیر مشاہدہ کے منتقل کیا اس کے دو فائدے تھے:

I. دشمن کو ابھرتی ہوئی زمین سے آگے بڑھنے میں دشواری ہوگی، جبکہ مسلمان آسانی سے حملہ کر سکتے ہیں

II. پسپائی کی صورت میں مسلمان پہاڑی پر چڑھ سکتے تھے

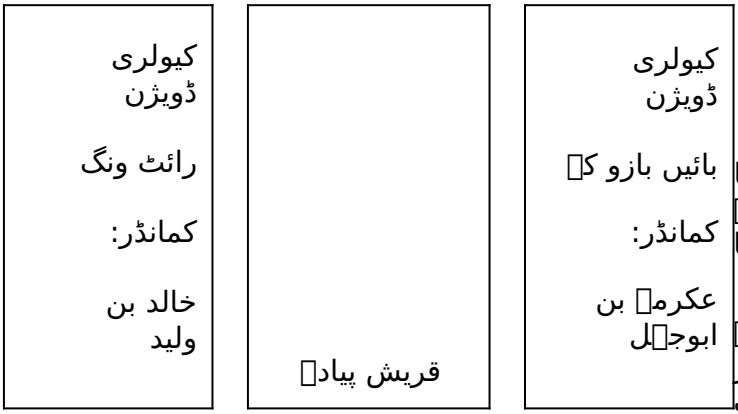

<u>احد کا پاس:</u>

- احد کے اوپر ایک درہ تھا جس گھڑ سواروں کے ذریعے عبور کیا جا سکتا تھا
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے 50 تیر اندازوں کو حضرت عبداللہ بن کی کمان میں تعینات کیا جبیر نے اس کا دفاع کیا
- انہیں سخت حکم تھا کے کسی بھی حالت میں اس عہد سے دستبردار نہ ہوں

<u>جنگ احد کا آغاز:</u>

- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی فوجیں تیار کر رہے تھے، قریش کی فوج نے پیش قدمی شروع کر دی
- کچھ قریش کی عورتیں فوج کے ساتھ تھیں جیسے ہند بن عتبہ (عتبہ کی بیٹی جسے حمزہ نے بدر میں قتل کیا تھا اور ابو سفیان کی بیوی)، ام حکیم (ابو جہل کی پوتی) اور فاطمہ (خالد بن ولید کی بہن)

- انفرادی مقابلہ منعقد ہوئے:

I. حضرت علی نے عبد الدار خاندان کے طلحہ کو قتل کیا
II. حضرت حمزہ نے طحہ کے بھائی عثمان کو قتل کیا

- جب انفرادی مقابلہ ہو رہے تھے، قریش کی عورتیں جنگ کے گیت گا رہی تھیں

- اس کے بعد کھلی جنگ شروع ہو گئی مکے کے گھڑ سواروں نے مسلمانوں کی صفوں کے پیچھے سے حملہ کرنے کی کوشش کی لیکن تیر اندازوں نے اپنی پیش قدمی روک دی

- حضرت علیؓ، حضرت حمزہؓ اور حضرت زبیرؓ نے جرات و ہمت کے عظیم کارنامے دکھائے۔

حوار موڑ:

- مسلمان دباؤ ڈالتے رہے اور قریش کے کیمپ تک پہنچ گئے۔
- قریش کو بھاگتے دیکھ کر مسلمانوں نے ان کے کیمپ کو لوٹنا شروع کر دیا۔
- درے پر موجود تیر انداز اپنا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دینا چاہتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن جبیر کے علاوہ 12 کے تمام اپنے عہدوں سے دستبردار ہو گئے اور لوٹ مار میں شامل ہو گئے۔
- مکی کیولری کے دائیں بازو کے سپہ سالار خالد بن ولید نے موقع دیکھ کر درے سے مسلم فوج کے عقبی حصے پر حملہ کر دیا۔
- اس بہادرانہ الزام کو دیکھ کر بھاگنے والے قریش نے دوبارہ لڑائی شروع کر دی۔ مسلمان مکے کے پیدل سپاہیوں اور گھڑ سواروں کے حملے میں پھنس گئے۔
- بکھری ہوئی مسلم فوج احد پہاڑی پر پیچھے ہٹ گئی۔
- ان کا موقع دیکھ کر قریش نے پوری قوت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ کیا۔
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے وفادار ساتھیوں نے گھیر لیا اور ان کی حفاظت کی۔ ان میں سے کئی تیروں، پتھروں اور برچھیوں کے اولوں سے بچاتے ہوئے اپنی جانیں قربان کر دیتے ہیں۔
- اس نازک موقع پر ایک تیر انداز نے جو پاس پر ٹھہرے ہوئے تھے، پکار اٹھا کے حضور صلی اللہ علیہ وسلم قتل ہو گئے ہیں۔
- اس سے مسلمان فوج کے اعتماد کے لیے موت کی گھنٹی بج گئی اور ان میں سے بہت سے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ چھوڑ کر بھاگ گئے۔
- تاہم یہ سن کر قریش نے بھی اپنی پیش قدمی روک دی اور فتح کا صدا بلند کرتے ہوئے اپنے کیمپ میں واپس آگئے۔
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالاخر کوہ احد کی بلندیوں پر لے جایا گیا جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حملوں سے محفوظ رہے۔
- پسپائی اختیار کرنے والے مسلمانوں نے جب سنا کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد جمع ہونا شروع ہو گئے۔
- قریش نے فیصلہ کیا کے اپنی جیت کے ساتھ مکے واپس جانا بہتر ہے اور مدینے پر حملہ نے کرنے کا انتخاب کیا، جو کے ایک مہلک غلطی تھی کیونکے مسلمان اب بھی اپنے قافلوں کو جانے سے انکار کر سکتے تھے۔
- ابو سفیان احد کے قریب آیا اور پکارا کے یہ فتح بدر کی واپسی ہے۔ اس نے انہیں اگلے سال بدر میں جنگ کرنے کا چیلنج بھی دیا۔

- مکے کی طرف مارچ کرتے ہوئے قریش نے مسلمان ہیروز کی لاشوں کو مسخ کر دیا۔
- جنگ سے پہلے ہندہ نے اپنے کالے غلام وحشی کو آزادی اور دولت کی پیشکش کی تھی اگر اس نے حضرت حمزہ کو قتل کر دیا۔ جب وحشی نے حضرت حمزہ کو شہید کر کے

اپنا کام پورا کیا تو ہندہ نے اپنے برچھے سے حضرت حمزہ کی لاش کو مسخ کر کے ان کا جگر چبا دیا۔

نقصانات:

- مسلمانوں نے 74 آدمیوں کو کھو دیا، اور بہت سے حضرت علی سمیت شدید زخمی ہوئے۔
- قریش نے صرف 20 آدمیوں کو کھو دیا۔

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کی لاشوں کو مسخ کرنے سے منع فرمایا۔ انہیں ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔

مسلمانوں پر احد کے اثرات اور اہمیت:

1. متعدد مسلم قائدین کی شہادت: کئی مسلم رہنما میدان جنگ میں گرے تھے: حضرت حمزہ، حضرت مصعب بن عمیر اور دیگر۔
2. مسلمانوں کے وقار میں کمی: قریش نے فوراً اس کا فائدہ اٹھایا:

I. قریش نے بدو قبائل کو مسلمانوں کے خلاف اکسایا۔ نتیجتاً بعض نے مدینے کے ساتھ اپنے اتحاد کو منسوخ کر دیا اور مکے مکرمہ چلے گئے۔

II. قریش نے مسلمانوں کو قتل کرنے والوں کو منافع بخش انعامات پیش کئے۔ نتیجے کے طور پر، بہت سے لوگوں نے خیانت کا سہارا لیا:

(a) بنو عامر اور بنو سلیم کے قبائل نے 70 مسلم اساتذہ کو اپنے درمیان تبلیغ کے لیے بلایا اور پھر انہیں بر معونہ کے کنویں کے قریب قتل کر دیا۔

(b) قبیلہ بنو لحیان نے راجی میں 7 مسلمان اساتذہ کو قتل یا گرفتار کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں سے ہر ایک قبیلے کے خلاف مہمات بھیجیں اور انہیں سخت سزائیں دیں۔

3. مسلمانوں کی نفسیاتی تقویت: اگر بدر نے مسلمانوں کے اعتماد میں اضافہ کیا تو احد نے انہیں نرمی اور تعزیت دی۔ اس نے انہیں سکھایا کے لوٹ مار کی موروثی عرب محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے کم اہمیت رکھتی ہے۔

''نہ گرو اور نہ غمگین ہو، تم ہی غالب رہو گے اگر تم سچے مومن ہو'' (3:133)

4. محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی موت: اس شکست نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی موت کی اعلیٰ ترین حقیقت کو سامنے لایا

''اگر وہ (محمد) مر جائیں یا قتل کر دیے جائیں تو کیا تم اپنی ایڑیوں کے بل پلٹ جاؤ گے، لیکن جو اپنی ایڑیوں کے بل پھرے گا وہ اللہ کو کچھ بھی نقصان نہیں پہنچا سکے گا'' - (قرآن)

اہل مکہ کے لیے احد کے اثرات اور اہمیت:

- اگرچہ انتقام کے ان کے ذاتی مقاصد پورے تھے، لیکن انہوں نے مدینہ پر حملہ نہیں کیا تھا اور اسلام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا تھا
- جنگ کی تیاری میں خرچ ہونے والی بہت سی رقم ضائع ہو گئی کیونکہ ان کا بنیادی مقصد یعنی مدینہ پر قبضہ مکمل نہیں ہو سکا تھا
- بدر کے بعد مکہ کی آبادی کا مسلمانوں کے لیے غصہ اور نفرت کا وقت گزر گیا اور وہ دوبارہ کبھی اس طرح کے ہنگامہ میں نہ آسکیں
- مدینہ پھر بھی انہیں اپنے قافلوں کے لیے گزرنے سے انکار کر سکتا تھا

(ج) کھائی کی جنگ (فروری-مارچ 627ء) وجوہات:

جنگ احد میں ابو سفیان کے چیلنج کے جواب میں، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے 1500 آدمیوں کی مسلح فوج کو سامان اور سامان کے ساتھ 627 عیسوی میں بدر کی طرف لے کر گئے

I. مسلمانوں نے تجارت کی اور اپنی تجارت کی اور اس کاروبار سے فائدہ اٹھایا
II. مسلمانوں نے 8 دن تک کیمپ لگایا قریش نے چیلنج کا مقابلہ نہیں کیا
III. مسلمانوں کی اس سرکشی سے قریش مشتعل ہوگئے اور انہوں نے مدینہ پر فوری حملہ کرنے کی تیاری شروع کردی

قریش مدینہ پر آخری حملہ کی تیاری کرتے ہیں:

- بدنیتی پر مبنی صحرائی قبائل کے خلاف حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مہمات نے قریش کو بہت سے اتحادی فراہم کئے
- بنو نضیر کے جلاوطن یہودی قبیلے نے، جو خیبر میں آباد تھا، قریش کے ساتھ اتحاد کرلیا
- یہودیوں اور ان کے اپنے سونے کی مدد سے قریش نے اتحاد کا ایک مضبوط حلقہ بنانے میں کامیابی حاصل کی

- مندرجہ ذیل بدو قبائل قریش کے ساتھ اتحاد (الاحزاب) میں شامل ہوئے:
  I. اشجا اور مررا دوم بنی فزارہ
  I. بنی سلیم
  II. غطفان
- قریش نے حبشی کرائے کے فوجیوں کی مدد بھی لی

- اتحادی فوج کی کل طاقت کہیں 10,000 سے 15,000 کے درمیان تھی اور اس کی کمان ابو سفیان کے پاس تھی۔
- مسلم فوج کی کل تعداد 3000 آدمی اور 50 گھڑ سوار تھی۔

<u>رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی مجلس اور خندق کی کھدائی:</u>

- خزرج کے دوستانہ قبیلے نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اتحادی فوج کی روانگی کی اطلاع دی۔
- مدینہ کی طرف مشرقی اور مغربی راستے لڑائی کے لیے موزوں نہیں تھے کیونکہ زمین کی سطح بنیادی طور پر آتش فشاں، پتھریلی چٹانوں پر مشتمل تھی۔
- جنوبی مدینہ بھی اس زمین کے لیے لڑنے کے لیے موزوں نہیں تھا جو کھجور کے درختوں کے ساتھ ساتھ کوہ عیر سے بھری ہوئی تھی۔ لیکن اس علاقے میں آباد یہودی قبیلے بنو قریظہ کی سازشوں کی وجہ سے مسلم فوج کو پھر بھی جنوب سے خطرہ لاحق تھا۔
- جنگی مجلس میں حضرت سلمان فارسی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ وصیت کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب ہم پر فارس کی سرزمین پر حملہ کیا جاتا اور ہمیں گھوڑوں کے آنے کا اندیشہ ہوتا اور جب ہم گھیرے میں آتے تو اپنے ارد گرد خندقیں بنا لیتے (یعنی گھڑ سواروں کو حملہ کرنے سے روکتے)۔
- چنانچہ مسلمانوں نے مدینے کے شمالی حصے میں خندقیں کھودیں، یہ ایک محنت طلب کام تھا جسے انہوں نے 9 سے 10 دنوں میں مکمل کیا۔
- خندق بمشکل ختم ہوئی تھی کہ دشمن کی 10,000 مضبوط فوج نظروں میں آ گئی۔

<u>محاصرہ مدینہ:</u>

- دشمن کے سپاہیوں نے خندق کو دیکھا تو حیران و پریشان رہ گئے۔ ان کا خیال تھا کہ یہ لڑنے کا بزدلانہ اور غیر عربی طریقہ تھا۔
- جب انہوں نے مسلمانوں کو طعنے دیا تو الفاظ کے بجائے پتھروں اور تیروں کے اولے ان سے مل گئے۔
- اس طرح مدینہ کا محاصرہ شروع ہوا جو تقریباً 30 دن تک جاری رہا۔
- اعرابی، جنھیں جلد فتح اور بے شمار لوٹ مار کی توقع تھی، اس صورت حال کے عادی نہیں تھے، جس نے انھیں مایوس کیا۔
- اس صورت حال کا مقابلہ کرنے کے لیے ابو سفیان نے بنی قریظہ کی مدد کی جو قریش سے ہاتھ ملانے اور مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کا سوچ رہے تھے۔
- اس صورت حال سے گھبرا کر حضرت سعد بن معاذ نے بنی قریظہ سے رابطہ کیا اور انہیں میثاق مدینہ یاد دلایا۔ یہودیوں نے جواب دیا کہ وہ نے تو کسی نبی کو جانتے ہیں اور نے کوئی چارٹر۔
- احتیاطی تدابیر کے طور پر، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے یہودیوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے ایک چھوٹی سی دستے تعینات کیا۔
- ایک دن قریش کی ایک جماعت ایک کمزور جگہ پر گھوڑے پر سوار ہو کر کھائی عبور کر گئی۔ انہیں پیچھے ہٹا دیا گیا۔

- اتحادیوں نے بعد کے اوقات میں عبور کرنے کی کوشش کی، لیکن چوکس مسلم محافظوں نے انہیں ہمیشہ پیچھے ہٹا دیا۔
- مدینہ میں سردیوں کا موسم تھا اور صحرائی منظر نامہ پر ٹھنڈی ہوائیں چلنے لگیں۔
- جب محاصرے کے تقریباً 30 دن گزر چکے تھے تو ایک رات ایک تیز آندھی نے قریش کے کیمپ میں گھس کر اتحادی فوج کو تہلکے مچا دیا۔
- اس رات، وہ خاموشی سے کیمپ توڑ کر اپنی چراگاہوں اور شہروں میں واپس چلے گئے۔

<u>قریش کی شکست کے اسباب:</u>

- قریش کی فوج کے جنگ کے لیے نکلنے سے پہلے جاسوسی اور ہوشیاری کا فقدان۔
- یہ کھائی قریش کے لیے ایک پریشان کن اور مایوس کن رکاوٹ تھی۔ ایک بار پھر، اعلیٰ حکمت عملی نمبروں کے امتحان میں کھڑی ہوئی۔
- قریش کے پاس اتنی خوراک نہیں تھی کے وہ ایک طویل عرصے تک فوج کو مہیا کر سکے۔
- ان کی کثیر تعداد کے باوجود مختلف قبائل کے درمیان اتحاد نہیں تھا۔ صرف لوٹ مار کے منافع بخش امکانات نے انہیں کچھ عرصے کے لیے متحد رکھا۔
- مسلمانوں کے خفیہ ایجنٹوں نے یہودیوں اور قریش کے درمیان تفرقہ ڈال دیا تھا۔
- ابو سفیان کے پاس طاقت کے ساتھ کھائی کو عبور کرنے کے لیے جارحانہ اور بڑے پیمانے پر حملے کرنے کی قوت ارادی کی کمی تھی۔

<u>خندق کی جنگ کے اثرات:</u>

I. اس جنگ نے قریش کو بے حال کر دیا اور ان کے پاس ایک اور بڑی جنگ لڑنے کے لیے کوئی رقم باقی نہ رہی۔

II. قریش کا وقار تیزی سے گرا اور ان کے اتحادیوں نے انہیں بیزاری کے ساتھ چھوڑ دیا۔

III. قریش کا جارحانہ جذبہ بالآخر اور مکمل طور پر ختم ہو گیا۔

IV. مدینہ نے ابھی تک قریش کا گڑھا، شام کے تجارتی راستوں کو اپنے ہاتھ میں رکھا ہوا تھا۔

V. اس عبرتناک شکست نے قیادت میں ایک خاموش انقلاب برپا کیا۔
قریش مخزوم نے ایک بار پھر امویوں کی جگہ لے لی۔ دشمن مخزوم نے امن پسند امویوں کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ معاہدہ کرنے سے روک دیا۔

VI. مدینہ سے یہودیوں کی بے دخلی۔

<u>اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں خندق کی جنگ کے بارے میں فرماتا ہے</u>

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو، اپنے اوپر اللہ کا احسان یاد کرو جب تم پر لشکر آئے تو ہم نے ان پر آندھی اور ایسی فوجیں بھیجیں جو تم نے نہیں دیکھی تھیں، اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا تھا" (33:9)

سیر 4 سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب 5

مدینہ سے یہودیوں کی بے دخلی

تعارف:

- مدینہ میں یہودیوں کے تین قبیلے تھے:

قبیلہ	اتحادی	پیشہ
بنو قینقاع	عبداللہ بن ابی خزرج	بنی قینقاع کے پاس کوئی زرعی زمین نہیں تھی وہ سنار اور بینکر تھے
بنو نضیر		ماہرین زراعت
بنو قریظہ	اوس	ماہرین زراعت

- بنو نضیر اور بنو قریظہ کے پاس مدینہ میں بہترین زرعی زمینیں تھیں
- مدینہ کے یہودیوں کے خیبر میں یہودیوں کی طاقتور بستی کے ساتھ قریبی تعلقات تھے
- یسرب کے ہجرت سے پہلے کے عربوں کا یہودیوں سے جھگڑا ہوا کیونکہ:

I) بنی قینقاع، جو سنار اور بینکر تھے، قرض کی شارک تھے وہ سود کھاتے تھے جس کی اسلام میں ممانعت تھی

II) بنی نضیر اور بنی قریظہ کے پاس بہترین زمینیں تھیں زمین کے بھوکے عرب مدینہ کے آس پاس کی انتہائی زرخیز زمینوں کی منصفانہ تقسیم کے خواہش مند تھے

یہودیوں کے ساتھ تصفیہ کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی کوششیں:

- مدینہ کے چارٹر کے مطابق:

I) مسلمانوں اور یہودیوں نے ایک سیاسی امت یا ریاست بنائی

II) یہودیوں کے اتحادیوں اور مؤکلوں نے یہودیوں کو دی گئی سلامتی اور آزادی سے لطف اندوز ہوئے

III) یہودی شہریوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو مدینہ کے مسلمان شہریوں کو حاصل ہوں گے

IV) یہودی اپنے مذہب پر مسلمانوں کی طرح آزادی سے عمل کر سکتے تھے

- اس کے علاوہ مسلمانوں اور یہودیوں کے درمیان تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے یہ شرائط رکھی گئی تھیں:

I) یہودیوں کا مقدس شہر یروشلم مسلمانوں کا قبلہ تھا

II) مسلمانوں نے عاشورہ کا روزہ رکھا

III) مسلمانوں نے بھی یہودیوں کی دوپہر کی عبادت کے وقت نماز ادا کی

IV) مسلمانوں کو یہودیوں کے ساتھ کھانا کھانے کی اجازت تھی

V) مسلمانوں کو یہودی عورتوں سے شادی کرنے کی اجازت تھی

<u>مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی یہودی کوششیں:</u>

- یہودی منافقین کے ساتھ مل گئے جن کی سربراہی عبداللہ بن اوبی کر رہے تھے
- یہودی شاعروں نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم، قرآن اور مسلمان خواتین پر طنز کیا
- یہودیوں نے جان بوجھ کر قرآن کا غلط تلفظ کیا، اس کے معنی بدلے اور توہین رسالت کا ارتکاب کیا
- آخر کار یہودیوں کے حوالے کرنے سے پہلے ان کے خلاف یہ اقدامات اٹھائے گئے:

I) قبلہ یروشلم سے تبدیل کرکے مکے مکرمہ کردیا گیا

II) ماہ رمضان میں روزے فرض کیے گئے

III) یہودیوں کو تورات کے الفاظ میں ردوبدل کرنے اور اپنے ہی مذہب کو خراب کرنے پر ملامت کی گئی

<u>بنی قینقاع کا اخراج (فروری 624ء) – بدر کے بعد:</u>

- بنی قینقاع سنار اور بینکر تھے انہوں نے مسلمانوں کو قرض دیا اور اس پر بھاری سود وصول کیا جو مسلم قانون کے خلاف تھا
- ایک مسلمان عورت قیناق کے ایک سنار کی دکان پر سونے کے زیورات خریدنے گئی ایک یہودی نے اس کے اسکرٹ کو اس کے لباس پر باندھ دیا جب وہ عورت اٹھی تو اس کی کمر ننگی تھی اور آس پاس کے یہودیوں نے بدتمیزی کی تھی اس پر ایک مسلمان نے ہنستے ہوئے یہودی کو قتل کر دیا باقی یہودیوں نے مسلمان آدمی کو قتل کر دیا
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سفید جھنڈا لہرایا جس کے ساتھ مسلمانوں نے بدر میں جنگ کی تھی اور یہودیوں کے قلعہ نما مکانات کا محاصرہ کر لیا تھا
- 15 دن کے محاصرہ کے بعد یہودیوں نے ہتھیار ڈال دیے
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام 400 مردوں کو موت کی سزا سنائی عبداللہ بن عبی نے ان کی مدد کی
- آخرکار بنی قینقاع کو مدینے سے نکال دیا گیا
- مسلمانوں کو یہودیوں کے سنار کے اوزار اور گھریلو سامان ملا
- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:
- "اے ایمان والو! اپنے دین سے باہر والوں کو اپنا مشیر نہ بناؤ کیونکہ وہ تمہیں بگاڑنے میں ہرگز کوتاہی نہیں کریں گے، وہ تمہیں سخت نقصان پہنچانا چاہتے ہیں، ان کے

منہ سے نفرت ظاہر ہو چکی ہے، لیکن جو کچھ ان کے سینوں میں چھپا ہوا ہے وہ اس سے بھی زیادہ برا ہے" (3:118)

بنی نضیر کا اخراج (جون 625ء) – احد کے بعد:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بہت سے صحابہ اکٹھے بنو نضیر کے پاس گئے جو مدینہ کے تین یہودیوں میں سے ایک قبیلہ تھا
- ان کا مقصد ان سے بنو عامر قبیلہ کے دو افراد کے خون کی رقم ادا کرنے میں مدد کرنا تھا
- اس طرح کی مدد بنو نضیر پر واجب تھی انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ جو امن معاہدہ کیا اس کی ایک شرط یہ تھی کہ وہ خون بہا کے معاملہ میں مدد کریں گے
- بظاہر یہودیوں نے مسلمانوں کی مدد کرنے پر آمادگی ظاہر کی لیکن جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ایک گھر کی دیوار کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر کمزور ہیں تو ان کے قائدین آپس میں کہنے لگے کہ یقیناً تم اس آدمی کو پھر کبھی ایسی حالت میں نہیں پاؤ گے، ہم میں سے جو اس گھر پر چڑھے گا اور اس پر بڑا پتھر پھینکے گا
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی کے ذریعے اس منصوبے کی اطلاع دی گئی وہ فوراً وہاں سے چلا گیا اور پھر محمد بن مسلمہ انصاری کو یہ پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا کہ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کیا سازش کر رہے ہیں
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہودیوں کو الٹی میٹم دیا کہ وہ اپنی زمینوں کی آدھی زرعی پیداوار کے ساتھ دس دن کے اندر مدینہ چھوڑ دیں
- 14 دن کے محاصرے کے بعد یہودی اپنے اونٹوں پر جتنا سامان لے جا سکتے تھے وہاں سے چلے گئے
- ان کی زمینیں مہاجرین اور دو بے سہارا انصار کے درمیان تقسیم کر دی گئیں
- بنی نضیر میں سے کچھ خیبر میں آباد ہوئے اور بعد میں خندق کی جنگ سے پہلے قریش کے ساتھ سازش کی

بنی قریظہ کی بے دخلی (مارچ 627ء) - خندق کی جنگ کے بعد:

- چونکہ جنگ خندق کے وقت بنو قریظہ کے لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ کھلم کھلا خیانت اور دشمنی کا مظاہرہ کیا تھا جو اس معاہدہ کی خلاف ورزی تھی جس پر انہوں نے ان کے ساتھ دستخط کیے تھے، اس لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قلعوں کا 25 دن تک محاصرہ کیا
- بنی قریظہ نے انہی شرائط پر مدینہ چھوڑنے کی پیش کش کی جو دوسرے دو یہودی قبائل نے کی تھی، لیکن یہ پیشکش مسترد کر دی گئی
- ان کے اتحادی اوس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بنی قریظہ کے ساتھ نرمی برتنے کی التجا کی
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے یہودیوں کو ان کے حلیف قبیلے اوس کے ایک شخص سے فیصلہ کرنے کا موقع دیا
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ کو اس کام کے لیے نامزد کیا

- حضرت سعد نے تورات کے مطابق تمام یہودی مردوں کو موت کی سزا سنائی اور عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر فروخت کرنے کا اعلان کیا۔
- اس کے مطابق 600-700 یہودیوں کو ان کی غداری کے جرم میں سزائے موت دی گئی۔
- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

''اور اہل کتاب میں سے جن لوگوں نے ان (کافروں) کی پشت پناہی کی، اللہ نے انہیں ان کے قلعوں سے نیچے اتارا اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دیا، ایک گروہ کو تم نے قتل کر دیا اور ایک گروہ کو تم نے اسیر کر دیا اور تمہیں ان کی زمینوں، ان کے گھروں اور ان کے مال کا وارث بنا دیا'' (25-33:25)

سیر 4 سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب 6

حدیبیہ کا معاہدہ

مسلمان حج کے لیے روانہ ہوئے (فروری، 628ء):

- خندق کی جنگ کے تقریباً ایک سال بعد، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کعبہ کی زیارت کا خواب دیکھا
- اس نے مسلمانوں سے کہا کہ وہ اس کے ساتھ عمرہ کرنے مکہ جائیں گے
- اس خبر نے انہیں خوشی سے بھر دیا، کیونکہ مجاہدین نے گزشتہ 6 سال سے ان کا شہر نہیں دیکھا تھا

- مسلمان روایتی حجاج کا لباس پہنتے تھے، اپنے دفاع کے لیے صرف ایک میان والی تلوار کے ساتھ، جو ان دنوں حاجیوں کا معمول کا لباس تھا
- وہ اپنے ساتھ 70 اونٹ اللہ کے لیے قربان کرنے کے لیے لے گئے

- تقریباً 1400 مسلمان حج کے لیے روانہ ہوئے
- وہ فروری 628ء میں مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئے

مکہ والوں کی مخالفت:

- مکہ والوں نے مسلمانوں کو مکہ میں داخلے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور ہتھیاروں کے ساتھ اپنے دعووں کی حمایت کی
- یہ غیر معمولی تھا کیونکہ:

I) مکہ والوں نے اپنے بدترین دشمن کو بھی کعبہ سے دور نہیں رکھا

II) مقدس مہینوں میں خونریزی کی اجازت نہیں تھی

- مکہ کی طرف بڑھتے ہوئے مکی گھڑ سوار دستے نے مسلمانوں کو روک لیا
- خونریزی سے بچنے کے لیے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے اپنے پیروکاروں کو مرکزی سڑک سے ہٹا دیا
- حدیبیہ نامی مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی اپنے حساب سے رک گئی اس کو اللہ کی طرف سے نشانی سمجھ کر مسلمانوں نے اس مقام پر پڑاؤ ڈالا
- حدیبیہ مکہ مکرمہ سے 3 میل کے فاصلے پر ہے، مقدس شہر کے اردگرد مقدس احاطے کے اندر

بیعت رضوان:

- قریش کے ساتھ گفت و شنید کے لیے ایک قاصد کو مکہ بھیجا گیا تاکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے عمرے کے ارادے کا اعلان کرے۔
- جب یہ قاصد واپس نہ آیا تو حضرت عثمان بن عفان کو بھیجا گیا۔
- جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی واپس نہ آئے تو افواہ پھیل گئی کہ وہ قتل ہو گئے ہیں۔

- اس نازک لمحے میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے محسوس کیا کہ قریش مسلمانوں کا خون بہانے پر تلے ہوئے ہیں۔
- چونکہ مسلمان غیر مسلح تھے، سوائے ان کی تلواروں کے، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ان سے یہ عہد لیا کہ جنگ چھڑنے کی صورت میں اسلام کے لیے مرتے دم تک لڑیں گے۔
- یہ بیعت ایک درخت یا رضوان کے نیچے لی گئی تھی اس لیے اسے بیعت رضوان کہا جاتا ہے۔

- خوش قسمتی سے حضرت عثمان بیعت کے فوراً بعد واپس آگئے۔

<u>معاہدے حدیبیہ:</u>

- کئی قریش قائدین کے آنے کے بعد مذاکرات شروع ہوئے۔
- مندرجہ ذیل نکات پر اتفاق کیا گیا۔

I) مسلمان اور قریش دس سال تک نہیں لڑیں گے۔
II) محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے پیروکار اس سال حج نہیں کریں گے اور وہ اگلے سال مکہ مکرمہ میں 3 دن قیام کریں گے۔
III) دونوں جماعتیں آزاد تھیں کہ وہ جس سے چاہیں اتحاد کر لیں۔
IV) مکہ سے مدینہ بھاگنے والے کو واپس کر دیا جائے گا، لیکن جو بھی مدینہ سے مکہ بھاگے گا اسے واپس نہیں کیا جائے گا۔

- یہ معاہدہ صرف دو سال تک جاری رہا اور قریش نے اسے توڑ دیا۔

<u>مسلمانوں کی مایوسی:</u>

- مسلمان بالخصوص حضرت عمر اس معاہدے سے مایوس ہوئے کیونکہ:

I) اصل دستاویز پر قریش نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا نبی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا اور مسلم تسمیہ لکھنے سے انکار کر دیا تھا اس کے بجائے، انہوں نے لکھا: "تیرے نام سے، اے خدا"۔
II) انہیں اس سال مدینہ واپس آنا پڑے گا، حالانکہ ان کا پیارا شہر صاف نظروں میں تھا۔

III) مکہ سے فرار ہونے والے لوگوں کی وطن واپسی سے متعلق شق ان کی نظر میں غیر منصفانہ اور غیر منصفانہ تھی۔

حضرت ابو جندل کا واقعہ:

- معاہدے پر دستخط ہونے سے چند لمحے پہلے مکہ سے حضرت ابو جندل نامی ایک مسلمان فرار ہو کر حدیبیہ پہنچا۔
- اس کے والد نے نئے معاہدے کی روشنی میں ان کی فوری واپسی کا مطالبہ کیا۔
- اگرچہ ابو جندل نے مسلمانوں کو اپنے اذیت کے نشانات دکھائے، لیکن وہ بے بس تھے اور انہیں اپنے اذیت دینے والوں کے پاس واپس کر دیا گیا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تسلی دی اور کہا کہ اللہ پر بھروسہ رکھو۔
- مدینہ واپس جانے سے پہلے مسلمانوں نے حدیبیہ میں عمرہ ادا کیا۔

معاہدے کے نتائج:

1. "واضح فتح": مدینہ واپسی کے راستے میں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مایوس مسلمانوں کو بتایا کہ انہیں اللہ کی طرف سے یہ وحی ملی ہے، جس نے حضرت عمر اور مسلمانوں کو خوشی سے بھر دیا:

''بے شک ہم نے آپ کو واضح فتح عطا کی ہے''

2. ابو بصیر کا تصفیہ: معاہدے حدیبیہ کے بعد حضرت ابو بصیر رضی اللہ عنہ ایک نوجوان مسلمان مکہ سے فرار ہو کر مدینہ پہنچے۔ اس کے اغوا کار مدینہ آئے اور بے بس مسلمانوں سے ان کا استقبال کیا۔ واپسی پر حضرت ابو بصیر نے ان میں سے ایک کو قتل کر دیا اور بحیرہ احمر کی طرف فرار ہو گئے جسے عیّس کہتے ہیں۔ جلد ہی، بہت سے دوسرے مسلمان فرار اس کے ساتھ ہو گئے اور ان کے گروہ نے مکہ سے گزرنے والے قافلوں کو لوٹ لیا۔ وہ مدینہ اور مکہ کے دائرہ اختیار سے باہر تھے۔ اس نے مکہ والوں کو وطن واپسی کی شق کو منسوخ کرنے پر مجبور کیا۔
3. مدینہ کے وقار میں اضافہ: چونکہ قریش نے مدینہ کی خودمختار حیثیت کو باضابطہ طور پر تسلیم کر لیا تھا، اب مکہ اور مدینہ کی دونوں ریاستیں بدو قبائل کی نظر میں برابر ہو گئی تھیں جنہوں نے شدت سے یہ دیکھنا شروع کر دیا تھا کہ طاقت کا توازن کس طرف جھک جائے گا۔
4. یہودیوں کی سزا/ فتح خیبر: چونکہ قریش یہودیوں اور مسلمانوں کی لڑائی میں غیر جانبدار ہو چکے تھے، اس لیے مسلمانوں نے یہودی بستی پر حملہ کیا۔
خیبر جو ان کے خلاف سازشوں کا گڑھ بن گیا تھا اور 7 ہجری میں اسے آسانی سے اپنے قبضے میں لے لیا۔
5. نئے مذہب تبدیل کرنے والوں کی بھرتی: چونکہ مکہ اور مدینہ کے درمیان جنگ کی حالت نہیں رہی تھی، اس لیے بہت سے مکہ مدینہ آئے اور عوام میں گھل مل گئے۔ سب سے زیادہ اسلام قبول کیا۔ اس طرح اسلام نے حضرت خالد بن ولید اور حضرت عمرو بن العاص جیسے بہت سے اہم لوگوں کو فتح کیا۔

6. عرب کے ارد گرد کے حکمرانوں کو اسلام کی تبلیغ کے لیے سازگار ماحول کی تخلیق:
چونکہ دشمنی ختم ہو چکی تھی اور قریش اور مسلمانوں کے درمیان دس سال جنگ بندی نے بہت زیادہ انتظار کر کے امن اور معمول کو لایا تھا، اس لیے اب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنا پیغام حبشہ، بحرین، رومی سلطنت، فارس، یمن اور دمشق کے حکمرانوں تک پہنچا سکتے تھے۔ قریش کے سخت ترین دشمنوں کے ساتھ اس معاہدے پر دستخط کرنے سے پہلے یہ بات بالکل ناقابل فہم تھی۔

اس "واضح فتح" کا ثبوت یہ ہے کہ اگرچہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) 628 عیسوی میں 1400 آدمیوں کے ساتھ مکے گئے، لیکن تین سال بعد وہ 10،000 کے ساتھ گئے۔

سیکشن چار بائیوگرافیکل اکاؤنٹ آف دی
سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب 7

شمالی عرب کا اتحاد

(الف) یہودیت اور فتح خیبر

خیبر کا مقام اور طاقت:

- خیبر کا مطلب ہے قلعہ بند
- خیبر مدینہ کے شمال میں 70 میل کے فاصلہ پر تھا
- یہ تقریباً 20 قلعوں کا ایک جھرمٹ تھا، جس کے ارد گرد کھیت اور کھجور کے باغات تھے

- القمس کا مشہور 'ناقابل تسخیر' قلعہ خیبر کے قلب میں واقع تھا
- یہ خیبر کے سردار کنانہ کا مقام تھا

خیبر کی اہمیت:

- جب تک خیبر ناقابل تسخیر کھڑا رہا، مدینہ کے خلاف نجد کے کافر قبائل کا ساتھ دے سکتا تھا
- خیبر عرب میں یہودیوں کی طاقت کا گڑھ تھا اگر یہ گر گیا تو دوسری یہودی بستیاں جیسے فدک، عائلہ وغیرہ بھی سرنگوں ہو جائیں گی

خیبر کا مارچ:

- خیبر کے یہودیوں نے غطفان قبیلہ کے لوگوں سے رابطہ کیا، جو کرائے کے لیے کرائے کے سپاہی جانے جاتے تھے مسلمانوں سے لڑنے کے انعام کے طور پر، انہیں پھلوں اور کھجوروں کی سالانہ پیداوار کا ایک فیصد پیش کیا گیا
- انہوں نے فدک، تیما اور وادی القریٰ کے قبائل کے ساتھ بھی اتحاد کیا، وہ مل کر مدینہ پر اچانک حملہ کرنے والے تھے
- انہوں نے قریش مکہ اور دیگر قبائل کی طرف خصوصی قاصد بھیجے اور انہیں مدینہ پر بھرپور حملہ کی تیاری کرنے کے لیے کہا اور اس مقصد کے لیے مالی مدد فراہم کی
- انہوں نے مسلمانوں کے خلاف منافقین کے سردار عبداللہ بن ابی سے خفیہ مذاکرات کئے
- جنگ خندق، جب ملک کے تمام حصوں سے دشمنوں کے لشکروں نے مدینہ کا محاصرہ کیا، بنیادی طور پر خیبر کے یہودیوں کی سازشوں اور مالی امداد کی وجہ سے ہوا
- ان کے خفیہ منصوبے کی اطلاع ملنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے معاہدے کے دو ماہ بعد 1600 آدمیوں اور 200 گھڑ سواروں کے ساتھ خیبر کا سفر کیا اور مختلف قلعوں کا محاصرہ کیا

- خیبر پر پھیلے ہوئے کئی قلعوں میں سے نعیم پہلا قلعہ تھا جس پر مسلمانوں نے قبضہ کیا تھا، جب کہ القامس خیبر کے قلعوں میں سب سے بڑا اور مضبوط قلعہ تھا جسے حضرت علی کی کمان میں فتح کیا گیا تھا جنہوں نے اس جنگ میں مشہور یہودی جنگجو مرحب کو قتل کیا تھا
- جہاں تک دوسرے قلعوں جیسے الوطیح اور السلیم کا تعلق ہے، وہ پرامن طور پر ہتھیار ڈال دیے گئے
- اس پورے عرصے میں خیبر کے یہودیوں کی مدد کو کوئی نہیں آیا
- اس معاہدے کے مطابق خیبر کو مقامی باشندوں کے ہاتھ میں رہنے دیا گیا، اس شرط پر کہ تمام پودے اور کھجور کے درختوں کی سالانہ فصل کا نصف جزیہ ادا کیا جائے گا
- خیبر کے ارد گرد دیگر تمام یہودی بستیوں اور شہروں نے بھی انہی شرائط پر اتفاق کیا

(ب) کافر قبائل کا تابعداری

- جیسا کہ مکے اور خیبر، نجد کے کافر قبائل کے اہم ٹھکانے، بے اثر ہو چکے تھے یہ قبائل اپنی مدد کے بھاری ذرائع سے الگ تھلگ تھے
- اسلام قبول کرنے والا پہلا بدو قبیلہ بنی اشجع تھا

- مدینے کے مغرب سے کئی قبائل نے اسلام قبول کیا جن میں شامل ہیں:

I) اسلم
II) داؤس
III) سعد

- حدیبیہ اور خیبر کے ایک سال بعد 8 ہجری میں بہت سے شمالی قبائل نے اسلام قبول کیا، جن میں شامل ہیں:

I) دھوبیان II) غطفان III) مرہ

- چنانچہ سقوط مکہ سے قبل نجد کے تمام قبائل اسلام قبول کر چکے تھے

(ج) عیسائی قبائل کی سر تسلیم خم کرنا

- عیسائی قبائل شام اور عراق کے سرحدی علاقوں میں آباد تھے
- کچھ عیسائی قبائل:

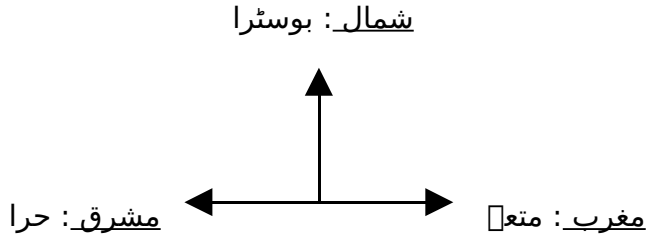

I) غسان
II) کلب
III) وہ ہیں

- مخالفت کی وجوہات:

I) ان کا مذہب عیسائیت
II) بازنطینی سلطنت سے ان کی وفاداری

- یہ قبائل بازنطینی سلطنت کی جاگیردار ریاستیں تھیں اور انہوں نے صدیوں سے عرب لٹیروں کے خلاف بازنطینی سلطنت کا دفاع کیا تھا

(د) جنگ موتہ (ستمبر 629ء):

- سنہ 7 ہجری میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عرب کے آس پاس کے بادشاہوں اور سرداروں کو خطوط بھیجے جن میں انہیں اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ ان خطوط کو لے جانے والوں میں حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ عنہ بھی تھے جو برسرِ الشام کے بادشاہ کے پاس جانے کے لیے بھیجے گئے تھے۔
- جب حضرت حارث متعہ پر رکے تو انہیں شام کے قیصر کے گورنر شورابیل بن عمرو غسانی نے قتل کیا۔
- چنانچہ متعہ کی مہم کا مقصد شروبیل کو سبق سکھانا اور ایسے تمام حکمرانوں کو بتانا تھا کہ مسلمان اب ایک ایسی قوت بن چکے ہیں جن کے ساتھ تحقیر آمیز سلوک نہیں کیا جا سکتا۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین ہزار کا لشکر اکٹھا کیا اور حضرت زید بن حارث کو ان کا سردار مقرر کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ مسلمانوں کا مقابلہ رومیوں سے کرنا ہے نہ کہ کسی کمزور یا معمولی قبیلے سے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی کہ اگر حضرت زید رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو جائے تو حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جائے اور اگر وہ بھی مر جائیں تو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کو فوج کی قیادت کرنی چاہیے۔
- چونکہ 3000 کی مسلم جنگی قوت رومیوں کی 100,000 کی زبردست طاقت سے کوئی مقابلہ نہیں کر سکتی تھی، اس لیے تینوں کمانڈر یکے بعد دیگرے ہلاک ہو گئے اور بالآخر قیادت کا جھنڈا اللہ کی تلوار حضرت خالد بن ولید کو سونپ دیا گیا، جو مزید نقصان اٹھائے بغیر حکمت عملی کے ساتھ انخلاء کرنے میں کامیاب رہے۔
- جب فوج مدینہ پہنچی تو مسلمانوں نے ان سے کہا: ''اے تم بھاگ گئے، اللہ کی راہ میں (جب لڑنے کا وقت آیا) بھاگ گئے''۔

- ان کے دفاع میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بلکہ تم وہ ہو جو پیچھے ہٹ گئے اور میں تم ہی لشکر ہوں (مندرجہ ذیل آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے: "اور جو شخص ایسے دن ان کی طرف پیٹھ پھیرے، سوائے اس کے کہ یہ جنگ کی تدبیر ہو، یا اپنے ہی لشکر کی طرف پیچھے ہٹنا"۔
- روایت ہے کہ حضرت جعفر بن ابو طالب جن کی عمر 33 سال تھی جو حال ہی میں حبشہ سے واپس آئے تھے ان کے جسم پر نیزوں اور تیروں کے نوے سے زیادہ زخم تھے۔
- یہ بھی روایت ہے کہ اس جنگ میں حضرت خالد بن ولید نے نو تلواریں توڑ دیں۔
- اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمانوں کو پسپائی اختیار کرنی پڑی لیکن اس نے ظاہر کیا کہ اب وہ ایک تیزی سے آنے والی قوت ہیں جسے رومیوں جیسے طاقتور دشمن بھی نظر انداز نہیں کر سکتے تھے۔

مختلف حکمرانوں کے نام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خطوط جس میں ان سے اسلام قبول کرنے کی درخواست کی گئی تھی (7.ھ)

1. فارس کے شہنشاہ چوسروس کو خط

- خط کے مندرجات: "اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر فارس کے بادشاہ چسرو تک، سلام ہو ان لوگوں پر جو سچی ہدایت کی پیروی کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں، اور گواہی دیتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک یا شریک نہیں، اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا بندہ ہوں اور میں اللہ کا رسول ہوں، میں تمہاری طرف بلاتا ہوں (ص) لوگوں کو، تاکہ میں اس کو تنبیہ کروں جو زندہ ہے اور کفار پر کلمہ (یا الزام) قائم ہو جائے اور تم مسلمان ہو جاؤ، لیکن اگر تم نے انکار کیا تو مجوسیوں کا گناہ تم پر ہو گا۔
- اسے حضرت عبداللہ بن حذیفہ نے فارس کے دار الحکومت سیتیفون (المداعین) میں چوسرو کو پہنچایا۔
- چوسرو نے خط لیا اور اسے پھاڑ دیا۔ جب اس کی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اللہ اس کی سلطنت کو پھاڑ دے“۔
- چسرو نے یمن میں اپنے نائب کو لکھا کہ حجاز میں اس شخص کے پاس دو مضبوط آدمی بھیجو کہ اسے میرے پاس لے آئیں۔
- جب وہ مدینہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میرے رب نے آج رات تمہارے رب کو قتل کر دیا ہے۔
- جب وہ یمن واپس آئے تو شیرویہ کے ہاتھوں کسرواس کے قتل کی خبر کی تصدیق ہوگئی۔ چنانچہ یمن کا حکمران بـڈھان وہاں پر آباد فارسیوں کی اولاد کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔

2. مقوقس کے نام خط، حاکم مصر

- خط کے مندرجات: "اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مصر کے حاکم المقوقس تک۔ سلام ہو ان لوگوں پر جو سچی ہدایت پر چلتے ہیں۔ میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں، مسلمان بنو،

  آپ محفوظ رہیں گے۔ مسلمان ہو جاؤ اللہ تمہیں دوہرا اجر دے گا۔ لیکن اگر تم منہ موڑو گے تو مصریوں کے گناہ تم پر ہوں گے۔"
- اسے حضرت حاطب نے مقوقس تک پہنچایا۔
- مقوقس کا خط پر ردعمل صحت مند تھا۔ اس نے حسب ذیل جواب حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو واپس بھیجا ۔
- اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے، مصر کے حاکم المقوقس کی طرف سے محمد بن عبداللہ کو سلام ہو، میں نے آپ کا خط پڑھا اور سمجھ لیا کہ آپ نے اس میں کیا کہا ہے اور آپ (لوگوں کو) کیا کہتے ہیں، میں جانتا ہوں کہ ابھی ایک نبی آنے

والا ہے، اور میں نے سوچا کہ وہ شام میں ظاہر ہو گا، میں نے آپ کی دو لڑکیوں کو مصر میں بھیجا ہے، میں نے آپ کی عزت افزائی کی ہے اور میں نے آپ کی دو لڑکیوں کو عزت بخشی ہے اور کچھ کپڑے، اور آپ پر سواری کے لیے ایک خچر

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ قبطیہ سے شادی کی جو آپ کے بیٹے ابراہیم کی والدہ بنیں جبکہ دوسری لڑکی شیرین کی شادی حضرت حسان بن ثابت سے ہوئی

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام تحفے رکھ لیے لیکن آپ نے ڈاکٹر کو یہ کہہ کر واپس مصر بھیجا: "اپنی قوم کے پاس واپس جاؤ، کیونکہ ہم وہ لوگ ہیں جو اس وقت تک نہیں کھاتے جب تک بھوک نے لگ جائے اور جب ہم کھائیں تو پیٹ بھر کر نہیں کھاتے"

- حضرت ماریہ قبطیہ دریائے نیل کے کنارے جنوبی مصر میں انسینہ کے مضافات میں واقع ایک گاؤں حفن سے آئیں

- حضرت امیر معاویہ نے اس گاؤں کے لوگوں کو اپنی گورنری کے دنوں میں حضرت ماریہ کے اعزاز کے طور پر خرج ٹیکس ادا کرنے سے بچایا

3. بازنطینی سلطنت کے قیصر ہیراکلئس کو خط

- خط کی مندرجات: "اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر روم کے حکمران ہرقل تک
سلام ہو ان پر جو سچی ہدایت کی پیروی کرتے ہیں میں آپ کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں مسلمان ہوجاؤ تو سلامت رہو گے اور اللہ تعالیٰ تمہیں دوگنا اجر دے گا لیکن اگر تم منہ موڑو گے تو عرسیوں کے گناہ تم پر ہوں گے

- خط ہرقل کو حضرت دحیہ نے پہنچایا

- رد عمل: ابو سفیان اور ایک دوسرے شخص سے حقائق معلوم کرنے کے بعد جو دونوں تجارت کے سلسلے میں غزہ میں تھے، ہرقل نے جو خود قسطنطنیہ سے یروشلم جا رہا تھا کہ وہاں فارسیوں پر فتح حاصل کرنے پر شکرانے کے لیے وہاں جا رہا تھا کہنے لگا: مجھے معلوم تھا کہ آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ میں سے ہوں گے لیکن اگر میں ایسا نہ ہوتا تو میں تم میں سے ہوتا محفوظ ہے، میں اس کے پاس جانے کی تکلیف اٹھاؤں گا، اور اگر میں اس کی موجودگی میں ہوتا تو اس کے پاؤں دھوتا

- اگر ہرقل اس بات کو سمجھ لیتا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خط میں فرمایا تھا: ''مسلمان ہو جاؤ، تم محفوظ رہو گے'' اور یہ سمجھ لیتا کہ اس کا اطلاق دنیا اور آخرت دونوں میں عمومی طور پر ہوتا ہے اور وہ مسلمان ہو جاتا تو وہ ہر اس چیز سے محفوظ رہتا جس کا اسے خوف تھا

حبشہ کے حکمران نجاشی کے نام خط

- یہ خط ان کو حضرت عمرو بن امیہ نے پہنچایا

- نجاشی نے اسلام قبول کیا

5. بحرین کے بادشاہ منذر بن سووی کو خط

- یہ خط ان کو حضرت علب بن الحضرمی نے پہنچایا

- منذر نے اسلام قبول کیا

6. عمان کے دو حکمرانوں یعنی جعفر اور عبد کو خط جو دونوں بھائی تھے۔
   - یہ خط حضرت عمرو بن عاص کے پاس تھا۔
   - دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کر لیا۔
7. شام کے حکمران منذر بن حارث کے نام خط
   - یہ خط حضرت شجاع بن وہب الاسدی کے پاس تھا۔
   - شام کے حاکم نے اس ایلچی کا خیر مقدم کیا لیکن اس نے اسلام قبول نہیں کیا۔
8۔ یمامہ کے حاکم حوزہ بن علی کو خط
   - یہ خط حضرت سلط بن عمرو نے پہنچایا۔
   - حوزہ نے اسلام قبول نہیں کیا۔

مسلمانوں کی طرف سے مکے مکرمہ کی عمرہ زیارت (7ھ):

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے 2000 صحابہ کے ساتھ عمرہ کرنے مکے مکرمہ تشریف لے گئے۔
- انہوں نے اپنے ساتھیوں سے خصوصی طور پر کہا کہ وہ اپنے ساتھ کوئی ہتھیار نہ لیں۔
- قریش نے شہر خالی کر دیا اور مسلمانوں کو رسومات ادا کرنے کی اجازت دی۔
- مسلمانوں نے مکے مکرمہ میں تین دن قیام کیا۔ قریش تمام عمرے کے عمل کے دوران مسلمانوں کے نظم و ضبط اور عقیدت کے جذبے سے بے حد متاثر تھے۔
- معاہدے کی شرائط کے مطابق مسلمان مکے مکرمہ سے 3 دن کی مدت پوری ہونے پر پرامن طریقے سے مدینے کے لیے روانہ ہوئے۔

باب 9

مکے کا سقوط

<u>معاہدہ حدسیہ کی خلاف ورزی:</u>

- قریش بنو بکر کے ساتھ تھے۔
- مدینے کا بنو خزہ سے اتحاد تھا۔
- بنو بکر اور بنو خزہ پرانے اور تلخ دشمن تھے۔
- معے کی جنگ نے قریش کے قبیلے بنی مخزوم کو بنو بکر کو بنو خزہ کے خلاف بھڑکانے کی ترغیب دی، یہ معاہدے کی شرائط کی صریح خلاف ورزی تھی۔
- جب بنو خزہ کے کچھ لوگ قدیم حرم کعبہ میں داخل ہوئے تو بنو بکر نے اس مقدس مقام کی بھی خلاف ورزی کی اور انہیں ذبح کر دیا۔
- بنو بکر کا سردار مدینے آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد طلب کی۔

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو تین آپشنز پیش کیں:

I) متاثرین کے لواحقین کو خون کی رقم ادا کریں۔
II) بنو بکر کے ساتھ ان کا اتحاد چھوڑ دو اور اس طرح مدینہ کو ان کو سزا دینے کی اجازت دو۔
III) معاہدہ حدیبیہ کو تحلیل قرار دیں۔

- جیسا کہ پہلے دو آپشنز کا مطلب وقار کا بہت بڑا نقصان تھا، اس لیے قریش فیصلہ نہیں کر سکے کہ وہ کیا کریں۔
- قریش کا قبیلہ بنو مخزوم البتہ مدینہ سے جنگ کے لیے بے چین تھا۔

<u>مکہ مکرمہ میں مارچ:</u>

- چونکہ قریش پہلے ہی معاہدہ حدیبیہ توڑ چکے تھے، اس لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ کے خلاف جارحیت کا حق حاصل تھا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ پر حملہ میں اپنے تمام اتحادی قبائل کو مدد کے لیے بلایا۔ ان میں سے اکثر نے بڑے دستے فراہم کیے تھے۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم یکم جنوری 630ء کو مکہ سے روانہ ہوئے۔
- اتحادی فوج نے مکہ مکرمہ سے کچھ فاصلے پر پڑاؤ ڈالا۔ ہر سپاہی کو آگ جلانے کے لیے کہا گیا، جس نے پہلے سے بڑی مسلم فوج کے حجم کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا۔
- ابو سفیان نے اسلام قبول کیا اور مکہ مکرمہ واپس آ گیا تاکہ مکہ والوں سے کہا جائے کہ:

I) جو بھی ابو سفیان کے گھر میں پناہ لے گا وہ محفوظ رہے گا۔
II) جو بھی اپنے گھر میں خاموشی سے رہے گا وہ محفوظ رہے گا۔
III) جو بھی خانہ کعبہ میں رہے گا وہ محفوظ رہے گا۔

- ابو سفیان نے مکہ والوں سے یہ بھی کہا کہ اتنی بڑی فوج سے لڑنا سراسر پاگل پن ہوگا۔ زیادہ تر مکہ والوں نے مزاحمت نہ کرنے پر اتفاق کیا۔

<u>مکہ مکرمہ میں داخلہ:</u>

- مسلمانوں کی فوج کو چار کالموں میں تقسیم کیا گیا تھا، ہر ایک مکہ کا ایک الگ حصہ لینے کے لیے، اور ہر ایک کو حکم دیا گیا تھا:

I) حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔
II) حضرت ابو عبیدہ۔

III) حضرت سعد بن عباد

IV) حضرت خالد بن ولید

- حکمت عملی یہ تھی کہ اگر کوئی مسلمان کالم حملہ آور ہو تو دوسرا کالم پیچھے سے دشمن پر حملہ کر سکتا تھا

- کمانڈروں کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ ہتھیاروں کا سہارا صرف اس صورت میں لیں گے جب ناگزیر طور پر ضروری ہو
- حضرت سعد بن عباد کو حکم سے فارغ کر دیا گیا جب انہیں مکہ والوں کو قتل کرنے کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے سنا گیا ان کی جگہ ان کے بیٹے نے لے لی

- حضرت خالد بن ولید کو بنو مخزوم کا علاقہ لینا تھا اسے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا، لیکن دشمن کو ہرا لے گیا نقصانات:

I) مسلمان: 2 مرد

II) مخزوم: 13 مرد

محمد صلی اللہ علیہ وسلم 11 فروری 630ء کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے

- مکہ کی مکمل فتح کے بعد، محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے حضور اپنا سر جھکایا اور اس کا شکر ادا کیا

<u>خانہ کعبہ میں بت توڑنا:</u>

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً خانہ کعبہ کا طواف کیا
- پھر خانہ کعبہ کے اندر نماز ادا کی
- اس کے بعد اس نے کعبہ کے تمام 360 بت توڑ دیئے ہر بت کو توڑنے کے بعد آپ نے یہ تلاوت کی:

''کہو دو کہ حق آگیا اور باطل مٹ گیا، یقیناً باطل مٹنے والا ہے'' (قرآن)

- پھر آپ نے کعبہ کی چابیاں عثمان بن طلحہ کو دیں اور ان کو اور ان کی اولاد کو کعبہ کا نگراں بنا دیا

خطبہ صفا اور قریش کی تبدیلی:

- اس کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے صفا پر خطبہ دیا وہاں اس نے قریش سے پوچھا کہ کیا وہ جانتے ہیں کہ وہ ان کو کیا سزا دینے والا ہے؟ انہوں نے جواب دیا:

''تم ایک شریف بھائی اور شریف بھائی کے بیٹے ہو''

- جواب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو یہ کہہ کر معاف کر دیا:

''آج تم پر کوئی قصور نہیں، جاؤ تم آزاد ہو''

- ان کی سخاوت سے متاثر ہو کر تقریباً تمام قریش نے اسلام قبول کر لیا، بشمول:

I) ہندہ
II) عکرمہ بن ابو جہل
III) سہیل بن عمرو

- قریش میں سے صرف چار کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر طنز کرنے اور مسلمانوں کو اذیتیں پہنچانے کی وجہ سے موت کی سزا دی گئی
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ میں بیس دن قیام کیا
- اس قیام کے دوران مکہ مکرمہ کے اطراف میں موجود بت خانوں یعنی عزہ، منات وغیرہ کے مندروں کو تباہ کر دیا گیا

<u>سقوط مکہ کا اثر:</u>

I) مسلمانوں کی جنوبی توسیع کا آغاز
II) عرب کے اتحاد اور ظاہری توسیع کے حتمی مقصد کا آغاز
III) مسلم ریاست مدینہ میں نڈر اور مکمل وفادار قریش کا اضافہ
IV) چونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے لوگوں (قریش) کو تبدیل کیا تھا، اب زیادہ تر عربوں نے اعتراف کیا کہ وہ سچے نبی تھے
V) قریش کی تبدیلی کے نتیجے میں جزیرہ نمائے عرب میں شرک کا خاتمہ ہوا جیسا کہ اگلے سال (9 ہجری) میں اسلام قبول کرنے کا اعلان کرنے کے لیے ہر طرف سے مندوبین آئے، یہاں تک کہ اس سال کا نام " مندوبین کا سال" پڑ گیا
VI) یہ فتح عسکری اعتبار سے تو یقینی تھی لیکن ایک اور سطح پر بھی اہم تھی: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اب قریش کے رہنماؤں اور شہریوں کے دل جیت لیے

سیر 4 سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم باب 10

وسطی اور جنوبی عرب میں اسلام کی بالادستی

(A) قبیلہ ہوازن کے ساتھ جنگیں:

ہوازن:

- بڑا اور طاقتور قبیلہ
- مکہ مکرمہ میں آباد تھے
- ہوازن کا بہت طاقتور قبیلہ ثقیف طائف میں رہتا تھا
- وہ ایک مادر دیوی کی پوجا کرتے تھے جسے اللات کہتے ہیں
- فارس کے ساتھ تجارت کی

جنگ حنین (31 جنوری 630ء)

- جب انہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ مکہ کی طرف کوچ کرنے کی خبر سنی تو انہوں نے جنگ کی تیاری شروع کردی وہ مکہ اور مدینہ کے درمیان طویل جدوجہد کی توقع رکھتے تھے، یہ دونوں ان کے دشمن تھے جب دونوں فریق جنگ سے کمزور ہو جائیں گے تو وہ حملہ کریں گے

- فتح مکہ کی خبر ملتے ہی انہوں نے جلدی سے 20,000 آدمیوں کو شہر کی طرف پیش قدمی کے لیے روانہ کیا
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم 12,000 آدمیوں (10,000 اصل فورس، 2,000 قریش) کے ساتھ ہوازن کی فوج کو روکنے کے لیے روانہ ہوئے
- امیر قریش نے سامان اور رقم کے ساتھ فوج کی خدمت کی

- 3 دن کے مارچ کے بعد مسلمانوں نے 30 جنوری کی شام حنین کے تنگ درے کے قریب ڈیرے ڈالے
- ہوازن تیر اندازی میں ماہر تھے انہوں نے جنگ سے پہلے خفیہ طور پر تیر اندازوں کو پاس میں تعینات کیا
- اگلی صبح 31 جنوری کو مسلمانوں نے پیش قدمی کی وہ دشمن کے تیر اندازوں سے بے خبر پکڑے گئے اور بھاری جانی نقصان کے ساتھ مارے گئے
- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے متقی ساتھیوں کے ساتھ انتہائی خطرناک حالت میں تنہا رہ گئے تھے اور دشمن ان کی طرف بڑھ رہے تھے
- تاہم، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جلد ہی فوج کو آگے بڑھایا اور جوابی حملے نے دشمن کی صفوں کو تباہ کردیا

- ہوازن کو بھاری جانی نقصان پہنچا اسی طرح دو بدو مسلم قبائل کا تقریباً صفایا کر دیا گیا
- مسلمانوں کے قبضہ میں مال غنیمت:

I) 6,000 قیدی (بشمول حوازی خواتین اور بچے)
II) 28,000 اونٹ
III) 4,000 بھیڑیں
IV) چاندی کے 4,000 ٹکڑے

<u>جنگ حنین کے اثرات:</u>

- ہوازن کے دشمن قبیلے کی طاقت کا خاتمہ کریں، جو جنوبی توسیع کی راہ میں آخری رکاوٹ تھے
- خیبر کی طرح، علاقے کے دیگر قبائل نے اسلام قبول کر لیا، زیادہ تر لڑائی کے بغیر
- یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم لڑائیوں میں سے آخری جنگ تھی اس جنگ کے بعد استحکام کا دور شروع ہوا

<u>طائف کا محاصرہ (فروری 630ء):</u>

- ہوازن فورس کی باقیات اپنے قلعے طائف میں پیچھے ہٹ گئیں
- طائف کا محاصرہ کر لیا گیا لیکن انہوں نے پرعزم دفاع کیا
- آخرکار محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے محاصرہ اٹھایا کیونکہ طائف مسلمانوں کی توسیع کی راہ میں رکاوٹ نہیں تھا

(B) دوسرے قبائل کا اسلام قبول کرنا:

- فتح مکہ اور ہوازن کی شکست کے بعد اسلام تیزی سے پھیل گیا کیونکہ:

I) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے آخر کار اپنے ہی لوگوں یعنی قریش کو تبدیل کر دیا یہ عرب کی نظر میں اس بات کی نشانی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی ایک سچے رسول ہیں
II) ہوازن کی شکست کے بعد مدینہ کی حکومت کو چیلنج کرنے والا کوئی نہیں بچا تھا عربوں کو معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کے دوست ہیں، دشمن نہیں
III) چوسرو کی موت اور اس کی سلطنت کے زوال نے اسلام کو جنوبی عرب میں پھیلنے کا موقع فراہم کیا

(C) قبول اسلام کے لیے قبائلی وفود:

- 9 ہجری اور 10 ہجری کو 'وفات کے سال' کہا جاتا ہے کیونکہ بہت سے قبائل اسلام قبول کرنے کے لیے مدینہ آئے تھے

- جنگ بدر، احد اور الخدق کے بعد عربوں نے کہا: اسے اور اس کی قوم کو لڑنے دو، اگر وہ ان پر غالب آ گیا تو وہ سچا نبی ہے۔
- اس دوران 70 سے زائد وفود نے مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کی اور بہت سے قبائل نے فوراً اسلام قبول کیا۔
- جب ایک قبائلی وفد مدینے سے واپس آیا تو اس کے ساتھ اسلام کی وضاحت کے لیے ایک استاد، ایک زکوٰۃ جمع کرنے والا اور دور دراز علاقوں کا گورنر تھا۔
- ہوازن نے اسلام قبول کیا جب، درخواست پر، مسلمانوں نے حنین میں پکڑے گئے 6000 جنگی قیدیوں کے ساتھ انہیں واپس بھیجنے پر رضامندی ظاہر کی۔
- ثقیف نے بھی اس وقت مذہب تبدیل کیا جب اس کے سردار مدینے گئے اور اسلام قبول کیا۔
- یمن، بحرین اور عمان کے بادشاہوں نے بھی اسلام قبول کیا۔

(D) تبوک مہم (ستمبر-دسمبر، 630ء):

- جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مکے سے واپس آئے تو انہیں شام کی سرحد کے قریب بڑی تعداد میں عیسائی فوجوں کی تشکیل کی خبر پہنچی جس کی قیادت شہنشاہ ہرقل نے کی۔
- ہرقل اسلام کے دارالحکومت مدینے پر حملے کرنے کا منصوبہ بنا رہا تھا۔
- یہ شمالی عرب کے مسلمانوں کے زیر قبضہ یا مسلمانوں کے زیر کنٹرول علاقوں کے لیے واضح خطرہ تھا۔
- خطرے سے نمٹنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دو ہی راستے تھے:
  (1) ان کے مدینے پر حملے کرنے کا انتظار کرو۔
  (2) ایک احتیاطی جنگ ہو گی میں ان کے پاس جاؤ.
- مدینے کے لیے یہ جنگ کرنے کا مشکل وقت تھا کیونکہ:

I) حجاز میں قحط اور خشک سالی تھی۔
II) موسم گرما غیر معمولی گرم تھا۔
III) کھجوریں چننے کا وقت تھا۔
IV) موتہ کی جنگ میں مسلم افواج کی شکست کے بعد بدوی بازنطینی فوجوں سے لڑنے سے گریزاں تھے۔
V) منافقین مدینے میں انتشار اور خوف کے بیج پھیلا رہے تھے۔

- چونکہ مسلمانوں کے پاس کافی سامان اور اسلحہ نہیں تھا، محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سب سے مہم میں حصہ ڈالنے کو کہا ۔ حضرت ابوبکر ، حضرت عمر اور حضرت عثمان نے سب سے زیادہ حصہ لیا

- مسلم فوج (30,000 کل) پر مشتمل تھی:

I) 20,000 فٹ

II) 10,000 گھڑ سوار

- مارچ کے آغاز میں عبداللہ بن اوبی نے ایک بار پھر مسلم فوج کو چھوڑ دیا
- جب وہ دشمن کی فوج کے اجتماعی مقام پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ مسلمانوں کی پیش قدمی کا سن کر عیسائی فوج پگھل چکی ہے
- رومیوں کی جمع فوجیں منتشر اور منقسم ہونے کے بعد حضرت خالد بن ولید کو دامتِ جندل بھیج دیا گیا علیٰ (العقبہ) کے یوحنا بن روابہ حضرت خالد کے پاس آئے اور اس شرط پر صلح کی کہ وہ مسلمانوں کو جزیہ کی تھوڑی سی رقم ادا کریں گے اہل جربہ اور ادرہ بھی اسی طرح کا معاہدہ کر کے آئے
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم تبوک میں 20 دن ٹھہرے

<u>غزوہ تبوک کے اثرات:</u>

I) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خطہ میں نئے اتحادی بنائے

II) جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کامیابی کے ساتھ مدینہ واپس آئے تو آخرکار آپ نے منافقین کی طاقت کا خاتمہ کردیا

III) محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ثابت کیا کہ مسلمان اب ایک ایسی طاقت ہیں جس کا حساب لیا جائے گا کیونکہ انہوں نے مدینہ سے بہت دور رومیوں کو اپنی سرحدوں پر ہی للکارنے کی ہمت جمع کر لی تھی

<u>تبوک مہم کے دوران پیش آنے والی چند اہم ترین چیزیں:</u>

- مسلمان خشک سالی اور شدید گرمی کے باوجود رومیوں سے لڑنے کے لیے نکلے
- جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان فرمایا کہ لوگ غزوہ تبوک کے لیے تیار ہو جائیں تو بہت سے صحابہ آپ کے پاس آئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں اٹھا کر لے جائیں (یعنی ہمیں سواریاں مہیا کر دیں تاکہ ہم آپ کے ساتھ چل سکیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خدا کی قسم میں تمہیں لے جانے والا کوئی نہیں پا سکتا وہ واپس پلٹے، اور ان کی آنکھوں سے دکھ کے آنسو بہے نکلے
- بنو غفار کے 82 آدمیوں کے ایک گروہ نے اس مہم سے بچنے کے لیے لنگڑے بہانے بنائے جس کی مذمت قرآن پاک میں اس طرح کی گئی ہے:

”وہ اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہیں، اور اللہ جانتا ہے کہ وہ یقیناً جھوٹے ہیں... جو لوگ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، وہ آپ سے لڑائی، اپنے مال اور جانوں سے مستثنیٰ ہونے کی اجازت نہیں مانگیں گے، اور اللہ متقیوں کو خوب جانتا ہے“ (9:42-44)

- تینوں نے اپنے ارادے میں ہچکچاہٹ کا مظاہرہ کیا اور اس حقیقت کے باوجود کہ وہ سچے، مخلص مسلمان تھے، وہ پیچھے رہ گئے غزوہ تبوک کے بعد مسلمانوں کو حکم دیا

گیا کہ وہ ان کا بائیکاٹ کریں اور نہ سلام کریں اور نہ ہی ان سے بات کریں حالانکہ وہ جہاں چاہیں جانے کے لیے آزاد تھے۔ بالآخر، انہیں معاف کر دیا گیا:

''پھر، اس نے ان کو بخش دیا (ان کی توبہ قبول کی)، تاکہ وہ اس سے معافی مانگیں...'' (9:117-118)

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخرکار منافقین کی طاقت کا خاتمہ کر دیا۔

(E) دورِ جاہلیت کا خاتمہ اور کفر پر پابندی:

- 9 ہجری تک عرب اسلام کے تحت متحد ہو چکا تھا۔
- حضرت علی کو عرب میں بت پرستی اور بت پرستی پر پابندی کا اعلان کرنے کے لیے مکہ بھیجا گیا۔ کافروں پر آنے والے تمام اوقات کے لیے خانہ کعبہ میں داخلہ پر پابندی تھی۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیرت طیبہ حصہ چار

باب 11

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام

الوداعی حج

آخری حج کا تعارف:

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کا ارادہ ظاہر کیا
- تمام مسلم علاقوں نے پکار پر لبیک کہا اور ہر طرف سے مسلمان مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوگئے
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم 25 ذوالقعدہ کو مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے
- ان کے ساتھ 90,000 مسلمان بھی تھے
- یہ حج مجموعی طور پر 124,000 مسلمانوں نے کیا ایک کافر بھی نہیں تھا

حج کا آغاز:

- 8 ذوالحج کو حج کا آغاز ہوا دوپہر کے وقت، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جماعت کو خطبہ دیا
- 9 ذوالحج کو منیٰ کی طرف روانہ ہوئے

خطبہ الوداع:

- 9 ذوالحج کی دوپہر کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان عرفات کی وادی یورانہ میں خطبہ دیا
- ان کا ہر لفظ حضرت ربیعہ بن امیہ جماعت کے سامنے بلند آواز سے دہراتے تھے
- اس خطاب کے شروع میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

> ''اے لوگو، میری باتوں کو سنو، کیوں کے میں نہیں جانتا کے اس سال کے بعد میں تم سے اس جگہ پھر کبھی ملوں گا یا نہیں۔''

- اس خطبہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے درج ذیل نکات پر زور دیا:

I) مسلمانوں کو دوسرے مسلمانوں کی جان و مال کو مقدس سمجھنا چاہیے
II) جو لوگ کسی اور کی ملکیت میں ہیں وہ اپنی امانت پر قائم رہیں
III) سود ختم کر دیا گیا
IV) بیویوں اور شوہروں کے ایک دوسرے پر حقوق:

> ''اے میری قوم! تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے اور تمہاری بیویوں کا بھی تم پر حق ہے۔''

V) انسانوں کی مساوات:

''عرب کو عجمیوں (غیروں) پر اور عجمیوں کو عربوں پر فوقیت نہیں ۔۔۔''

VI) مسلمانوں کا بھائی چارہ:

''تمام مسلمان بھائی بھائی ہیں۔''

VII) غلاموں کے ساتھ حسن سلوک انہیں وہی کھانا اور لباس دیا جائے جو ہم استعمال کرتے ہیں۔ ان کی غلطیوں کو معاف کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ غلاموں کو گالیاں دینے والا جنت میں نہیں جائے گا۔

VIII) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ ہی کوئی نیا مذہب پیدا ہو گا۔

- اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: یا اللہ کیا میں نے آپ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟
- اس کے جواب میں لوگوں نے ایک ہی جواب دیا کہ ہاں۔
- اس پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مزید فرمایا کہ اے اللہ تو میرا گواہ ۔۔۔
- اسی لمحے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر اللہ کی طرف سے وحی نازل ہوئی، جسے آپ نے مجلس سے بھی فرمایا:

"آج میں نے تمہارے لیے تمہارا ایمان مکمل کر دیا، اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین قبول کر لیا۔"

- اس کے بعد عازمین حج نے مناسک حج کی بقیہ ادائیگی کی۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مکے میں تین دن قیام کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری چھ ماہ

- مختلف شعبوں میں ڈیپوٹیشن حاصل کیے اور گورنرز، ٹیکس جمع کرنے والے اور اساتذہ کا تقرر کیا۔

<u>جھوٹے نبیوں کے عروج کا آغاز:</u>

- اس دور میں تین تیزی سے طاقتور جھوٹے نبی نمودار ہوئے:

I) مسیلمہ جھوٹا - وسطی عرب
II) اسود انسی - یمن

Tulayha III) - نجد

- مسیلمہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو لکھا کہ وہ بھی نبی ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زمین کو اپنے ساتھ تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو 'مسائلمہ جھوٹا' کہا اور بتایا کہ زمین کا مالک اللہ ہی ہے اور وہی اپنی پسند کی مخلوق کو دیتا ہے۔
- اسود عنسی اپنے قبیلے کا سردار تھا۔
- جیسا کہ اس نے جادوئی طاقتوں کا دعویٰ کیا، لوگ اس کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔
- اس نے نجران اور ثناء پر قبضہ کر لیا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے ایک دن پہلے مسلمانوں کی ایک جماعت نے انہیں قتل کر دیا تھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام:

- اپنے آخری ایام میں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم شام کی سرحد پر کچھ عیسائی قبائل کے خلاف ایک مہم (حضرت اسامہ بن زید کے حکم سے) کی تیاری میں مصروف تھے۔

- چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خیبر کے مقام پر ایک یہودی عورت نے زہر دیا تھا، وہ زہر ابھی تک آپ کے جسم میں موجود تھا اور آپ کی صحت پر مہلک اثر دکھا رہا تھا۔
- وہ مرنے سے پہلے 15 دن تک بیمار رہے۔
- اپنی بیماری کے دوران، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عائشہ کے گھر قیام کیا۔

- جب وہ نماز کی امامت میں کمزور ہو گئے تو آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امام مقرر کیا۔
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے یہ واحد اشارہ تھا کہ وہ کسے اپنا جانشین بنانا چاہتے ہیں۔
- اسلام کے ابتدائی ایام میں، نماز کے دوران امام کو سیاسی طاقت کا اختیار حاصل تھا۔
- اپنی بیماری کے 15ویں دن، محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہتر محسوس ہوئے اور مسجد نبوی تشریف لے گئے۔ اس مشقت نے اسے تھکا دیا اور وہ عائشہ کے گھر واپس چلا گیا۔
- اس دن اس نے آخری سانس لی۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات 11 ربیع الاول 632ء کو ہوئی۔
- اسے موقع پر ہی سپرد خاک کر دیا گیا جہاں اس کی موت ہو گئی۔

سیر 4 سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم باب 12

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چند نمایاں صفات

(1) دیانتداری اور سچائی

- مکہ کے تمام لوگ آپ کی دیانت اور سچائی کو سراہتے اور پہچانتے تھے اور آپ کو صادق، صادق اور امین یعنی امانت دار کہہ کر پکارتے تھے
- حضرت خدیجہ نے ان کی دیانت اور امانت داری کی وجہ سے ان سے شادی کی
- حتیٰ کہ اسلام کے سخت ترین دشمن ابوجہل اور ابو سفیان نے اعتراف کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم جھوٹے نہیں تھے انہوں نے صرف یہ سوچا کہ اس نے جو کہا، وہ صحیح نہیں سمجھا اور اس لیے انہوں نے اس کی مخالفت کی
- جب اس نے پہلی بار کھلے عام اسلام کی تبلیغ شروع کی اور پوچھا "اے قریش اگر میں کہوں کہ پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر تم پر پیش قدمی کر رہا ہے تو کیا تم میری بات مانو گے؟" سب نے متفقہ طور پر کہا: ہاں، کیونکہ ہم نے آپ کو کبھی جھوٹ بولتے نہیں سنا
- اس نے اپنی ساری زندگی ان خوبیوں پر عمل کیا، چاہے حالات جیسے بھی ہوں اور اس کا اعتراف سب نے کیا، حتیٰ کہ وہ لوگ جو اسے کسی نے کسی صورت میں ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”سچ تقویٰ کی طرف لے جاتا ہے اور تقویٰ جنت کی طرف لے جاتا ہے، آدمی سچ بولتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ کے ہاں سچا ہو جاتا ہے، جھوٹ برائی کی طرف لے جاتا ہے اور برائی جہنم کی طرف لے جاتی ہے، اور آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ جھوٹا ہو جاتا ہے“ (بخاری ومسلم)

(2) عاجزی اور انکساری

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری طرف وحی کی ہے کہ تم ایک دوسرے کے لیے عاجزی اختیار کرو، نے کوئی اپنے آپ کو اوپر رکھے اور نے کسی پر زیادتی کرے اس نے اس پر اس حد تک عمل کیا کہ کمرے میں داخل ہونے پر اگر کوئی کھڑا ہو جائے تو اسے ناپسند تھا، کیونکہ اس نے کبھی نہیں چاہا کہ اس کے ساتھ حاکم جیسا سلوک کیا جائے
- جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر والوں کی مدد میں مصروف رہتے تھے
جب نماز کا وقت ہوتا تو نماز کے لیے اٹھ جاتے (البخاری)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنے عاجز اور شائستہ تھے کیونکہ جب آپ نے گھریلو معاملات میں خواتین کے ساتھ تعاون کیا تو آپ نے اسے کبھی توہین اور بے عزتی نہیں سمجھا۔

جب وہ فاتح کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوا تو اس نے تواضع، نرمی اور تواضع کا مظاہرہ کیا نہ کہ غرور، تکبر اور خود پسندی، قرآن پاک میں جو حکم دیا گیا ہے اس کے مطابق:

- ''اور زمین پر اکڑ کر نہ چل'' (17:37)
- "اور مردوں سے اپنا منہ تکبر سے نہ پھیرو اور نہ سرکشی سے چلو زمین کے ذریعہ. بے شک اللہ کسی متکبر مغرور کو پسند نہیں کرتا" (31:18)
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"ہر مذہب کا ایک امتیازی معیار ہے اور اسلام کا امتیازی معیار حیا ہے (ابن ماجہ)... حیاء ایمان کا حصہ ہے، اور ایمان جنت میں ہے اور بے حیائی برائی سے ہے اور برائی جہنم میں ہے" (احمد و ترمذی)

- اللہ کے تمام رسولوں نے عجز و انکساری کی تلقین کی قرآن پاک کہتا ہے:
- "تجھ سے پہلے ہم نے بہت سی قوموں میں (پیغمبر) بھیجے، اور ہم نے قوموں کو مصائب و آلام میں مبتلا کیا، تاکہ وہ عاجزی سیکھیں" (6:42)۔ •۔ "اور ان مومنوں کے ساتھ نرمی اختیار کرو جو آپ کی پیروی کرتے ہیں" (26:215)
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف خود سادہ، معمولی زندگی گزاری بلکہ اپنے پیروکاروں کو سب کے ساتھ عاجزی، مہربان اور شائستہ رہنے کا درس دیا

(3) وعدوں کی تکمیل اور عہد کا احترام

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ اپنے وعدوں کو پورا کیا، یہاں تک کہ لوگ اپنا قیمتی سامان محفوظ رکھنے کے لیے اپنے پاس رکھتے تھے وہ اس میں اس قدر ہوشیار تھا کہ جب وہ قریش کے قتل کے منصوبے کو روکنے کے لیے خفیہ طور پر مدینہ ہجرت کر گیا تو اس نے حضرت علی کو پیچھے چھوڑ دیا تاکہ وہ امانتیں واپس کر سکیں جو لوگ ان کے پاس چھوڑ گئے تھے
- جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بازنطینی سلطنت کے قیصر ہیریکلیس کو ایک خط لکھا جس میں آپ کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی گئی تو رومی بادشاہ نے ابو سفیان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اسناد کی جانچ پڑتال کی جو کہ انہی کی طرح مقرر وقت پر فلسطین میں تھے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ کیسا خراج عقیدت ہے کہ آپ کے بدترین دشمن نے بھی ہرقل کے سامنے اس بات کی تصدیق کی کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے کبھی وعدہ خلافی نہیں کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک امانت دار اور سچے شخص کے طور پر مشہور تھے

- یہ یقینی طور پر کمالِ کردار کی بات کرتا ہے جب ہم مکہ مکرمہ کے ایک مسلمان ابو جندل کو واپس لوٹتے ہوئے دیکھتے ہیں جو جیل سے فرار ہو کر اس جگہ پہنچنے میں کامیاب ہو گیا جہاں معاہدہ حدیبیہ لکھا جا رہا تھا، دشمنوں کو یہ کہتے ہوئے کہ:

''اے ابو جندل صبر کرو، ہم معاہدہ نہیں توڑ سکتے، اللہ عنقریب تمہارے لیے کوئی راستہ نکال دے گا۔''

ایسا ہی اس نے کیا جب اس نے اپنے دو ساتھیوں کو جنگ بدر میں حصہ لینے سے منع کیا کیونکہ انہوں نے مکہ والوں سے عہد کیا تھا کہ وہ ان سے رہائی کے خواہاں مسلمانوں کی طرف سے نہیں لڑیں گے۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

- ''جو کوئی عہد توڑے گا اس کے لیے قیامت کے دن ایک جھنڈا ہوگا اور کہا جائے گا: یہ فلاں کی خیانت ہے۔'' (مسلم)۔
- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: "میں قیامت کے دن تین لوگوں سے جھگڑوں گا: وہ شخص جس نے میرے نام سے عہد کیا اور پھر اسے توڑ دیا۔" (بخاری)
- ''جس میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بھی ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ اسے چھوڑ دے: جب اسے کوئی چیز سونپی جاتی ہے تو وہ خیانت کرتا ہے... جب وہ عہد کرتا ہے تو اسے توڑ دیتا ہے۔'' (بخاری ومسلم)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذاتی مثال سے تمام بنی نوع انسان کے لیے ایک مثال قائم کی۔ قرآن پاک کہتا ہے: "اے ایمان والو! تمام فرائض کو پورا کرو۔" (5:1).... ''اور عہد کو پورا کرو کیونکہ عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔'' (17:34)

(4) دوسروں کے گناہوں کو معاف کرنا:

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
- "وہ معاف کریں اور فسح (جرم) کریں، کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تمہیں معاف کرے؟" (24:22)
- "برائی کو اس سے دور کرو جو بہترین ہو" (23:96)
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، یہاں تک کہ اپنے سخت ترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ جب اس نے مکہ کو فتح کیا، وہ شہر جہاں اسے اور اس کے پیروکاروں پر تیرہ سال تک بے رحمانہ اذیت، تذلیل، توہین، بائیکاٹ اور ایذا رسانی کی جاتی رہی، اس نے سب کو عام معافی دے کر سب کو معاف کر دیا، جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ملتی ہو۔
- جب طائف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادتی ہوئی تو پہاڑوں کے فرشتے نے آپ کو سلام کیا اور فرمایا:
- "اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کی قوم سے جو کچھ کہا تھا وہ آپ نے سن لیا تاکہ آپ مجھے اپنا حکم دیں، اگر آپ چاہیں تو میں ان دو پہاڑوں کو

جمع کر دوں گا جو مکہ کے سروں پر آپس میں آمنے سامنے کھڑے ہیں تاکہ انہیں درمیان میں ریزہ ریزہ کر دوں" لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جو اللہ واحد کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔" (البخاری ومسلم)۔

جنگ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اور سر سے خون بہہ رہا تھا تو صحابہ کرام نے آپ سے دشمنوں پر لعنت بھیجنے کے لیے کہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کرنے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔

وحشی کو ان کی برگزیدہ شخصیت کا کوئی شخص ہی معاف کر سکتا تھا جس نے احد یا ہند کی جنگ میں حضرت حمزہ کو قتل کیا تھا، ابو سفیان کی بیوی، جس نے حضرت حمزہ کے جگر کو چیر کر چبا دیا تھا۔

- جب بھی وہ کسی بھی صورت حال سے نبردآزما ہوا تو اس نے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے ان احکامات کو ملحوظ رکھا جو کہتا ہے:
- ''معاف کرو، نیکی کا حکم دو اور بے وقوفوں سے کنارہ کش رہو'' (7:199)
- ''پس (اے محمد) ان کے عیبوں سے درگزر کرو'' (15:85)
- "اور جو شخص صبر کرتا ہے اور معاف کر دیتا ہے، وہ یقیناً اللہ کی تجویز کردہ چیزوں میں سے ہے" (42:43)

(5) اخلاص اور لگن:

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مشن میں ہمیشہ مخلص رہتے تھے اس نے کبھی اس میں شک نہیں کیا اور نہ ہی اس کو انجام دینے میں کبھی کوئی کوتاہی نہیں کی اور اس کے لیے کبھی کسی انعام یا احسان کی طلب نہیں کی۔ قریش کے سرداروں نے اسے دولت، بادشاہت، مکے کی سب سے خوبصورت خاتون سے شادی کا لالچ دیا لیکن اس نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ اس کے پاس ایک خدائی مشن ہے یہ حقیقت کہ اس نے قبائلی سرداروں کی طرف سے دولت، عزت اور بادشاہی کی تمام پیش کشوں کو ٹھکرا کر مکے میں ان کے ظلم و ستم، طعن و تشنیع اور مدینے میں جنگیں اور قتل و غارت گری برداشت کرنے کی بجائے اپنے مشن میں اس کے انتہائی خلوص اور خلوص کا اظہار کرنے کے لیے کافی ہے۔
- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اور تم اس پر ان سے کوئی اجر نہیں مانگتے، یہ تمام مخلوقات کے لیے پیغام سے کم نہیں ہے'' (12:104)... کہو اے محمد: میں تم سے اس پر کوئی اجر نہیں مانگتا میں صرف اس سے مانگتا ہوں جو چاہے اپنے رب کا راستہ اختیار کرے (25:57)

(6) تمام لوگوں سے محبت، مہربانی اور ہمدردی

- قرآن کریم نے ان کے حسن سلوک اور نرم مزاجی کا ان الفاظ میں تذکرہ کیا ہے: "اللہ کے رسول! یہ اللہ کی بڑی رحمت ہے کہ آپ ان کے ساتھ نرم اور مہربان ہیں، کیونکہ اگر آپ سخت دل اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ سے بچھڑ جاتے" (3:159)
- ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کبھی کسی مسکین کو اپنے دروازے سے خالی ہاتھ نہ نکالو، غریبوں سے محبت کرو، انہیں اپنے قریب کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن اپنے قریب کر دے گا۔

وہ کبھی کسی کے لیے سخت الفاظ استعمال نہیں کرتے تھے۔ اس نے اپنی گفتگو میں جو بدترین جملہ استعمال کیا وہ یہ تھا: "اس پر کیا آ گیا ہے؟ اس کی پیشانی مٹی سے سیاہ ہو جائے"

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی شفیق، نرم دل اور شفیق تھے۔ وہ تمام لوگوں کی فلاح و بہبود میں بہت دلچسپی لیتا تھا اور مصیبت میں پڑنے والوں کے لیے بڑی شفقت کرتا تھا۔ ان کی محبت اور مہربانی صرف مسلمانوں تک محدود نہیں تھی بلکہ جانوروں، پرندوں اور حشرات الارض سمیت سب کو دکھائی دیتی تھی۔

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سیرت طیبہ حصہ چار

باب 13

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسروں کے ساتھ حسن سلوک

(1) صحابہ کے ساتھ حسن سلوک:

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے تمام صحابہ کے ساتھ ہمیشہ بہت ہی پیار، مہربان، ملنسار اور مددگار تھے۔ ان میں سے ہر ایک کا ان کے ساتھ براہ راست تعلق تھا، کیونکہ وہ نہ صرف ان سب پر انفرادی توجہ دیتے تھے، بلکہ مسلم کمیونٹی کے ہر فرد کی مجموعی فلاح و بہبود کے بارے میں فکر مند بھی تھے۔ ایک صحابی نے آپ کے بارے میں کہا: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ پوچھا جاتا تو آپ نے کبھی کسی سے نہیں کہا۔ (بخاری و مسلم)۔ تاریخ میں شاید ہی کوئی اور مثال ملے جہاں عقیدت مند اپنے قائد کے لیے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کرنے کی حد تک گئے ہوں جیسا کہ ان کے معاملے میں تھا۔

(2) دشمنوں کے ساتھ سلوک:

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بڑی خوبی یہ تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، یہاں تک کہ اپنے سخت ترین دشمنوں کو بھی معاف کر دیا۔ جب اس نے مکہ کو فتح کیا، وہ شہر جہاں اسے اور اس کے پیروکاروں پر تیرہ سال تک بے رحمانہ اذیت، تذلیل، توہین، بائیکاٹ اور ایذا رسانی کی جاتی رہی، اس نے سب کو عام معافی دے کر ہر ایک کو معاف کر دیا، جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں شاید ہی کوئی ملتی ہو۔
- جب طائف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ زیادتی ہوئی تو پہاڑوں کے فرشتہ نے آپ کو سلام کیا اور فرمایا:

"اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ نے آپ کی قوم سے جو کچھ کہا تھا وہ آپ نے سن لیا تاکہ آپ مجھے اپنا حکم دیں، اگر آپ چاہیں تو میں ان دو پہاڑوں کو جمع کر دوں گا جو مکہ کے سروں پر آپس میں آمنے سامنے کھڑے ہیں تاکہ انہیں درمیان میں ریزہ ریزہ کر دوں" لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی اولاد میں سے ایسے لوگوں کو اٹھائے گا جو ایک اللہ کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ (البخاری ومسلم)۔

- جنگ احد میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرے اور سر سے خون بہہ رہا تھا تو صحابہ کرام نے آپ سے دشمنوں پر لعنت بھیجنے کے لیے کہا لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لعنت کرنے کے لیے نہیں بلکہ لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف بلانے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔
- وحشی کو ان کی برگزیدہ شخصیت کا کوئی شخص ہی معاف کر سکتا تھا، جس نے جنگ احد یا ہند میں ابو سفیان کی بیوی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو قتل کر دیا تھا، جس نے ان کا جگر چیر کر چبا لیا تھا۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہودیوں کے لیے بھی بہت مہربان، انصاف پسند اور انصاف پسند تھے جنہوں نے بالعموم مسلمانوں اور بالخصوص اپنے قائد کے خلاف اپنی حقارت اور دشمنی ظاہر کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا ایک دفعہ ایک یہودی نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شکایت کی کہ ایک مسلمان نے آپ کو تھپڑ مارا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً اس شخص کو بلایا اور اسے ڈانٹا تاریخ میں یہ بھی درج ہے کہ جب ایک یہودی کا جنازہ گزر رہا تھا تو وہ احترام کے نشان کے طور پر کھڑا ہوا تھا

(3) عورتوں کے ساتھ حسن سلوک:

- عورتوں کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ خاص طور پر نہایت شفقت والا تھا اس نے انہیں بے مثال عزت، وقار اور عزت دی اور انہیں اپنی قسمت کا مالک محسوس کیا اس نے ان کے لیے ایک خاص دن مقرر کیا جب وہ ان کے مسائل دریافت کریں گے اور ان کے سوالات کا جواب دیں گے انہوں نے خواتین کو علم حاصل کرنے اور ہر لحاظ سے اپنے خاندان کا مرکز بننے کی ترغیب دی وہ انہیں اپنی بیویوں کے ساتھ بات چیت کرنے کی ترغیب دیتا تاکہ وہ ان سے رہنمائی اور وضاحت طلب کرتے ہوئے سکون محسوس کر سکیں

(4) عام لوگوں کے ساتھ برتاؤ:

- وہ تمام لوگوں سے خواہ وہ مومن ہوں یا غیر مسلم، محض اللہ کی رضا کے لیے نہایت محبت اور شفقت سے پیش آتے تھے جب اس نے لوگوں کی کرپٹ اور ابتر حالت دیکھی تو اس کے دل میں واقعی درد ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی محبت و شفقت نے بدر میں 70 جنگی قیدیوں کو فدیہ وغیرہ کی ادائیگی پر، بنو مصطلق کے سو سے زیادہ، اور جنگ حنین سے چھ سو قیدیوں کو بغیر کسی فدیہ کے آزاد کرایا

- وہ اپنے مشن نبوت سے پہلے بھی اکثر لوگوں کے لیے پریشان اور غمگین رہتے تھے قرآن کریم نے اپنے ہم وطنوں کے لیے ان کے غم کا ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

- ''ہو سکتا ہے کہ تم اپنے آپ کو اس غم میں مار رہے ہو کہ وہ مومن نہ ہو جائیں'' (26:3)

- "اگر وہ اس پیغام پر یقین نہیں کرتے تو شاید تم غم میں ان کے پیچھے پیچھے موت کے گھاٹ اتر جاؤ" (18:6)

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے بہترین وہ ہے جسے دیکھ کر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو جائے (ابن ماجہ)... "اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب عمل اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت ہے" (احمد و ابوداؤد)

(5) یتیموں، مسکینوں اور مسکینوں کے ساتھ حسن سلوک:

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتیموں، مسکینوں اور مسکینوں کے ساتھ غیر معمولی طور پر مہربان اور دوستانہ تھے اور صحابہ کرام کو ان کے ساتھ بہت زیادہ شفقت اور مہربانی کا حکم دیتے تھے

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

- "میں اور ایک یتیم کی کفالت کرنے والا، جنت میں اس طرح اکٹھے داخل ہوں گے" __ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ایک ساتھ اٹھایا اور ان کے درمیان کوئی جگہ نہیں چھوڑی۔ (بخاری)
- ''جو بوڑھی عورتوں اور مسکینوں کے لیے محنت کرتا ہے وہ اللہ کی راہ میں لڑنے والے مجاہد کی طرح ہے، یا اس شخص کی طرح ہے جو کبھی نہ تھکتا ہے، یا اس شخص کی طرح ہے جو روزے رکھتا ہے اور نہ افطار کرتا ہے'' (بخاری و مسلم)۔
- "بدترین کھانا وہ کھانا ہے جو ولیمے میں دیا جاتا ہے جس میں امیر لوگوں کو بلایا جاتا ہے اور جس سے غریب لوگ خارج ہوتے ہیں۔" (بخاری و مسلم)
- ''اللہ میں دو قسم کے کمزوروں کے حقوق کی حفاظت میں ناکامی کو گناہ گار قرار دیتا ہوں: یتیم اور عورت۔'' (نسائی)
- ''مسلمانوں کے گھروں میں سب سے اچھا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو جس کے ساتھ حسن سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کے گھروں میں سب سے برا گھر وہ ہے جس میں کوئی یتیم ہو جس کے ساتھ برا سلوک کیا جاتا ہو'' (ابن ماجہ)۔
- ''اگر کوئی کسی یتیم کو کھانا پینا فراہم کرے گا تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کی مکمل ضمانت دے گا، الا یہ کہ وہ ناقابل معافی گناہ کا ارتکاب کرے'' (شرح السنہ میں منقول)
- اگر ہم قرآن کریم کی بنیادی تعلیم پر غور کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ غیروں کی بھلائی اور ان کی بہتری اس کا سب سے اہم مقصد ہے جیسا کہ درج ذیل سے ظاہر ہوتا ہے:
- ''پس یتیم کے ساتھ سختی نہ کرو اور نہ مانگنے والے کو جھڑکاؤ'' (93:910)
- ''دیکھتے ہو وہ شخص جو دین کا منکر ہے، وہی ہے جو یتیم کو (سختی سے) دھتکارتا ہے اور مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتا۔'' (107:1-3)
- یتیموں اور محتاجوں کے ساتھ حسن سلوک کرو۔ (2:83)
- لیکن اگر تقسیم کے وقت یتیم یا مسکین موجود ہوں تو ان کو (خوشحالی) سے کھانا کھلاؤ اور ان سے احسان اور انصاف کی بات کہو۔ (4:36)
- ''یہ کہ تم یتیموں کے ساتھ انصاف کے لیے ڈٹے رہو، کوئی نیکی ایسا نہیں جو تم کرتے ہو، لیکن اللہ اس سے باخبر ہے'' (4:127)
- یہ بات ذہن نشین رہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود یتیم تھے کیونکہ آپ کے والد آپ کی ولادت سے پہلے ہی فوت ہو چکے تھے، آپ کی والدہ صرف چھ سال کی عمر میں ہی ابدی سکونت کو چلی گئیں اور یہاں تک کہ اگلے محافظ آپ کے دادا بھی اس وقت وفات پا گئے جب آپ کی عمر بمشکل آٹھ سال تھی۔ لہٰذا، وہ شروع ہی سے اچھی طرح جانتا تھا کہ یتیمی کا کیا مطلب ہے اور اگر باپ اور ماں ابتدائی زندگی میں ہی زندہ نہ ہوں تو کس اذیت کا نشانہ بنایا جاتا ہے

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکین کی حالت میں زندہ رکھ، مجھے مسکین کی حالت میں موت دے اور مجھے مسکینوں کے ساتھ زندہ کر۔
- ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال اور حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ سختی کی ہے وہ دونوں غریب ہونے کی وجہ سے اسے جھنجھلاہٹ محسوس ہوئی یہ معلوم ہونے پر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان دونوں کے پاس گئے اور ان سے استغفار کیا۔
- دوسرے موقعوں پر جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ضرورت مند کو تکلیف میں دیکھتے تو مسلمانوں کو اپنے بھائیوں کی مدد کے لیے جمع فرماتے۔
- انہوں نے اس بات کو یقینی بنایا کہ محروم اور خستہ حال افراد کی دیکھ بھال اور بحالی مؤثر طریقے سے کی جائے، دونوں مومنین اپنی انفرادی حیثیت میں اور ریاست ایک اجتماعی ادارے کے طور پر، احسان کے طور پر نہیں بلکہ ایک مذہبی ذمے داری کے طور پر۔

(6) بچوں کے ساتھ برتاؤ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت اور شفقت ضرب المثل تھی۔
- وہ اس قدر قابل غور تھا کہ کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا تو اس خوف سے نماز قصر کر دیتا کہ کہیں ماں کو تکلیف نہ ہو اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ وہ ہمیشہ ذہن میں رکھیں: "اللہ آسانی کا ارادہ رکھتا ہے، اور وہ تمہارے لیے مشکل نہیں کرنا چاہتا۔" (2:185)
- آپ نے کبھی بھی اہل ایمان اور کافر کی اولاد میں فرق نہیں کیا۔ روایت ہے کہ ایک دفعہ کافروں کے کچھ بچے جنگ میں غلطی سے مارے گئے یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت غمگین ہوئے کسی نے عرض کیا: یا رسول اللہ! وہ کافروں کی اولاد تھے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم سے کافروں کے بچے بہتر ہیں، بچوں کو کبھی قتل نہ کرو، کیونکہ ہر بچہ فطرتاً مسلمان پیدا ہوتا ہے
- جب کسی نے اسلام قبول کرنے سے پہلے اپنی بیٹی کے قتل کی خبر دی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے اختیار آنسو بہانے لگے اور بے بس کی طرح رونے لگے
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچوں کے جوان ہونے کے دوران ان کی مناسب حفاظت اور دیکھ بھال پر بہت زور دیا اور جب وہ بالغ ہونے کی عمر کو پہنچ رہے تھے تو ان کی مناسب تعلیم، نظم و ضبط، ذہنی ثقافت اور اخلاقی تربیت پر زور دیا انہوں نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا کہ انسان کا کردار ایک قلعے کی مانند ہے جس میں کوئی بھی نہیں گھس سکتا اس لیے ہر والدین کو شروع سے ہی اپنے بچے کی کردار سازی پر توجہ دینی چاہیے
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی اولاد سے بہت پیار تھا آپ نے ہمیشہ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ اور ان کے بیٹوں حضرت حسن اور حضرت حسین سے خصوصی محبت اور خیال رکھا۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جو مہربان نہیں ہے اس پر رحم نہیں کیا جائے گا۔"
- یہ جاننا کوئی تعجب کی بات نہیں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے عظیم دوست کے طور پر جانے جاتے تھے۔

(7) غلاموں کے ساتھ سلوک:

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غلاموں، نوکروں اور مسکینوں کے نہایت شفیق اور قریبی دوست تھے وہ ان کے ساتھ انتہائی محبت اور شفقت سے پیش آیا اور ہمیشہ ان سے دوستانہ انداز میں بات کرتا تھا

- اس نے اپنے ہی غلام حضرت زید کو آزاد کیا، ان کو اپنا بیٹا بنا لیا اور حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا نکاح قریش کی ایک انتہائی اعلیٰ ترین خاتون سے کیا اسی طرح ایک اور غلام حضرت سالم کی شادی حضرت فاطمہ بنت عتبہ سے ہوئی

- حضرت بلال، ایک حبشی غلام، جس کی رہائی کا انتظام حضرت ابوبکر نے کیا تھا، کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی میں موذن مقرر کیا تھا اسے ان محصولات کا بھی نگران بنایا گیا جو اسلامی ریاست مدینہ کی طرف سے مختلف ذرائع سے حاصل ہوتی تھیں

- قرآن مجید نے غلامی کے بارے میں جو کچھ بھی سکھایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ترجمہ کیا اور اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ غلاموں کا اسلامی معاشرہ کا حصہ اور پارسل کے طور پر مکمل انضمام، ان تمام حقوق اور فوائد سے لطف اندوز ہونا جو آزاد مردوں کو حاصل تھے

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

- ''سنو اور اطاعت کرو، خواہ کشمش جیسا سر والا حبشی غلام تم پر حاکم بنا دیا جائے'' (بخاری)

- ''سب سے افضل صدقہ شفاعت ہے جس کے لیے غلام آزاد کیا جاتا ہے'' (بیہقی ان شعب الایمان)

- ''جس کی لونڈی ہو اور وہ اسے پڑھائے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرے، پھر اسے آزاد کر کے اس سے نکاح کرے تو اسے دوہرا اجر ملے گا (بخاری)

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نصیحت کی کہ وہ ہمیشہ اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ قرآن اس سلسلے میں کیا کہتا ہے:

- اللہ نے آپ کو جو اسباب عطا کیے ہیں ان میں سے آپ انہیں کچھ دیں (24:33)

- ''غلاموں کو آزاد کرنا اللہ کے نزدیک بڑی نیکی ہے'' (90:12-13)

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غلاموں کے بارے میں کس قدر متواضع تھے درج ذیل سے ظاہر ہوتا ہے:

- ''تم (صحابہ) ابھی تک جاہل ہو یہ غلام تمہارے بھائی ہیں، اللہ نے تمہیں ان پر اقتدار دیا ہے، اگر یہ تمہارے مزاج کے موافق نہیں ہیں تو انہیں بیچ ڈالو، مخلوق خدا کو نقصان نہ پہنچاؤ'' (مشق)

- ''جو اپنے غلاموں کے ساتھ برا سلوک کرے گا وہ جنت میں داخل نہیں ہوگا''

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود 63 غلاموں کو آزاد کیا اور اسی طرح آپ کی بیٹی سے صحابہ نے بھی (صفحہ 224، انسائیکلوپیڈیا سیرے والیم VIII، از افضل الرحمن)

- حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اقدامات کا نتیجہ تھا کہ جہاں تک موروثی غلاموں کا تعلق ہے، ان میں سے تقریباً سبھی آزاد ہو چکے تھے، حتیٰ کہ چار راہنما خلفائے راشدین کی خلافت کے خاتمے سے پہلے

(7) مزدوروں کے ساتھ برتاؤ

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کارکنوں کے عظیم دوست تھے اور معاشرہ کی بڑھتی ہوئی دولت اور طاقت میں ان کے تعاون کی ہمیشہ نصیحت اور تعریف فرماتے تھے۔

- وہ اپنے لڑکپن میں خود ایک مزدور رہے تھے اور وہ تمام مصائب اور محرومیوں سے گزرے تھے جن کا محنت کش طبقہ کے لوگوں کو سامنا کرنا پڑتا ہے۔

- وہ تھوڑی سی اجرت پر اہل مکہ کی بھیڑ بکریاں چراتا تھا۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ خندق کی لڑائی میں مسجد نبوی کی تعمیر اور خندق کھودنے میں جسمانی طور پر حصہ لیا۔

- اس نے کبھی بھی یہ پسند نہیں کیا کہ دوسرے لوگ کام کریں جب وہ صرف دیکھ رہا تھا، لیکن ہمیشہ کام کو بانٹنے کو ترجیح دی۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ اپنے صحابہ کو قرآن مجید کی روشنی میں انسانی محنت کو بلند مقام دینے کی ہدایت کی:

- ''انسان کے لیے کچھ نہیں مگر وہ جس کے لیے وہ کوشش کرتا ہے'' (80:39)

- "جو لوگ تلاش اور کوشش کرتے ہیں ان کے لیے ایک یقینی حصہ ہے" (41:10)

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مزدوروں کے جائز حقوق کے تحفظ کے لیے ایک ضابطہ اخلاق مرتب کیا جو درج ذیل ہے۔

- طویل اور مسلسل کاموں کی ممانعت تھی۔

- کام کارکن کے لیے بھاری یا ناقابل برداشت نہیں ہونا چاہیے۔ اگر بھاری ہو تو آجر کو ہدایت کی گئی کہ وہ نوکر کو ہاتھ دے یا اس کا بوجھ ہلکا کرے۔

- اجرت کام ختم ہونے کے فوراً بعد یا کام کی مدت کے اختتام پر ادا کی جانی چاہیے۔

- آجر کو کارکن پر کسی قسم کی جسمانی سزا دینے سے منع کیا گیا تھا۔

- آجر سے کہا گیا کہ وہ ادا کی جانے والی اجرت کی مقدار کے سلسلے میں فراخدلی کا مظاہرہ کرے۔

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت کے حالات میں محنت کے وقار اور ان کے معیار زندگی کو بلند کرنے کی ہر ممکن کوشش کی۔ ان تمام سماجی اور معاشی اصلاحات کا بنیادی مقصد لوگوں کو یہ باور کرانا تھا کہ محنت کش طبقہ معاشرہ کی ریڑھ کی ہڈی ہے اور اس کے ساتھ انسانیت اور باوقار طریقہ سے پیش آنے کی ضرورت ہے جیسا کہ جاہلیہ دور میں اسے سامنا کرنا پڑا۔

(8) جانوروں کے ساتھ برتاؤ:

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانوروں کے ساتھ بہت مہربان اور نرم مزاج تھے اور اس بات کا بہت خیال رکھتے تھے کہ انہیں مناسب طریقہ سے کھانا کھلایا جائے، وقفہ وقفہ سے پانی فراہم کیا جائے اور زیادہ دیر تک کام نہ کیا جائے۔

- وہ ہر قسم کے پرندوں کا بھی بہت خیال رکھتے تھے اور اپنے ساتھیوں کو یہ سکھاتے تھے کہ حشرات الارض کی رہائش گاہوں کو بھی پریشان نہ کریں اور نہ ہی تباہ کریں۔

- اس نے اپنے صحابہ کو یہ بتانے کے لیے ذاتی مثال قائم کی کہ جانوروں کو کس طرح قناعت کی حالت میں رکھنا چاہیے۔

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

"کسی جاندار کو ہدف کے طور پر استعمال نہ کریں" (مسلم)

''اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ ہر کام اچھے طریقے سے کیا جائے، لہٰذا جب تم قتل کرو تو بے درد طریقے استعمال کرو، جب تم کسی جانور کا گلا کاٹتے ہو تو اپنی چھری کو تیز کرلو تاکہ جانور کو زیادہ سے زیادہ تکلیف ہو'' (بخاری و مسلم)

''اگر کوئی چڑیا یا اس سے بڑی چیز کو ناحق مارے تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کے مارنے کے بارے میں سوال کرے گا'' یہ پوچھے جانے پر کہ ایسا کرنے کا صحیح طریقہ کیا ہے تو اس نے جواب دیا: "اس کا گلا کاٹ کر کھا لینا، لیکن اس کا سر کاٹ کر پھینک دینا نہیں" (احمد، نسائی اور دارمی)

"جب تم پہاڑ سے اترو تو اس سے پہلے کہ تم کوئی اور کام کرو اس کی زین کو اتار دو"

''جب تم زرخیز ملک میں سفر کرو تو جانوروں کو ان کا حق ادا کرو اور جب قحط کے وقت سفر کرو تو انہیں جلدی سے (بھوک سے بچنے کے لیے) روانہ کرو'' (ابوداؤد)

"ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے جہنم میں سزا دی گئی جسے اس نے مرتے دم تک قید کر رکھا تھا، اس نے اسے قید کرتے وقت کبھی کھانے پینے کو نہیں دیا اور نہ ہی اسے آزاد کیا تاکہ وہ زمین کے کیڑے کھا لے" (بخاری ومسلم)

"ایک آدمی ایک کنویں کے قریب پہنچا، اس کے اندر اتر کر سیر ہو کر پیا، کنویں کے باہر ایک کتا تھا جو شدید پیاس سے ہانپ رہا تھا، اس آدمی کو اس پر رحم آیا تو اس نے اپنا ایک جوتا اتار کر اس میں پانی بھرا اور پیاس بجھانے کے لیے اسے کتے کے حوالے کر دیا، اللہ تعالیٰ نے اس شخص سے راضی ہو کر اس شخص کو جنت میں داخل کر دیا" (بخاری ومسلم)

- یہ تمام احادیث تمام جانداروں، جانوروں، کیڑے مکوڑوں اور پرندوں کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عمومی فکر کو ظاہر کرتی ہیں

سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا حصہ چار باب 14

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تحت حکومت اور معاشرہ

اسلامی ریاست مدینہ کی ساخت اور نوعیت:

- ریاست کا سب سے بڑا حکمران اللہ تھا
- اللہ کے قوانین اعلیٰ تھے
- اسلامی ریاست کے انتظامی، سیاسی، عدالتی، قانون سازی، فوجی اور روحانی سربراہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خارجہ پالیسی اور تعلقات کا بھی تعین کیا
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ کے احکام سے حکومت کی اگر قرآن کسی معاملہ پر خاموش تھا تو وہ اپنا فیصلہ خود استعمال کرتا تھا
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ان کے قریبی پیروکاروں نے حکمرانی میں مدد فراہم کی، جن سے وہ ہمیشہ اپنے طور پر کوئی فیصلہ کرنے سے پہلے مشورہ کرتے تھے البتہ اگر فیصلہ قرآن کے مطابق ہوتا تو کسی سے مشورہ نہیں کیا
- اسلامی ریاست کو امت یا "تمام مسلمانوں کی قوم اور بھائی چارہ" کہا جاتا تھا
- امت ایک قسم کا 'سپر قبیلہ' تھا، جو قبائل پر مشتمل انتظامیہ کی بنیادی اکائی ہے

مسجد نبوی:

- مسجد نبوی مدینہ کا مرکزی مقام تھا
- یہاں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم ریاست کے تمام کام کو سنبھالتے تھے
- یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار تھا
- اس مسجد میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نماز پڑھائی
- مسجد نبوی میں مختلف رجسٹرار محصولات کا ریکارڈ رکھتے تھے، بادشاہوں اور سرداروں کے نام خطوط تیار کرتے تھے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر ثبت کرتے تھے

قبائلی اور صوبائی حکومت:

- قبائل کافی خودمختار تھے اور ان کے سرداروں کی حکومت تھی
- مختلف اساتذہ اور زکوٰۃ جمع کرنے والوں نے چیف کی مدد کی
- یمن جیسے دور دراز مقامات پر گورنر مقرر کیے گئے
- ایک صوبہ کا ولی تھا :

I) کسی صوبہ کا گورنر
II) نماز کا امام
III) فوجی کمانڈر

IV) جج

V) ایڈمنسٹریٹر (صوبہ کا سی ای او)

- ولی کے فرائض انتظامیہ، اسلام کی ترویج، امن قائم کرنا اور ٹیکس وصول کرنا تھے
- ایک قبائلی علاقہ کا عامل زکوٰۃ، صدقہ اور خیرات وغیرہ جمع کرتا تھا ، وہ ریونیو کلکٹر تھا
- قاضی دور دراز علاقوں اور صوبوں کے قاضی تھے ۔ وہ ولی سے آزاد تھے، مثلاً حضرت علی اور حضرت معاذ بن جبل قاضی تھے
- قاضیوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ مقدمات کا فیصلہ قرآن ، پھر سنت ، پھر اجماع اور آخر میں اجتہاد کے مطابق کریں ۔

ریاست کا محصولاتی نظام:

ٹیکس	ٹیکس دینے والا	شرح	فائدہ اٹھانے والے
زکوٰۃ اور صدقہ	تمام مسلمان	زمینوں اور مویشیوں کی پیداوار کا ڈھائی فیصد دیگر کے علاوہ	غریب، یتیم، بیوہ
جزیہ	غیر مسلم	ہر بالغ مرد کی طرف سے مدینہ جزیہ دینے والے قبیلہ یا قوم کی حفاظت کرتا تھا	سال میں ایک دینار
خاراج	غیر مسلم زمیندار	زمین کی پیداوار کا آدھا حصہ	غریب اور نادار، مسلمان سپاہیوں کے لیے سامان
خمس	جنگی غنیمت کا 1/5 واں حصہ کو دیا گیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم		محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور ان کے رشتہ داروں، غریبوں اور محتاجوں کو دیا اور امت مسلمہ کی عمومی بھلائی کے لیے خرچ کیا
الف	زمینیں فتح کیں مسلمانوں کی	ان کی پوری پیداوار	محمد کو دیا ۔ زمینوں کے ذریعے مثلاً فدک

ملٹری سیٹ اپ:

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کمانڈر انچیف تھے
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی مہم کے لیے کمانڈر مقرر کیے یا خود اس کی قیادت کی
- مسلمان فوجی سخت نظم و ضبط کے تھے

- انہوں نے انتہائی اخلاقی ضابطہ اخلاق کو برقرار رکھا۔
- مسلم افواج پیادہ، گھڑ سوار اور تیر اندازوں پر مشتمل تھیں۔
- جنگ میں حصہ لینے والے قبائل کمان کی بنیادی اکائی تھے اور اپنے اپنے سردار کے ماتحت لڑتے تھے۔

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے جب خود فوج کی قیادت کی تو اپنی افواج کو انتہائی احتیاط سے ترتیب دیا اور اپنے کمانڈر کو ہدایت کی کہ کس طرح اور کب دفاع یا پیش قدمی کرنی ہے۔

<u>تعلیمی نظام:</u>

- اگرچہ خود ان پڑھ تھے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم تعلیم کے پرجوش حامی تھے:

علم حاصل کرو چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔ "علماء کی سیاہی شہداء کے خون سے زیادہ مقدس ہے۔"

- اسلام سے پہلے مکہ یا طائف جیسے شہروں سے باہر صرف چند مکاتب موجود تھے۔
- قریش کے اکثر لوگ اپنے تجارتی معاملات کے تقاضوں کی وجہ سے پڑھنا لکھنا جانتے تھے۔
- جنگ بدر کے پڑھے لکھے قیدیوں کو 10 مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو پڑھانے کے بعد آزاد کر دیا گیا۔
- اس واقعے کے بعد مدینے میں خواندگی تیزی سے پھیل گئی۔
- مساجد میں مدارس کھلانے والے مدارس قائم ہوئے۔
- یہاں پر لڑکوں اور لڑکیوں کو عربی میں لکھنا پڑھنا، خطاطی اور ابتدائی تعلیم کے ہنر سکھائے جاتے تھے۔
- لڑکوں کی جسمانی تعلیم اور تربیت پر بہت زور دیا گیا۔
- اعلیٰ تعلیم جامعات میں حاصل کی جیسے ادارہ صفا نزد مسجد نبوی وغیرہ۔
- طلباء نے جغرافیہ، طبیعیات وغیرہ اور غیر ملکی زبانوں کا مطالعہ کیا۔
- بہت سے لوگوں نے حفاظ بن کر دل سے قرآن سیکھا وہ عموماً دور دراز قبائل میں بطور استاد تعینات ہوتے تھے۔
- اساتذہ کو سب سے زیادہ عزت دی گئی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کارنامے

1. دور جاہلیت کو ختم کر دیا اس طرح اس نے غلیظ امیروں اور غریبوں کو برابر کے برابر کر دیا وہ انصاف، انصاف، مساوات، اخوت اور بھائی چارے کے علمبردار تھے اس نے اس دور کے بگڑے ہوئے اخلاق کا خاتمہ کیا

2. عرب کی شہری کاری کا آغاز: رفتہ رفتہ، مسلمانوں کے دور حکومت میں، خانہ بدوشوں نے فن، ثقافت یا سائنس کے بغیر شکاری اور چرواہے کے طور پر گھومنے کے بجائے، مہذب شہروں میں رہنا شروع کیا

3. عرب قبائل کو ایک واحد وجود میں متحد کیا: محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد، لوگوں نے ایک قبیلے کے بجائے ریاست کی بیعت کی اس طرح امت مسلمہ کی تشکیل ہوئی عرب ایک حکومت کے تحت تجارت وغیرہ کے لیے محفوظ جگہ بن گیا

4. اسلام کا استحکام: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دین کو مستحکم کرنے اور تبلیغ کرنے کے لیے عرب کے چاروں کونوں میں متعدد لڑائیاں لڑیں ہجرت کے ذریعے، اس نے اور ان کے پیروکاروں نے آخری قربانی دی اور مدینے کی مثالی اسلامی فلاحی ریاست بنائی

5. عرب لوگوں کی تبدیلی: عربوں کے وحشیانہ جذبے کو آگے بڑھایا اور انہیں قریب کے وحشیوں سے سائنسدانوں، فنکاروں، فلسفیوں اور عالموں میں تبدیل کیا

6. اس نے ناخواندہ، غیر مہذب اور وحشی عربوں کو ایک ایسی مضبوط قوت بنایا جس نے بہت کم وقت میں رومی اور فارس کی غالب سلطنتوں کو تہس نہس کر کے امت مسلمہ کو دنیا کے ہر فرد کے لیے قابل رشک بنا دیا

7. وہ دنیا کو "انسانی حقوق کا چارٹر" دینے والے پہلے شخص تھے جو آج تک تمام جہتوں اور لحاظ سے اچھے ہیں

8. حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنگ کے اصول وضع کیے جو عالمی سطح پر بین الاقوامی قانون میں مزید تشریح اور اطلاق کی بنیاد بن گئے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت پہلی اسلامی ریاست مدینہ کے دیگر ریاستوں کے ساتھ تعلقات

A. بقائے باہمی اور عدم جارحیت کی پالیسی:

- چونکہ اسلام تمام بنی نوع انسان کے لیے امن، محبت اور مہربانی کا مذہب ہے، اس لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع ہی سے ہمسایہ ریاستوں اور قبائل کے ساتھ پرامن بقائے باہمی کو یقینی بنانے کے لیے اپنی سطح پر پوری کوشش کی۔ ریاست مدینہ نے دوسروں کے معاملات میں عدم مداخلت کی پالیسی پر سختی سے عمل کیا اور کبھی بھی دوسری ریاستوں، قبائل یا گروہوں کے خلاف دشمنی یا جارحیت کا آغاز نہیں کیا۔
- مسلمانوں اور قریش کے درمیان جو کچھ بھی ہوا وہ خالصتاً مکہ کے سرداروں کی طرف سے دشمنی اور مخاصمانہ رویہ کا نتیجہ تھا جو مسلمانوں کو اس روئے زمین سے کسی نے کسی طرح مٹانے پر تلے ہوئے تھے۔ بدر، احد اور خندق کی دشمنیوں کا آغاز انہوں نے ہی کیا تھا نہ کہ مدینہ کے مسلمانوں نے جو پوری طرح اپنی بقا کی دفاعی جنگ لڑ رہے تھے۔

B. معاہدوں، معاہدوں اور معاہدوں کا احترام:

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف امن عمل کا آغاز کیا بلکہ ان معاہدوں، معاہدوں یا معاہدوں کو بھی نہایت دیانتداری سے ادا کیا جن پر ریاست مدینہ نے دوسروں کے ساتھ دستخط کیے تھے۔ اس کی سب سے واضح مثال معاہدہ حدیبیہ کی ہے جس پر ابھی دونوں فریقین دستخط کے مراحل میں تھے لیکن جیسا کہ اس پر زبانی اتفاق ہو چکا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوجندل کو مکہ سے ان کے ولی کے پاس واپس کر دیا حالانکہ نے تو وہ شرعی طور پر ایسا کرنے کے پابند تھے اور نہ ہی ان کے صحابہ میں سے کوئی اس پر راضی تھا۔ اسی طرح دوسرے معاہدوں کے بارے میں بھی سچ ہے۔ تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ مسلمانوں نے خیبر کے یہودیوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا تھا اس کا احترام کیا اور کھجوروں اور پھلوں کی آدھی پیداوار پر راضی رہے حالانکہ یہ علاقہ اتنا مالدار تھا کہ دشمنوں کے پاس نہ رہ سکے۔
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب اور ریاست کے ذمہ داران کو نصیحت کی کہ اس سلسلے میں اللہ تعالیٰ کے احکامات کو ہمیشہ یاد رکھیں۔
- "اے ایمان والو فرائض کو پورا کرو۔" (5:1)
- ''اور عہد کو پورا کرو کیونکہ عہد کی باز پرس ہوگی۔'' (17:34)
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔
- "جو بھی اپنے عہد کو توڑتا ہے اس کے لیے قیامت کے دن جھنڈا ہو گا، اور کہا جائے گا: "یہ فلاں کی خیانت ہے۔" (مسلم)

- اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں قیامت کے دن تین لوگوں سے جھگڑوں گا: ایک وہ شخص جس نے میرے نام سے عہد کیا اور پھر اسے توڑ دیا، وہ شخص جس نے کسی آزاد کو بیچ کر اس کی قیمت کھا لی، اور وہ شخص جس نے کسی مزدور کو کام پر رکھا اور اس کا پورا پورا پورا پورا لینے کے بعد اسے اس کی اجرت نہ دی (البخاری)
- ''جس میں یہ چار خصلتیں ہوں وہ منافق ہے اور جس میں ان میں سے کوئی ایک بھی ہو اس میں نفاق کی ایک خصلت ہے یہاں تک کہ وہ اسے چھوڑ دے: جب اس کے پاس کوئی چیز رکھی جائے تو وہ خیانت کرتا ہے، جب وہ بولتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے، جب وہ عہد کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی کرتا ہے، اور جب وہ اس کی خلاف ورزی کرتا ہے طریقے" (بخاری ومسلم)

C. غیر ملکی سفیروں، معززین اور وفود کا مکمل احترام اور احترام کرنا:

- ریاست مدینہ ہمیشہ غیر ملکی معززین کے ساتھ پوری عزت سے پیش آتی تھی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عموماً مسجد نبوی میں غیر ملکی زائرین کو ٹھہرایا کرتے تھے اور ذاتی طور پر اس بات کو یقینی بناتے تھے کہ ان کی اور ان کے سواروں کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جائے۔ ایک بھی مثال ایسی نہیں ہے جہاں کسی معزز شخص کے ساتھ بدسلوکی کی گئی ہو یا اسے کم پروٹوکول اور احترام دیا گیا ہو جس کا وہ اس وقت کے مروجہ اصولوں کے تحت حقدار ہو حتیٰ کہ جب اسلام کا سخت ترین دشمن ابو سفیان اپنے فریق کی طرف سے حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کے بعد مدینہ آیا تو اس کی نہ تو کسی نے توہین کی اور نہ ہی اس کی تذلیل کی۔ مسلمانوں نے صرف یہ کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی سفارش نہ کی جائے اور نہ ہی کسی اور طریقے سے آپ کے مقصد سے ہمدردی کا اظہار کیا جائے۔
- دوسری طرف، مروجہ اصولوں کے خلاف، شہنشاہ فارس چسرو نے اس خط کو پھاڑ ڈالا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلام قبول کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا جب کہ بصرہ الشام کے حکمران، شورابیل بن عمرو الغسانی، خط کو قتل کرنے کی حد تک چلے گئے تھے۔

D. جنگ کے نئے اصول اور قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک:

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام کو ہدایت کی کہ انتہائی تکلیف دہ حالات میں بھی انتقام اور تکبر کا مظاہرہ نہ کریں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں پر قائم رہنے کی کوشش کریں۔ لہٰذا مسلمانوں نے اپنے دشمنوں کے ساتھ کھلی جنگوں میں کبھی بھی الم تنصیبات، فصلوں اور پھلوں کے درختوں کو تباہ نہیں کیا اور نہ ہی بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کو قتل کیا۔ انہوں نے جنگی قیدیوں کے ساتھ سلوک اور رہائی کے نئے معیارات بھی قائم کیے۔ مثال کے طور پر جنگ بدر کے تمام قیدیوں کے ساتھ بہترین سلوک کیا گیا۔ جو لوگ استطاعت رکھتے تھے انہیں تاوان کی ادائیگی کے بعد رہا کر دیا گیا۔ غریبوں اور بوڑھوں کو بغیر کسی تاوان کے آزادی کی اجازت دی گئی جبکہ جو پڑھ لکھ سکتے تھے انہیں ایک مقررہ وقت کے بعد رہائی کا اختیار دیا گیا بشرطیکہ وہ ہر دس مسلمان بچوں کو پڑھائیں۔ یہ عرب میں ایک نئی اور انوکھی چیز تھی کیونکہ اس وقت تک قیدیوں کو یا تو پکڑنے کے بعد فوراً قتل کر دیا جاتا تھا یا قید کے دوران انتہائی غیر انسانی سلوک کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔

E. فتح میں سخاوت اور مہربانی کے نئے پیرامیٹرز:

- عرب میں یہ معمول کی بات تھی اگر نسل در نسل انتقامی جنگ جاری رہتی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فتح مکہ کے وقت عربوں کو دوسری انتہا یعنی بدترین دشمنوں سمیت سب کو عام معافی دکھائی۔ اس کے فاتح کیمپ میں ایک متفقہ احساس کے برعکس اعلیٰ انسانی مہربانی اور نرمی کی اس نمائش نے نہ صرف تمام قریش کو اسلام کے دائرہ میں لا کھڑا کیا بلکہ دونوں فریقوں کے درمیان انتقام کی اس آگ کو بھی بجھا دیا جو بصورت دیگر کئی دہائیوں تک جاری رہ سکتی تھی۔

F. طاقت اور طاقت کا قطعی شو جہاں ضمانت دی گئی ہے:

- بلاشبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پالیسیوں کا زور پرامن بقائے باہمی اور دوسروں کے خلاف عدم جارحیت تھا لیکن اگر جنگ ناگزیر ہو گئی جیسا کہ مکہ والوں، خیبر کے یہودیوں اور بازنطینی سلطنت کے رومیوں کے معاملہ میں ہوئی تھی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوری قوت، عزم اور ہمت کے ساتھ ان پر حملہ کیا کہ یا تو انہوں نے اتنی ہمت اور بہادری کا مظاہرہ کیا . اس نے ایسا ہی کیا جب بھی اسے کوئی مصدقہ اطلاع ملی کہ فلاں قبیلہ یا ریاست مدینہ پر حملہ کرنے کے لیے اپنی افواج کو متحرک کر رہی ہے

(جی) نٹ شیل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پالیسی اختیار کی وہ یہ تھی کہ مدینہ کے آس پاس کی تمام ریاستوں اور قبائل کے ساتھ برابری، انصاف اور ایک دوسرے کے معاملات میں عدم مداخلت پر مبنی دوستانہ تعلقات ہوں اور اچھے پڑوسیوں کی طرح امن سے رہیں۔

ام المومنین

(1) حضرت خدیجہ بنت خویلد

تعارف:

- بچپن میں بھی حضرت خدیجہ اپنی پرہیزگاری اور شخصیت و کردار کی عظیم عنایات کی وجہ سے مشہور تھیں۔
- ان کے والد خویلد بن اسد تھے۔
- ان کی والدہ فاطمہ بنت زید تھیں۔

پہلی شادی:

- ان کی پہلی شادی ابو ہالہ بن زرارہ سے ہوئی۔
- اس شادی سے اس نے اپنے شوہر سے دو بیٹے پیدا کیے:
  (1) ہالہ
  (2) ہند
- اس لیے انہیں ام ہند کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔

دوسری شادی:

- اپنے پہلے شوہر کی وفات کے بعد اس نے عتیق بن عید مخزومی سے شادی کی۔
- اس شادی سے ان کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ہند تھا۔

حضرت خدیجہ کا کردار:

- بیوہ ہونے کے ناطے حضرت خدیجہ نے پاکیزہ زندگی گزاری وہ خانہ کعبہ میں جا کر باقاعدگی سے نماز پڑھتی تھیں۔
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا مکہ کی سب سے امیر، شریف اور معزز خواتین میں سے تھیں۔
- اس نے مذاہب کا تقابلی مطالعہ کیا تھا اور اس کی بنیاد عیسائی اور یہودی صحیفوں میں تھی۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تجارتی شراکت داری:

- حضرت خدیجہ کے والد فجر کی جنگ میں فوت ہو گئے تھے اور ان کے لیے بہت بڑا مال چھوڑ گئے تھے۔
- اسے ایک آدمی کی ضرورت تھی جو اپنے تجارتی قافلوں کو شام لے جائے اور اس کے لیے منافع کمائے۔

- اس کی تجارت کی حد: اس کے قافلے ایک طرف تھے اور باقی مکے دوسری طرف
- قریش کے بہت سے سرداروں نے اس کام کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش کی
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خدیجہ کے قافلے کو شام جانے پر رضامندی ظاہر کی اس سفر سے نصف منافع ملے گا
- شروع ہوا جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 22 سال تھی
- شام کے سفر میں خدیجہ کی لونڈی میسرہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھی
- یہ سفر شاندار کامیابی سے ہمکنار ہوا
- مکے واپسی پر، میسرہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فضائل اور تجارت کی مہارت کی بہت تعریف کی

<u>محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی شادی:</u>

- آہستہ آہستہ حضرت خدیجہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کردار اور تقویٰ سے زیادہ متاثر ہوئیں جب وہ 25 سال کے تھے تو اس نے اپنے چچا ابو طالب کو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے لیے شادی کی تجویز بھیجی
- اپنے بزرگوں سے مشورے کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رضامندی ظاہر کی اور حضرت خدیجہ سے شادی کی
- اس وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 25 سال تھی اور حضرت خدیجہ کی عمر 40 سال تھی
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اس نکاح کی اہمیت:
- اس شادی نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مالی پریشانیوں سے نجات دلائی اور آخرکار وہ اپنا وقت مراقبے کے لیے وقف کرنے میں کامیاب ہوگئے
- حضرت خدیجہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک متقی، محبت کرنے والا اور سمجھنے والا ساتھی ملا
- اس شادی نے حضرت خدیجہ کو سب سے زیادہ خوشی دی
- اس نے اپنی محبت بھری صحبت اور اپنی بڑی خوش قسمتی کو محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اختیار میں رکھا
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی بہت خوش ہوئے اپنے بعد کے سالوں میں، اس نے حضرت خدیجہ کے ساتھ پیشن گوئی کے ان دنوں کو اپنی زندگی کا سب سے خوشگوار شمار کیا

<u>حضرت خدیجہ بطور معاون محمد صلی اللہ علیہ وسلم:</u>

- جب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جبریل علیہ السلام سے پہلی بار جبریل علیہ السلام کو حرا پر ملے تو وہ لرز گئے اور ڈر گئے
- اس نازک وقت میں حضرت خدیجہ کے حوصلہ افزا اور تسلی بخش الفاظ نے بہت مدد کی

- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ان کی محبت اس حقیقت سے ظاہر ہوتی ہے کہ جس رات آپ کو نبی بنایا گیا تھا وہ رات نہیں سوئی تھیں، بلکہ ساری دعائیں مانگتی رہیں۔
- اگلے دن وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے چچا زاد بھائی ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں۔
- واپسی پر، محمد (ص) کی نبوت پر یقین رکھتے ہوئے، اس نے ان کے مشن پر اپنے ایمان کا اعلان کیا۔
- چنانچہ حضرت خدیجہ پہلی مرتبہ اسلام قبول کرنے والی تھیں۔
- اعلانِ نبوت کے بعد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر طرف سے مشرکوں نے محاصرہ کر لیا۔
- مکہ مکرمہ میں ان ایام میں حضرت خدیجہ نے اپنے اثر و رسوخ اور حوصلہ افزائی اور غیر متزلزل حمایت سے اپنے شوہر کی مالی مدد کی ۔

<u>محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی اولاد:</u>

I. حضرت قاسم
II. حضرت طاہر عرف عبداللہ
III. حضرت زینب
IV. حضرت رقیہ
V. حضرت ام کلثوم ششم حضرت فاطمہ

<u>حضرت خدیجہ کی وفات:</u>

- حضرت خدیجہ کا انتقال ہجرت سے تین سال قبل 11 رمضان المبارک کو ہوا۔
- انتقال کے وقت ان کی عمر 65 برس تھی۔
- ان کی موت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا تھا اور اچانک ان کے لیے سب کچھ تاریک اور مایوس کن معلوم ہوا۔

<u>حضرت خدیجہ کے لیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شکر اور محبت:</u>

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ کو کبھی فراموش نہیں کیا اور ان کی وفات کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی حمایت اور محبت کو یاد رکھا۔
- جب تک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا زندہ تھیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی دوسری عورت سے شادی نہیں کی۔
- حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جانور ذبح کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ ان عورتوں کے لیے ایک حصہ بھیجا جو حضرت خدیجہ کی دوست تھیں۔
- ایک مرتبہ حضرت عائشہ نے حضرت خدیجہ سے حسد کا اظہار کیا جواب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس نے ایک ایسے وقت میں میرے مشن کی تعریف کی جب سب اس کے خلاف چیخ رہے تھے اور مجھے اس کے یقین کا سہارا دیا جب شاید ہی کوئی مومن ہو۔

اس نے میری زندگی کو اس وقت روشن کر دیا جب میں پریشانی سے دوچار تھا
اور اس کے دل کے سیلابی دروازے کھول دیے جب میں نے تنہا اور ویران محسوس کیا

کچھ دیر بعد فرمایا:

خدیجہ کی محبت اللہ نے مجھے دی ہے
"دنیا کی شریف ترین عورتیں مریم اور خدیجہ ہیں"

(2) حضرت سودہ بنت زمعہ

- پہلی خاتون جو حضرت خدیجہ کی رحلت کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں داخل ہوئیں
- فرمانبردار اور وفادار، سادہ اور بے لوث
- وہ سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھیں اور انہیں دو بار ہجرت کرنے کا اعزاز بھی حاصل تھا، حبشہ اور پھر مدینہ منورہ ان کی زندگی تمام مسلم خواتین کے لیے مشعل راہ ہے • اس کی والدہ کا تعلق قبیلہ بنو نجار سے تھا جو قریش کی ایک شاخ تھی
- ان کے والد بھی قریش کی ایک شاخ بنو عامر بن لوئی سے تھے
- ان کی شادی پہلے اپنے چچا زاد بھائی سکرم بن عمار سے ہوئی اور پھر ان کی وفات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی
- ان کے شوہر کے تمام بھائیوں حرات سہیل، حرت سہیل، حرات حاطب اور حرات سلیت کو صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا
- ہجرت کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں مقیم تھے تو آپ نے حضرت زید بن حارث اور حضرت ابو رافعہ کو چند اونٹوں اور 500 درہموں کے ساتھ مکہ بھیجا کہ وہ اپنے خاندان کے تمام افراد کو لے آئیں چنانچہ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں کے ساتھ مدینہ منورہ آئیں
- حضرت سودہ ایک لمبے قد اور تندرست خاتون تھیں جن میں حس مزاح تھی اس کی تعمیر کی وجہ سے وہ آہستہ آہستہ چلتی تھیں اور جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج پر جاتی تھیں تو انہوں نے ہجوم سے بچنے کے لیے پہلے مزدلفہ جانے کی خصوصی اجازت لی تھی
- حضرت سودہ نہایت سخی، سادہ اور پرہیزگار اور فرض شناسی اور فرمانبرداری کی وجہ سے ممتاز تھیں
- وہ ایک متقی انسان تھیں اور نماز کے اوقات کے بارے میں بہت پابند تھیں وہ دینی معاملات کا بخوبی علم رکھتی تھیں ان سے پانچ مستند احادیث منسوب ہیں
- وہ 80 سال کی عمر تک زندہ رہیں اور حضرت عمر بن خطاب کے دور خلافت میں انتقال کر گئیں
- حضرت عائشہ نے ان کے بارے میں فرمایا:
- ''میں نہیں چاہتا تھا کہ سوائے سودہ بنت زمعہ کے کسی عورت کو دیکھوں اگر میں اس کے کنکال میں ہوتا''

(3) حضرت عائشہ ؓ بنت حضرت ابوبکرؓ

- حضرت عائشہؓ ہجرت سے 8-9 سال پہلے مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔
- آپ کے والد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے۔
- ان کی والدہ زینب بنت عامر تھیں۔
- حضرت خدیجہ کی وفات کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قرار تھے۔ کسی نے اسے دوبارہ شادی کرنے کا خیال پیش کیا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نکاح اس وقت ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
  عائشہ کم از کم 14 سال کی تھیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کی رسائی کسی اور سے زیادہ تھی۔
- وہ ذہین، تیز فہم، مذہبی اور تاریخی معاملات کی اچھی طرح باخبر تھیں کیونکہ اس نے نبوت کے چشمہ سے الہامی علم و حکمت کو اپنے اندر سمویا تھا۔
- اس کا اپارٹمنٹ وہ مرکز تھا جہاں اللہ کی رحمت سے آیات نازل ہوئیں۔ یوں انہیں ''اسلام کی خواتین کا افق'' کا خطاب دیا گیا۔
- وہ بہت بڑے دل والے اور رحم دل تھے۔ ایک موقع پر، ایک نشست میں، اس نے 70,000 درہم دے دیے اور دوسرے میں 1,00,000 درہم شام سے بھیجے۔
- وہ معمولی، پاکیزہ، پرہیزگار اور انتہائی نرم دل تھیں۔
- جبرائیل علیہ السلام نے انہیں خصوصی طور پر سلام کیا اور ان کی زندگی میں ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں جنت میں داخل ہونے کی خوشخبری سنائی۔
- چونکہ وہ ایک گہری اور استفسار کرنے والا ذہن رکھتی تھی اس لیے اس نے احادیث اور آیات کے مفہوم کو گہرائی سے کھود لیا۔
- وہ سینکڑوں روایات کو بھی دل سے یاد رکھتی ہیں اور اس طرح احادیث کے راویوں میں ان کا درجہ بلند ہے۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی کوششوں سے قرآن اور سنت کے درمیان اختلافی نکات بھی دور ہو گئے۔
- اس نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی احادیث کا بھی جائزہ لیا جو لوگ ان کے پاس تصدیق کے لیے لائے تھے۔
- ان سے تقریباً 2,210 روایات نقل ہوئی ہیں۔
- وحی الٰہی کے مطابق حضرت عائشہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد دوسری شادی نہیں کی۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بہت صدقہ کرنے والی تھیں اور اپنا زیادہ تر مال صدقہ کر دیتی تھیں۔
- آپ کی وفات 17 رمضان المبارک 58 ہجری کو ہوئی۔

وہ مدینہ منورہ میں جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

(4) حضرت حفصہ ؓ بنت حضرت عمر

- ایک دن جبرائیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور حفصہ کے بارے میں بیان کیا کہ وہ اکثر روزے رکھتی ہیں اور عبادت کرنے والی خاتون ہیں اور وہ جنت میں بھی آپ کی بیوی ہوں گی۔
- حضرت حفصہ ؓ حضرت عمر فاروق کی صاحبزادی تھیں وہ ایک انتہائی متقی مذہبی خاتون تھیں جو اپنا وقت زیادہ تر نماز اور روزے میں صرف کرتی تھیں وہ اسلام کی پرجوش پیروکار ہونے کے ساتھ ساتھ ایک بہترین مصنفہ اور خطیب تھیں۔
- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا میں ایسی اعلیٰ صفات اور ایسی ملنسار طبیعت تھی کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں سے صرف وہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے موازنہ کر سکتی ہیں۔
- حضرت حفصہ کی پہلی شادی حذیفہ کے بیٹے خنیس سے ہوئی وہ اپنے والدین اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوگئیں وہ ان لوگوں میں سے تھیں جنہوں نے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی اور پھر مدینہ منورہ آگئیں اس کا شوہر جنگ احد میں مارا گیا عدت ختم ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان کے قبیلے کے ساتھ تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے ان سے شادی کی۔
- حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا انتقال 59 سال کی عمر میں 45 ویں سال ہجرت کے بعد ہوا۔
حضرت معاویہ ؓ ان کی نماز جنازہ مدینہ کے گورنر مروان بن حکم نے پڑھائی اور انہیں جنت البقیع میں حضرت ابوہریرہ ؓ اور حضرت ابو سعید خدری جیسے نامور صحابیوں کے سپرد خاک کیا۔
- قرآن مجید کی درج ذیل آیت مومنین کی اس عظیم ماں کے لیے موزوں وصف کا اظہار کرتی ہے:
- ''بے شک پرہیزگار باغوں اور نہروں (جنت) کے بیچ میں ہوں گے، حق کے مقام پر، قادر مطلق کے پاس۔'' (54:54-55)
- جیسا کہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے انہیں مذہبی اور دیگر متعلقہ موضوعات میں تعلیم دی تھی، اس لیے وہ ایک ممتاز استاد، رہنما اور پیچیدہ فقہی امور کی اتھارٹی بن چکی تھیں وہ قرآن پاک کے اصل نسخے کی بھی نگران تھیں جسے حضرت زید بن ثابت نے خلیفہ اول حضرت ابوبکر کے حکم سے مرتب کیا تھا یہ نسخہ بالآخر قرآن پاک کا مستند نسخہ بن گیا جسے تب سے پوری مسلم دنیا میں پڑھا جاتا ہے۔
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی سنی ہوئی کم از کم ساٹھ روایات آپ نے نقل کی ہیں۔
- وہ ایک انتہائی مذہبی خاتون تھیں، جو نماز اور روزے کے لیے اپنی عقیدت کے لیے مشہور تھیں پڑھنے لکھنے کا بھی بہت شوق تھا۔

- اپنی وفات سے پہلے اس نے اپنے بھائی حضرت عبداللہ بن عمر سے کہا کہ وہ اپنی تمام جائیداد محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کر دیں۔

(5) حضرت زینب بنت خزیمہ

- حضرت زینب رضی اللہ عنہا غریبوں اور مسکینوں کی ماں کہلاتی تھیں کیونکہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر کی خواتین میں سب سے زیادہ سخی تھیں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبعوث ہونے سے 13 سال پہلے وہ پیدا ہوئیں۔
- سب سے پہلے سچائی کا اعلان کرنے والے صالح گروہ میں حضرت زینب بن خزیمہ تھیں۔
- ان کا نکاح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا جو جنگ احد میں جام شہادت نوش کر گئے۔ اپنے شوہر کی وفات کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ بننے کا قابل رشک مقام حاصل کیا۔
- وہ بہت پرہیزگار، شائستہ، مہربان، مدد گار اور خیال رکھنے والی خاتون تھیں جو اپنی ضرورتوں کی قیمت پر بھی غریبوں کی رہائش کے لیے ہر ممکن کوشش کرتی تھیں۔ شاید ہی کوئی ضرورت مند اس کے گھر سے خالی ہاتھ لوٹا ہو اسلام سے پہلے کے زمانے میں بھی وہ اپنی سخاوت اور بڑے دل کی خوبیوں کی وجہ سے مشہور تھیں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کے بعد وہ بمشکل 8 ماہ زندہ رہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کی عمر صرف 30 سال تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی اور آپ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اس طرح حضرت خدیجہ کے بعد وہ دوسری بیوی تھیں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں انتقال کر گئیں۔

(6) حضرت ام سلمہ بنت ابو امیہ

- ان کا اصل نام ہند بنت ابو امیہ تھا جو ام سلمہ کے نام سے مشہور ہوئیں۔
- وہ پیدائشی طور پر عظیم، ذہین، عالم، دانشمند اور ہنر مند تھیں اور ان کی پہلی شادی حضرت عبداللہ بن عبدالاسد مخزومی سے ہوئی جو کہ ابو سلمہ کے نام سے مشہور ہیں، جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی برہ بنت عبدالمطلب کے بیٹے تھے۔
- اپنے شوہر کی طرح جو اسلام میں آنے والے گیارہویں شخص تھے، ام سلمہ بھی ان سے پہلے اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھیں۔
- ان کی والدہ عتیقہ بنت عامر تھیں ان کے والد کا نام ابو امیہ بن عبداللہ تھا جو ایک بہت امیر آدمی تھے اور اپنی عوامی خدمت اور خیرات کے لیے پوری عرب دنیا میں مشہور تھے۔

- اس نے سب سے پہلے اپنے شوہر کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی وہاں سے واپس مکہ آئے اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی انہیں مدینہ ہجرت کرنے والی پہلی مسلمان خاتون ہونے کا اعزاز حاصل تھا

جنگ احد میں اپنے شوہر کی وفات کے بعد سنہ 4 ہجری میں ان کا نکاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا

- حضرت ام سلمہ اپنے حسن و جمال، علم اور حکمت کی وجہ سے ازواج مطہرات میں ایک ممتاز مقام رکھتی تھیں صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ لائے ہوئے جانوروں کی قربانی کریں اور اپنے سر منڈوائیں چونکہ وہ سب ہچکچاتے نظر آتے تھے اور آپ کے حکم کی تعمیل کے لیے نہیں اٹھے تھے، ام سلمہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مشورہ دیا کہ آپ اس موضوع کے بارے میں کسی سے بات نہ کریں، بلکہ خیمے سے باہر نکل کر قربانی کریں اور اپنا سر منڈوائیں تب وہ اپنے عمل کا اثر دیکھ سکتا تھا اور وہی ہوا جس کی اس کی توقع تھی - تمام صحابہ نے اس کی پیروی کی

- حضرت ام سلمہ ایک ذہین اور پڑھی لکھی خاتون تھیں جو بے سہارا اور نادار لوگوں کی فلاح و بہبود کے لیے مصروف عمل تھیں قرآن مجید کی متعدد آیات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس وقت نازل ہوئیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اپارٹمنٹ میں تھے، مثال کے طور پر سورہ الاحزاب کی آیت:

''اور اللہ صرف یہ چاہتا ہے کہ اے اہل بیت (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تم سے برائیاں دور کردے اور تمہیں خوب پاکیزہ بنائے'' (33:33)

- حضرت ام سلمہ کو تاریخ اسلام میں کئی معرکوں میں حصہ لینے کا اعزاز بھی حاصل تھا بنی مصطلق، طائف، خیبر، حنین کی جنگوں اور فتح مکہ میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھیں

- وہ بہت پرہیز گار، شریف النفس، نرم دل، حلیم اور فیاض تھیں کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات احادیث کے خزانے تھیں لیکن حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کوئی برابر نہیں تھا

- حضرت ام سلمہ دینی معاملات میں بہت ماہر تھیں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی 378 احادیث کو دل سے جانتی تھیں حضرت عبداللہ بن عباس ان سے شریعت کے بہت سے نکات کے لیے مشورہ کیا کرتے تھے

- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو زبان پر عبور حاصل نہیں تھا جب وہ بولی تو اس کے الفاظ اور جملے بہت اچھے طریقے سے چنے گئے اور خیالات کے اظہار کے لیے بالکل موزوں تھے

- وہ 84 سال کی عمر تک زندہ رہیں اور 62 ہجری کے بعد وفات پائی وہ خلفائے راشدین کی حکمرانی دیکھنے کے لیے زندہ رہتی تھیں حضرت زینب بنت جحش مومنین کی ماؤں میں سب سے پہلی اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا آخری تھیں یہ یزید کے دور میں تھا اور انہیں جنت البقیع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دیگر ازواج مطہرات کے علاوہ سپرد خاک کیا گیا

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ام سلمہ رضی اللہ عنہا بیعت رضوان میں شریک ہوئیں، اس لیے وہ جنت کی حقدار ہوئیں ''اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں صرف جنتی عورتوں سے نکاح کروں''

(7) حضرت زینب بنت جحش

- وہ امیمہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی تھیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی تھیں۔ ان کے بھائی ممتاز جرنیل عبداللہ بن جحش تھے۔ ایک اور بھائی مذہبی شاعری کے نامور مصنف ابو احمد بن جحش تھے۔ ان کی بہن مشہور خاتون صحابی حضرت حمنہ بنت جحش تھیں۔
- اپنی سخاوت اور ضرورت مندوں کے لیے ہمدردی، پرہیز گاری، عبادت اور نماز کے لیے مشہور تھیں، ان کی پہلی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لے پالک بیٹے حضرت زید بن حارث سے ہوئی تھی۔ طلاق کے بعد ان کا نکاح اللہ کے حکم سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوا تاکہ گود لیے ہوئے بچوں کو اپنے گوشت اور خون کے برابر درجے دینے کے وحشیانہ رواج کو ختم کیا جا سکے۔
- حضرت زینب ایک فطری طور پر نیک خاتون تھیں جو اپنا زیادہ وقت نماز اور روزے میں لگاتی تھیں۔ وہ مہمان نواز، شائستہ، فیاض اور نرم دل تھی، اس قدر کے شہر کے غریب اور پریشان حال یہ سن کر رو پڑے کہ وہ اپنے محسن اور سرپرست سے محروم ہو گئے۔
- وہ خوبصورت، ذہین، عقلمند، عظیم پیدائشی تھی، جو بہت سے لوگوں کو رشک دیتی تھی۔
- حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ قدر و منزلت کے اعتبار سے حضرت زینب انہی کے برابر تھیں اس نے کہا کہ اس نے کبھی کوئی دوسرا شخص نہیں دیکھا جو اللہ کا قرب حاصل کرنے کا اتنا شوقین ہو اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے، وہ سب سے زیادہ خیراتی تھی، اور رشتے داروں کے ساتھ اس کا فیاضانہ سلوک بے عیب تھا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ان کا انتقال 53 سال کی عمر میں ہوا۔

(8) حضرت جویریہ بنت حارث

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی ایسی خاتون نہیں دیکھی جو اپنے قبائلیوں کے لیے جویریہ سے بڑھ کر باعث برکت بنی کیونکہ ان کے عمل سے ان کے سینکڑوں قبائل غلامی سے آزاد ہوئے۔
- حضرت جویریہ بنو مصطلق کے سردار حارث بن ابی ضرار کی بیٹی تھیں جو اپنے قبیلے سمیت شکست کھا گئی تھیں۔
- حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا مال غنیمت کے طور پر مدینے آئیں جو مریصیع میں مسلمانوں اور ان کے قبیلے بنو مصطلق کے درمیان ہوئی تھی جس کے سربراہ ان کے والد حارث تھے۔ ان دنوں کے رواج کے مطابق وہ حضرت ثابت بن قیس انصاری رضی اللہ عنہ کی قرعہ اندازی میں پڑی جو اسے سونے کے فدیہ میں چھوڑنے کے لیے تیار تھے۔ لیکن وہ اپنی آزادی کے بدلے میں دینے کے لیے سونا کہاں سے لے سکتی تھی؟ اس نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس قابل رحم اور مایوس کن حالت کا نوٹس لینے کی التجا کی جس میں سردار کی بیٹی نے خود کو پایا۔ اس کے سمجھانے پر حضور

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا فدیہ ادا کرنے اور اگر وہ چاہیں تو اس سے شادی کرنے پر راضی ہو گئے جس پر وہ فوراً رضامند ہو گئیں کہ نتیجے میں

اس شادی میں اس کے قبیلے کے جنگی قیدیوں کی تعداد چھ سو کے قریب رہا ہو گئی۔

- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی سے پہلے ان کا نام برہ تھا جو بدل کر جویریہ رکھا گیا۔ جب آپ نے بیس سال کی عمر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی تو آپ نے صرف غیر معمولی خوبصورت تھیں بلکہ خوبصورت، خوبصورت، باوقار اور فصیح بھی تھیں۔
- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اسے پہلی بار دیکھا تو کہا کہ حضرت جویریہ ایک پری کی طرح حسین تھیں۔
- کچھ عرصے بعد، اس کے والد اور اس کی شادی کے موقع پر آزاد ہونے والے تمام مردوں نے اسلام کو اپنا مذہب تسلیم کر لیا۔ اس طرح حضرت جویریہ کو دوہرا اعزاز نصیب ہوا، پہلے اپنے قبائلیوں کو غلامی سے آزاد کرانا اور پھر انہیں اسلام کے دائرے میں لانے کا۔
- وہ نہایت شریف، متقی اور عالم خاتون تھیں جن سے متعدد احادیث نقل کی گئی ہیں۔
- حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں 50 ہجری میں پینسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(9) حضرت صفیہ بنت حیی

- ان کے والد کا نام حوئ بن اخطب تھا جو یہودی قبیلے بنو نضیر کے سردار تھے جو مدینے سے بے دخل ہونے کے بعد خیبر میں آباد ہوئے۔
- ان کی والدے کا نام برہ بنت شموال تھا۔
- حضرت صفیہ کی پہلی شادی سلام بن مخم سے ہوئی تھی لیکن عدم مطابقت کی بنا پر دونوں میں علیحدگی ہوگئی۔ ان کے دوسرے شوہر کنانہ بن ربیع تھے جو خیبر کی جنگ میں مارے گئے۔
- خیبر کی جنگ کے غنیمت کے طور پر وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت دحیہ کلبی کے حصے میں آئیں۔ دوسروں کے کہنے پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے شادی کر لی کیونکہ وہ سردار کی بیٹی تھیں اور ایک اور لونڈی حضرت دحیہ کلبی کو دے دی۔
- حضرت صفیہ پیدائشی اور فطرت دونوں لحاظ سے شریف تھیں۔ وہ خدا ترس اور ذہین، خوبصورت اور صابر، بردبار اور باوقار تھیں۔
- شادی کے وقت ان کی عمر محض سترہ سال تھی لیکن اپنے خوش اخلاق اور ملنسار رویے سے اس نے جلد ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے گھرانے میں ایک باعزت مقام حاصل کر لیا۔
- حضرت صفیہ کو قرآن مجید پڑھنے کا بہت شوق تھا، اس کی کئی سورتیں وہ دل سے جانتی تھیں۔

حضرت صفیہ فیاض اور کھلے ہاتھ والی، مہربان اور ہمدرد، ضرورت مندوں کی مدد کرنے والی اور خیال رکھنے والی تھیں۔ اس نے 35 ہجری میں مدینہ میں ان کے گھر میں

محصور ہونے والے خلیفہ 3 حضرت عثمان کے لیے کھانا اور پانی بھیجنے کی کوشش میں غیر معمولی جرات کا مظاہرہ کیا۔

- تمام مورخین اسے علم و حکمت کا ذخیرہ قرار دینے پر متفق ہیں۔
- اسلام کے ساتھ لگن اور وابستگی سے بھرپور زندگی گزارنے کے بعد آپ کا انتقال 50 ہجری میں حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں ہوا اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔ اس نے ایک لاکھ درہم چھوڑے جو ان کی وفات کے فوراً بعد ان کی وصیت کے مطابق تقسیم کر دیے گئے۔

(10) حضرت ام حبیبہ بنت ابو سفیان

- وہ ابو سفیان کی بیٹی تھی، جو قریش کی ایک ممتاز شخصیت تھی، جس نے مکہ کے سقوط کے وقت تک مسلمانوں کے خلاف کئی مہمات کی قیادت کی۔
- اس کا اصل نام رملہ تھا۔ ان کی پہلی شادی عبید اللہ بن جحش سے ہوئی جنہوں نے اپنی بیوی، دو بھائیوں اور دو بہنوں کے ساتھ شروع میں ہی اسلام کی دعوت پر عمل کیا۔
- یہ جوڑا دوسرے گروہ میں شامل تھا جو حبشہ ہجرت کر گیا جہاں اس کے شوہر کو بد قسمتی کا سامنا کرنا پڑا کہ وہ عیسائیت میں تبدیل ہو کر بدعتی اور مرتد ہو گئے جبکہ وہ اسلام پر قائم رہی۔
- جب اس کے شوہر کا انتقال ہو گیا تو وہ حبشہ میں اپنے تین بچوں کے ساتھ حالات کا شکار ہونے کے لیے اکیلی رہ گئی۔
- جب مسلمان مدینہ میں اپنی پوزیشن مستحکم کر چکے تھے تو کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حبشہ میں حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی حالت زار سے آگاہ کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فوراً اسے نکاح کی تجویز بھیجی جو قبول کر لی گئی جس کے نتیجے میں وہ آپ کے گھر کی فرد بن گئیں۔
- اپنے علم، حدیث پر عبور اور فصاحت و بلاغت کی وجہ سے آپ کو حضرت عائشہ اور حضرت ام سلمہ کے بعد مؤمنین کی ماؤں میں تیسرے نمبر پر رکھا گیا۔ ان سے پینسٹھ احادیث روایت کی گئی ہیں جنہیں معاویہ، عروہ بن زبیر اور زینب بنت ام سلمہ جیسی ممتاز شخصیات نے نقل کیا ہے۔
- اگرچہ اس کے والد مکہ مکرمہ کی ایک طاقتور شخصیت تھے، لیکن وہ اپنی بیٹی کو کسی بھی مرحلے پر پیچھے نہیں ہٹا سکتے تھے کیونکہ اس نے اسلام کے دشمنوں کے تمام دباؤ کو برداشت کیا۔
- ان کا انتقال 44 ہجری میں اپنے بھائی حضرت امیر معاویہ کے دور میں 73 سال کی عمر میں ہوا اور انہیں جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔
- وہ ساری زندگی فضل، شرافت، سخاوت اور وقار کا مظہر تھیں۔

(11) حضرت میمونہ بنت حارث

- ان کا اصل نام برہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میمونہ رکھ دیا جس کا مطلب ہے "مبارک" ان کا نام میمونہ رکھا گیا کیونکہ ان کی شادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت ہوئی تھی جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت مسلمان برسوں کی جلاوطنی کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہوئے تھے
- ان کے والد کا نام حارث بن حزن تھا اور ان کا تعلق قبیلہ بنو ہلال سے تھا
- ان کی والدہ ہند بن عوف تھیں جنہیں وہ واحد خاتون ہونے کا منفرد اعزاز حاصل تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ساس، خلیفہ اول، حضرت ابوبکر، حضرت حمزہ بن عبدالمطلب، حضرت عباس بن عبدالمطلب، حضرت جعفر بن ابی اور حضرت علی بن ابی طالب کی خالہ تھیں
- اس کی پہلی شادی مسعود بن عامر سے ہوئی تھی لیکن جلد ہی عدم مطابقت کی بنا پر علیحدگی ہو گئی ان کے دوسرے شوہر ابو رحیم تھے جو ان کی شادی کے فوراً بعد انتقال کر گئے
- حضرت میمونہ وہ آخری خاتون تھیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے 7 ہجری میں شادی کی
- حضرت میمونہ کا حافظہ غیر معمولی تھا اور وہ بہت سی احادیث کو دل سے جانتی تھیں احادیث بیان کرنے میں حضرت عائشہ (2210) حضرت ام سلمہ (378) کے بعد تیسرے نمبر پر آتی ہیں جب کہ ان کی 76 احادیث ہیں
- حضرت امیر معاویہ کے دور خلافت میں 51 ہجری میں مکہ مکرمہ کے قریب ایک مقام پر ان کی وفات ہوئی
- وہ ایک انتہائی باوقار، شریف، خدا ترس، پرہیزگار اور عاجز خاتون تھیں جو غلاموں کو آزاد کرنے اور ضرورت مندوں اور مصیبت زدوں کی مدد کرنے کے لیے مشہور تھیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ''نیکیت کی علامت'' قرار دیا جبکہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ ''میمونہ بہت پرہیزگار تھیں اور اپنے رشتہ داروں کے حقوق کا بہت خیال رکھتی تھیں''
- فقہی معاملات پر ان کی آراء کو مسلم علماء نے بہت زیادہ درجہ دیا ہے

(12) حضرت ماریہ قبطیہ

- معاہدہ حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد بادشاہوں، سرداروں اور مقامی حکمرانوں کو خطوط بھیجے اور انہیں اسلام کی دعوت دی
- ایسا ہی ایک خط حضرت حاطب نے مصر کے حاکم مقوقس کو بھیجا تھا مقوقس نے ایلچی کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اچھے کلمات

کہ جذبہ خیر سگالی کے طور پر اس نے دو لڑکیاں جو مصر میں اعلیٰ درجے کی تھیں، کچھ کپڑے، ایک ڈاکٹر اور ایک خچر مدینے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھیجا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی جو حضور کی والدہ بنیں۔
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم جبکہ دوسری لڑکی شیرین کی شادی حضرت حسان بن ثابت سے ہوئی۔

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ڈاکٹر کو یہ کہہ کر واپس مصر بھیج دیا۔
- "اپنی قوم کے پاس واپس چلی جاؤ، کیونکہ ہم ایسی قوم ہیں جو اس وقت تک نہیں کھاتے جب تک بھوک نہ لگ جائے اور جب ہم کھائیں تو پیٹ بھر کر نہ کھائیں۔"
- چونکہ وہ مصر کی سرزمین کے ایک گاؤں سے تھی جسے حفن کہا جاتا تھا، اس لیے حضرت امیر معاویہ نے اس گاؤں کے لوگوں کو اپنی گورنری کے دنوں میں حضرت ماریہ قبطیہ کو خراج تحسین اور اعزاز کے طور پر خرج ٹیکس ادا کرنے سے بچایا۔
- وہ حضرت خدیجہ کے بعد دوسری خاتون تھیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے حضرت ابراہیم کی والدہ بننے کا اعزاز حاصل ہوا، جن کا انتقال والدین دونوں کو انتہائی درد اور غم میں چھوڑ کر ہوا۔
- حضرت ماریہ ایک متقی، شریف، باوقار اور پرعزم خاتون تھیں جن کو پہلے دو خلفاء نے ان کی وفات تک بہت عزت دی۔

(13) حضرت ریحانہ بنت شمعون

- حضرت ریحانہ کا تعلق بنو قریظہ کے مشہور یہودی قبیلے سے تھا جسے 5 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگِ خندق کے وقت کھلی اور گستاخانہ خیانت میں مبتلا کر دیا تھا چونکہ اس قبیلے کے تمام مرد ثالث حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے کے مطابق قتل کر دیے گئے اور ان کے بچوں اور عورتوں کو غلام بنا لیا گیا، مسلمانوں کے ہاتھوں پکڑی جانے والی لڑکیوں میں سے ایک حضرت ریحانہ تھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو آزاد کر دیا جب اس نے اسلام قبول کیا اور پھر ان سے شادی کر لی۔
- وہ نہایت شریف، متقی اور باوقار خاتون تھیں جنہوں نے اسلام کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔
- وہ ایک فیاض، مددگار اور ایک مہربان انسان تھیں جو ہمیشہ ضرورت مندوں اور غریبوں کی مدد کے لیے آگے نکل جاتی تھیں۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد وہ دس سال تک زندہ رہیں۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد

تعارف:

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں تھیں
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کو زکوٰۃ نہیں دی جائے گی
- بیٹے:
  I) قاسم دوم) طاہر سوم) ابراہیم
- بیٹیاں:
  I) زینب
  II) رقیہ
  III) ام کلثوم چہارم) فاطمہ

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بیٹے

حضرت قاسم:

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی پہلی اولاد
- مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے
- جب وہ مر گیا تو وہ چلنے پھرنے کے قابل تھا
- ان کی وجہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ابو القاسم کے نام سے بھی جانے جاتے تھے

حضرت طاہر عرف عبداللہ:

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت خدیجہ کی دوسری اولاد
  مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے مکہ مکرمہ میں وفات پائی
- سورہ کوثر ان کی وفات کے افسوسناک واقعہ پر نازل ہوئی

حضرت ابراہیم:

- حضرت ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے
- حضرت ابراہیم کے نام سے منسوب
- ابراہیم بچپن میں ہی فوت ہو گئے اتفاق سے اسی دن سورج گرہن ہوا عربوں کا خیال تھا کہ یہ کسی معزز کی موت کی وجہ سے ہوا ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدے کی تردید کی

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹیاں

حضرت زینب:

- حضرت خدیجہ کی ولادت

- حضرت قاسم کے بعد پیدا ہوئے۔

- زینب کے شوہر ابو العاص بدر کے بعد جنگی قیدی بن گئے۔
- انہیں بغیر کسی فدیے کے رہا کیا گیا لیکن اس شرط پر کہ حضرت زینب کو مدینہ ہجرت کی اجازت دی جائے گی۔ یہ کیا گیا تھا.
- حضرت ابو العاص معاہدہ حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے۔

- ان کا انتقال مدینہ منورہ میں 8 ہجری میں ہوا۔

<u>حضرت رقیہ:</u>

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری بیٹی۔
- حضرت عثمان سے نکاح ہوا
- ان کا انتقال 2 ہجری میں جنگ بدر کے وقت چیچک سے ہوا۔
- اس وقت ان کی عمر 21 سال تھی۔

<u>حضرت ام کلثوم:</u>

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تیسری بیٹی۔
- حضرت رقیہ کی وفات کے بعد عثمان سے نکاح ہوا۔
- ان کی وفات بغیر اولاد کے 9 ہجری میں ہوئی۔

<u>حضرت فاطمہ:</u>

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری بیٹی۔
- حضرت فاطمہ کی ولادت کے وقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 41 سال تھی۔
- حضرت فاطمہ نے جنگ بدر کے بعد علی سے شادی کی
- حضرت فاطمہ کی وفات 3 رمضان 11 ہجری کو ہوئی۔
- وہ جنت البقیع میں مدفون ہیں۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے

<u>حضرت امام حسن:</u>

- حضرت علی اور حضرت بی بی فاطمہ کے بڑے بیٹے
- 1 رمضان المبارک 3 ہجری کو مدینہ میں پیدا ہوئے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے "حسن" کا نام دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں سات سال سے کچھ زیادہ شریک رہے۔
- شبر کے نام سے بھی جانا جاتا ہے، عبرانی میں "خوبصورت" کے لیے
- حضرت محمد (ص) اور حضرت علی حضرت حسن کے واحد استاد تھے

- حضرت امام حسن نے نئی نازل شدہ آیات کو دل سے سیکھا جب محمد (ص) نے انہیں پڑھا۔
- حضرت امام حسن کی عمر 8 سال تھی جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ اس کی والدہ بھی چند ماہ بعد انتقال کر گئیں۔ اس طرح وہ لڑکپن کے بقیہ سال حضرت علی کی رہنمائی میں رہے۔
- حضرت علی کے دور خلافت میں امام حسن نے تمام جنگوں میں حصہ لیا۔
- بیت المال کی ذمہ داری بھی سنبھالی۔
- حضرت علی کی وفات پر حضرت امام حسن 40,000 لوگوں کی حمایت میں منصب خلافت پر چڑھ گئے۔
- امام ہونے کے ساتھ ساتھ وہ تقریباً چھ ماہ تک خلیفہ کے فرائض پر بھی فائز رہے، اس دوران مسلمانوں کے امور کی نگرانی بھی کی۔
- حضرت امیر معاویہ عراق اور شام کی سرحد پر اپنی فوجیں جمع کرتے ہوئے پائے گئے۔
- جب حضرت امام حسن نے عراق شام کی سرحد پر امیر معاویہ کے ساتھ جنگ کے لیے عراقی فوجوں کو جمع کرنے کی کوشش کی تو معلوم ہوا کہ وہ ان سے منہ موڑ چکے تھے۔
- اپنے حامیوں کی اکثریت سے بے حال ہو کر حضرت امام حسن نے دو مخالف کیمپوں میں مسلمانوں کا خون خرابہ روکنے کے لیے حضرت امیر معاویہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ کیا۔
- چنانچہ حضرت امام حسن نے مسجد نبوی میں اعتکاف کا اعلان کیا اور مدینہ میں اعتکاف کیا۔

حضرت امام حسن کی بیویوں میں سے ایک جودہ بنت اشعث کے والد کے دشمن تھے۔ حضرت علی کا خاندان۔ اس شخص نے جنگ صفین میں حضرت امیر معاویہ کا ساتھ دیا تھا اور حضرت علی کے قتل کی سازش میں حصہ لیا تھا۔ تیسری کوشش میں جوڑا اسے زہر دینے میں کامیاب ہو گیا، اور وہ چند ہی گھنٹوں میں مر گیا۔

- حضرت امام حسن کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا۔
- اپنی امامت کے تمام دس سالوں میں، آپ نے انتہائی سختی اور ظلم و ستم کی حالت میں زندگی گزاری، یہاں تک کہ اپنے گھر میں بھی کوئی تحفظ نہ تھا۔
- انسانی کمالات میں حضرت امام حسن اپنے والد گرامی کی یادگار تھے اور اپنے دادا کی بہترین مثال تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور اپنے چھوٹے بھائی حضرت امام حسین کے بارے میں فرمایا کرتے تھے:

''میرے یہ دونوں بچے امام ہیں خواہ وہ کھڑے ہوں یا نیچے۔'' <u>حضرت امام حسین:</u>

- حضرت علی اور حضرت بی بی فاطمہ کے چھوٹے بیٹے
- 3 شعبان 4 ہجری کو پیدا ہوئے۔
- حضرت بی بی فاطمہ حضرت امام حسین کو جننے کے بعد بیمار ہوئیں بچے کو دودھ پلانے کے لیے ام فضل کو دیا گیا۔

- حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ تھے۔
- بستر مرگ پر حضرت امام حسن نے امامت کی ذمہ داری اپنے بھائی کے سپرد کی۔
- حضرت امیر معاویہ کا بیٹا یزید اپنے والد کے بعد 60ء میں دمشق میں خلافت کے منصب پر فائز ہوا۔
- حضرت امام حسین نے یزید کی بیعت نہیں کی۔ اس کے بعد وہ مکہ روانہ ہوا، کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ یزید مدینہ میں خونریزی کرے۔
- اہل کوفہ کے ایک وفد نے حضرت امام حسین سے کہا کہ وہ ایمان کی حفاظت کے لیے آئیں۔
- حضرت امام حسین نے اپنے چچا زاد بھائی مسلم کو کوفہ بھیجا تاکہ حالات کا جائزہ لیں۔ یہ واقعہ ماہ رجب کے آخر اور 60 ہجری کے شعبان کے شروع میں پیش آیا تقریباً چار ماہ تک حضرت امام حسین مکہ میں اپنا میں رہے۔
- کوفہ میں ہزاروں افراد نے حضرت امام حسین کو خراج عقیدت پیش کیا۔ جب مسلم نے خط بھیجا تھا کہ حضرت امام حسین کو کوفہ آنے کا کہا تو کیا اس نے (مسلم بن عقیل) خیانت دیکھی۔
- چونکہ کوفہ کے تقریباً تمام قائدین کو رشوت دی گئی تھی، اس لیے کوفہ کے گورنر (یزید کے نائب) نے لوگوں کو مسلمان بنا دیا اور بالآخر اسے قتل کر دیا۔
- کوفہ جاتے ہوئے حضرت امام حسین نے مسلمانوں کے قتل کی خبر سنی۔
- اس مرحلے پر ان کے ساتھیوں کی بڑی تعداد نے اسے چھوڑنا شروع کر دیا۔
- البتہ حضرت امام حسین پہلے کی طرح کوفہ کی طرف روانہ ہوئے۔
- یزید کی فوج نے دریائے فرات کے قریب کربلا میں امام کے کیمپ کو گھیر لیا۔ جلد ہی امام کے کیمپ کو پانی کی تمام فراہمی منقطع کر دی گئی۔
- جب امام نے دشمن کی فوج سے لڑنے کا فیصلہ کیا اور اعلان کیا کہ آخری انجام قریب ہے تو بہت سے لوگوں نے انحراف کیا۔ جلد ہی، وہ صرف 72 وفادار ساتھیوں کے ساتھ رہ گیا۔
- 10 محرم تک امام کے تمام ساتھی قتل ہو گئے۔ امامت کی ذمہ داری اپنے بیمار بیٹے زین العابدین کو دے کر واپس میدان جنگ میں چلے گئے۔ وہ سر سے پاؤں تک زخمی تھا۔ جب وہ مر گیا تو اس کا سر کاٹ کر یزید کے دربار میں لے جایا گیا۔
- اس طرح حضرت امام حسین نے شیطانی قوتوں کے خلاف لازوال فتح حاصل کی۔
- اس سانحے میں زندہ بچ جانے والے مرد حضرت علی بن حسین (حضرت زین العابدین، چوتھے امام)، ان کے چار سالہ بیٹے محمد بن علی جو پانچویں امام بنے اور دوسرے امام کے بیٹے حسن مسنّا تھے۔

عشرہ مبشرہ

- 'صحابی' وہ شخص ہے جو:

I) اسلام قبول کیا
II) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
III) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ صحبت رکھی، خواہ بہت ہی مختصر مدت کے لیے
IV) مسلمان ہو کر وفات پائی

- تقریباً 144,000 صحابہ تھے
- تمام مومنین کی مائیں، اشعر مبشرہ، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگوں میں شریک، تمام مسلمان مرد و خواتین جنہوں نے اسلام سے وفاداری کا عہد کیا اور وہ تمام لوگ جنہوں نے خطبہ الوداعی میں شرکت کی
- قرآن مجید میں واحد صحابی کا نام حضرت زید بن حارثہ ہے
- اسلام کے لیے سب سے پہلے مرنے والے صحابی حضرت حارث بن ابو ھالہ رضی اللہ عنہ تھے
- زیادہ تر صحابہ پہلی ہجری صدی کے آخر تک فوت ہو چکے تھے
- صحابہ کی اہمیت:

I) اسلام کے ابتدائی دور میں اس کے لیے ہجرت کر کے اور بدر، احد اور خندق وغیرہ کی جنگوں میں اسلام کی حمایت کی
II) قرآن اور احادیث کے تحفظ اور تالیف میں کلیدی کردار ادا کیا
III) فتوحات سے اسلام کے غلبہ کو بڑھایا
IV) دنیا کے کونے کونے میں اسلام کی تبلیغ کی

صحابہ پر احادیث:

''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، اگر تم ان میں سے کسی کی پیروی کرو گے تو ہدایت پاؤ گے''

"میری امت میں سب سے بہتر میری نسل ہے، پھر ان کی نسل، پھر ان کے قریبی پیروکار"

<u>اشعرہ مبشرہ:</u>

- اشعرہ مبشرہ وہ صحابہ کرام ہیں جن کو ان کی زندگی میں جنت میں داخل ہونے کے بارے میں بتایا گیا تھا۔
- اشعار مبشرہ یہ ہیں:

میں) حضرت ابوبکر (برائے کرم سیکشن چھ، باب 1، صفحہ ____ دیکھیں)

II) حضرت عمر (برائے کرم سیکشن چھ، باب 2، صفحہ ____ دیکھیں)

III) حضرت عثمان (برائے کرم سیکشن چھ، باب 3، صفحہ ____ دیکھیں)

چہار حضرت علی. (برائے کرم سیکشن چھ، باب 4، صفحہ ____ دیکھیں)
م)

I) حضرت طلحہ بن عبید اللہ

II) حضرت زبیر بن العوام

III) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

IV) حضرت سعد بن ابی وقاص

V) حضرت سعید بن زید

VI) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح

حضرت طلحہ

<u>تعارف:</u>

- قریش کے قبیلہ بنو تیم سے تعلق رکھتے تھے۔
- وہ صوق بصری کے بازار میں موجود تھے جب بحیرہ نامی فقیہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں نبوت کی نشانیوں کی پیشین گوئی کی۔
- جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مشن کا اعلان کیا تو حضرت طلحہ نے فوراً اسلام قبول کر لیا۔
- حضرت ابوبکر کے پوتے

<u>کردار اور خوبیاں:</u>

- تقویٰ
- بہادری
- صدق۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے مقصد سے شدید عقیدت
- حضرت طلحہ بڑے مالدار اور سخی آدمی تھے۔
- ایک مرتبہ اسے حضرموت کے علاقے سے 700,000 درہم ملے۔ اس نے اسے مہاجرین اور انصار کے درمیان تقسیم کر دیا، اپنی بیوی کے لیے صرف 1000 رکھا۔

- سخاوت کی بہت سے کاموں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے 'طلحہ الخیر' اور 'طلحہ فیاض' (سخی) کے القابات حاصل ہوئے۔

نقل مکانی:

- حبشہ
- مدینہ۔

لڑائیاں:

- بدر میں، اس نے مکہ کے قافلوں کی نقل و حرکت پر نظر ثانی کی۔
- احد میں اس نے اپنے آپ کو انسانی ڈھال کے طور پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھا۔ اس 24 زخم آئے اور اس کے ہاتھ کی دو انگلیاں ضائع ہوئیں۔
- احد کے بعد تمام مہمات میں حصہ لیا۔

موت:

- 36 ہجری میں 62 سال کی عمر میں جنگ جمال میں وفات پائی۔

احادیث:

طلحہ نے (جنت کو اپنے لیے یقینی بنایا)۔
''جس کو روئے زمین پر چلتے ہوئے شہید کو دیکھ کر خوشی ہو تو وہ طلحہ بن عبید اللہ کو دیکھ لے''۔

حضرت زبیر بن العوام

- حضرت خدیجہ کا بھتیجا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی۔
- 15 یا 16 سال کی عمر میں اسلام قبول کیا۔
- مدینہ کی طرف ہجرت کی۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام مہمات میں لڑے۔
- حضرت عمر کے لیے مہمات کی قیادت کی۔
- خلافت کے ممکنہ امیدوار کے طور پر حضرت عمر کی طرف سے تجویز کردہ۔
- جنگ جمال میں 64 سال کی عمر میں وفات پائی۔
- حضرت علی کے ایک حامی کے ہاتھوں قتل۔

احادیث:

''دیکھو ہر نبی کا ایک مددگار ہوتا ہے اور میرا مددگار زبیر ہے''۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

- 30 سال کی عمر میں اسلام قبول کرنے سے پہلے وہ ابو عمرو کے نام سے جانے جاتے تھے۔

- خلافت کے ممکنہ امیدوار کے طور پر حضرت عمر کی طرف سے تجویز کردہ۔
- نقل مکانی:
  I) حبشہ
  II) مدینہ۔
- مدینہ میں چھوٹے پیمانے پر کاروبار شروع کیا اور امیر ترین تاجروں میں شمار ہونے لگے۔
- دوما الجندل کے عیسائی گورنر کے خلاف مہم کی قیادت کی۔
- 72 سال کی عمر میں مدینہ میں (32 ہجری) میں وفات پائی اور اپنی بیواؤں، مسکینوں، یتیموں اور بدر کے سابق فوجیوں کے لیے بہت سا مال چھوڑا۔

احادیث:

''اے اللہ! عبدالرحمٰن بن عوف کو جنت میں سلسبیل سے پانی پلا''۔

حضرت سعد بن ابی وقاص

- وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماموں تھے۔
- اسلام قبول کرتے وقت ان کی عمر 13 سال تھی۔
- اگرچہ ان کی والدہ نے ان کے قبول اسلام پر احتجاج کرتے ہوئے خود کو بھوک سے مارنے کی دھمکی دی، لیکن حضرت سعد نے اپنا مذہب ترک نہیں کیا۔ اس عمل کی تائید میں قرآن پاک میں ایک آیت نازل ہوئی۔
- خلافت کے ممکنہ امیدوار کے طور پر حضرت عمر کی طرف سے تجویز کردہ۔
- اس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام جنگوں میں شرکت کی۔
- فارس کی فتح میں سرگرم عمل رہے۔
- خلافت اول کے دوران ایران کے گورنر۔
- تیسری خلافت کے دوران کوفہ کا گورنر۔
- عراق کی فتح کے وقت مسلم فوج کا کمانڈر۔
- وہ تیر اندازی میں ماہر تھا۔
- جنگ احد میں حضرت سعد نے دشمن پر ایک ہزار تیر مارے۔
- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے 54-58 ہجری میں مدینہ میں اپنے گھر میں وفات پائی۔
- حضرت سعد اور ان کے بعض اعمال کے سلسلے میں بہت سی قرآنی آیات نازل ہوئی ہیں۔
- مکہ مکرمہ میں بہت غریب ہونے کے باوجود آپ نے اپنی وفات پر اپنے پیچھے بہت بڑی جائیداد چھوڑی۔۔۔

احادیث:

''اے اللہ سعد جب تجھ سے دعا کرے تو اسے قبول فرما''۔

حضرت سعید بن زید

- حضرت سعید بن زید ایک ایسے قبیلے میں پیدا ہوئے جو توحید پر عمل پیرا تھا اور بت پرستی اور شرک سے نفرت کرتا تھا۔
- حضرت عمر کے اسلام قبول کرنے سے پہلے حضرت عمر (دوسرے خلیفہ) کی بہن حضرت فاطمہ سے شادی ہوئی۔
- اس نے اور اس کی بیوی نے ایک ساتھ اسلام قبول کیا تھا۔
- مدینہ کی طرف ہجرت کی۔
- اپنے تقویٰ کی وجہ سے مشہور تھے۔
- بازنطینی سلطنت کے خلاف اجنادین کی جنگ میں حصہ لیا۔
- دمشق کی لڑائی کے دوران گھڑ سوار دستے کی کمان کی۔
- یرموک کی جنگ کے دوران ایک پیادہ ڈویژن کی کمانڈ کی، جس میں شاندار جرات کا مظاہرہ کیا۔
- 80 سال کی عمر میں کوفہ میں وفات پائی۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح

- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے معزز صحابہ میں سے تھے۔
- آپ کی پیدائش مکہ مکرمہ میں ہوئی جہاں قبول اسلام کے بعد آپ کو قریش کے ہاتھوں کئی ناقابل برداشت مشکلات سے گزرنا پڑا۔
- پہلے حبشہ اور پھر مدینہ ہجرت کی جہاں مسلمانوں اور مشرکین عرب کے درمیان لڑی جانے والی بیشتر لڑائیوں میں اس نے بہادری سے حصہ لیا۔
- غزوہ بدر میں وہ اپنے والد سے آمنے سامنے ہوئے جنہیں اس نے کچھ تردد کے بعد اللہ کے لیے قتل کر دیا۔
- جنگ احد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو ہیلمٹ پہنا ہوا تھا اس کی دھاتی کڑی نکالتے ہوئے آپ کے دو دانت ٹوٹ گئے۔
- فتح مکہ کے وقت آپ ان چار ممتاز صحابہ میں سے ایک تھے جنہیں مختلف سمتوں سے شہر میں داخل ہونے والی تنظیموں کی کمان سونپی گئی تھی۔
- آپ نے اس مہم میں بھی حصہ لیا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی وفات سے عین قبل شام بھیجا۔
- وہ ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے معاہدہ حدیبیہ کو دیکھا۔
- آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ کا نام بھی خلیفہ مقرر ہونے کے لیے سامنے آیا لیکن آپ نے فوراً انکار کر دیا اور حضرت عمر کے ساتھ مل کر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امت مسلمہ کی قیادت کے لیے منتخب کیا اور ان سے بیعت کی۔
- جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید کی جگہ حکمت عملی کی بنا پر شام میں فوج کا سپہ سالار مقرر کیا تو آپ نے جنگ کے بعد حضرت خالد بن ولید کو

یہ تقرری نامہ پیش کیا جس میں کہا گیا کہ میں جنگ کے وقت آپ کے ارادوں میں خلل نہیں ڈالنا چاہتا تھا، ہم دنیاوی طاقت کے طلب گار نہیں ہیں اور نہ ہی ہم دونوں دنیا کے بھائی ہیں اور اللہ کی رضا کے لیے کام کر رہے ہیں۔

- وہ وہی ہے جس نے دمشق کو فتح کیا جہاں کہا جاتا ہے کہ اسے دفن کیا گیا ہے۔
- یہ ان کے جذبہ حیا، وفاداری، جرأت اور یقین کے ساتھ ہی تھا کہ حضرت ابو عبیدہ نے ''مسلمان قوم کے معتمد'' کا خطاب حاصل کیا جو یقیناً ایک بہ مثال خراجِ تحسین تھا کیونکہ یہ آپ کو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عطا کیا تھا۔

وحی الٰہی کے صحیفے

(1) حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ (براہ کرم دیکھیں سیکشن چھ، باب 1، صفحہ ____)

(2) حضرت عمر رضی اللہ عنہ (براہ کرم دیکھیں سیکشن چھ، باب 2، صفحہ ____)

(3) حضرت عثمان (براہ کرم دیکھیں سیکشن چھ، باب 3، صفحہ ____)

(4) حضرت علی (براہ کرم دیکھیں سیکشن چھ، باب 4، صفحہ ____)

(5) حضرت عبداللہ بن مسعود

- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا: جو شخص قرآن کو اس طرح تازہ (یعنی صحیح طور پر) پڑھنا چاہے جیسا کہ نازل ہوا ہے تو وہ اسے اسی طرح پڑھے جس طرح ام عبد کے بیٹے نے پڑھا ہے آپ کو قرآن پاک کا گہرا علم تھا، تلاوت اور مواد دونوں صورتوں میں۔
- وہ پہلا مسلمان تھا جس نے کفار مکہ کے سامنے کھل کر سورہ الرحمن کی تلاوت کی، ان کی مار کا مقابلہ کیا اور ان اذیتوں کی پرواہ نہیں کی جو قریش نے ان پر ایسے جرأت مندانہ عمل پر ڈھائے تھے۔
- اسلام قبول کرنے کے بعد، اس نے شاید ہی کبھی حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ جانے کا موقع گنوا دیا کہ وہ آپ سے ہر ممکن چیز سیکھ سکتے تھے، یہاں تک کہ بعض لوگوں نے غلطی سے یہ سمجھا کہ وہ حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاندان کے فرد ہیں۔
- سیکھنے کے لیے اس کے جوش نے سابق چرواہے کو قرآنی تلاوت کے ساتھ ساتھ ایمان کے دیگر امور پر ایک سرکردہ اتھارٹی بنا دیا۔ حضرت عمر خطاب رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا: وہ علم سے بھرا ہوا ہے جب کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے ان کے بارے میں فرمایا: ''مجھ جیسے لوگوں سے اس وقت تک کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جب تک کہ تمہارے درمیان یہ گہرا علم والا آدمی ہو۔
- اس نے دو مرتبہ حبشہ اور پھر مدینہ ہجرت کی، غزوہ بدر میں حصہ لیا اور ابوجہل کو قتل کیا۔
- آپ کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بطور منتظم کوفہ بھیجا تھا جس نے ان کی علمیت، شرافت، حلم اور اسلام کے مقصد سے وابستگی کی وجہ سے ہمیشہ ان کی عزت افزائی کی۔
- وہ تقریباً 800 روایات پر حاکم بتائے جاتے ہیں۔ ان کے ہم عصروں میں سے کچھ نے ان کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: ''ہم نے کبھی کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جو اس سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا، پڑھانے میں نرم اور اللہ سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔''

(6) حضرت زید بن ثابت

- اسلام کی مقدس کتاب کی تحریری حفاظت پر مسلمانوں کو جن لوگوں کا شکر گزار ہونا چاہیے ان میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرنسپل کاتب تھے۔
- آپ کا تعلق مدینہ کے قبیلہ خزرج سے تھا اور مسلمانوں کے مکہ مکرمہ سے اس شہر میں منتقل ہونے سے پہلے 11 سال کی عمر میں اسلام قبول کر لیا تھا۔
- چونکہ آپ کی عمر صرف 13 سال تھی، ان کی مسلسل التجا کے باوجود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں بدر اور احد کی جنگوں میں شرکت کی اجازت نہ دی تاہم، بعد میں، آپ نے جنگ خندق اور تبوک کی مہم میں حصہ لیا۔
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت پر آپ نے عبرانی اور سریانی زبانیں سیکھیں اور آپ کے سرکاری ترجمان اور مترجم بن گئے۔
- قرآن کریم کے بارے میں ان کے گہرے علم نے بڑے بڑے صحابہ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف متوجہ کیا اور آپ کا خصوصی احترام کیا، باوجود اس کے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف 22 سال تھی، ان میں سے اکثر سے بہت چھوٹے تھے۔
- وہ پہلے انصار تھے جنہوں نے خلیفہ کے طور پر حضرت ابوبکر کی سخت بیعت کی اس نے یمامہ کی جنگ میں حصہ لیا اور مسیلمہ، جھوٹے کے خلاف ارتداد کی جنگ لڑی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وہ مدینہ شہر کے قاضی تھے اور جب بھی خلیفہ حج یا عمرے کے لیے جاتے یا کسی اور جگہ جاتے تو اکثر اوقات ریاست کے امور کی دیکھ بھال کے لیے نائب کے طور پر مقرر ہوتے۔
- جنگ یمامہ کے بعد انہیں اس کمیٹی کا سربراہ منتخب کیا گیا جس کو قرآن پاک کو کتابی شکل میں مرتب کرنے کا کام سونپا گیا جس کام کو انہوں نے احسن طریقہ سے انجام دیا ان کے ذریعے جمع کردہ قرآن پاک کا متن پھر خلفائے راشدین حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے محفوظ کیا اور بعد میں اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے سپرد کر دیا گیا۔
- تیسرے خلیفہ کے دور میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو قرآن مجید کا معیاری نسخہ تیار کرنے کا کام سونپا گیا جسے انہوں نے بڑی تندہی سے مکمل کیا یہ حضرت زید بن ثابت کا تیار کردہ معیاری نسخہ (جسے عثمانی رسم الخط کہا جاتا ہے) ہے جو اس وقت تک پوری مسلم دنیا میں اسی طرح پڑھی جاتی ہے۔

(7) حضرت امیر معاویہ

- وہ ابو سفیان کا بیٹا تھا جو قریش کی ایک سرکردہ شخصیت اور ایک عرصہ سے اسلام کا سخت دشمن تھا۔
- اس نے اپنے والد اور بنو امیہ کے دیگر ارکان کے ساتھ سقوط مکہ کے وقت اسلام قبول کیا۔

- حضرت امیر معاویہ کے قبول اسلام کے بعد آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سیکرٹری مقرر کیا گیا جس حیثیت میں آپ نے گراں قدر خدمات انجام دیں۔
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں آپ کو شام کے صوبہ کا گورنر مقرر کیا گیا جس کا انتظام آپ نے خوب انجام دیا۔
- تیسرے خلیفہ، حضرت عثمان کے دور میں، انہوں نے پہلی بار ایک مضبوط بحری بیڑا بنایا جس نے بحیرہ روم پر مسلمانوں کی تسلط کو یقینی بنایا۔ اس نے مسلم سلطنت کو مزید مغرب میں پھیلانے میں بھی اہم کردار ادا کیا۔
- حضرت علی کے دور خلافت میں آپ کو شام کی گورنری سے ہٹا دیا گیا لیکن آپ نے حکم چلانے سے انکار کر دیا۔ اس کے نتیجے میں، دونوں فریقوں میں اونٹ اور صفین کی لڑائیاں ہوئیں جو بدقسمتی سے مسلمانوں کے اتحاد اور ہم آہنگی پر گہرا اثر انداز ہوئیں جو اس وقت تک مسلمانوں کی پہچان بنی ہوئی تھیں۔
- حضرت علی کی وفات اور حضرت امام حسن کی خلافت کے دعوے سے دستبردار ہونے کے بعد حضرت امیر معاویہ خلیفہ بنے اور اموی خاندان کی بنیاد رکھی جس نے کئی دہائیوں تک مسلم دنیا پر حکومت کی۔
- ان کا انتقال پچھتر برس کی عمر میں ہوا۔ اپنی وفات سے پہلے اس نے اپنے بیٹے یزید کو خلیفہ کے متمنی عہدے پر نامزد کیا۔ حضرت معاویہؓ کا یہ عمل کربلا کے سانحے کا باعث بنا اور دوسری صورت میں، اس کے بعد سے مسلم دنیا میں بہت زیادہ تفرقہ اور انتشار پیدا ہو چکا ۔۔۔

(8) حضرت ابی بن کعب

- آپ کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نامور صحابہ اور کاتبوں میں سے تھے۔
- وہ ابتدائی مذہب تبدیل کرنے والوں میں سے تھے کیونکہ انہوں نے عقبہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی۔
- آپ کی وابستگی، لگن اور لگن کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں ان کا بہت احترام تھا۔
- وہ پورے قرآن کو دل سے جانتے تھے جسے وہ حیرت انگیز طور پر خوبصورت انداز میں پڑھا کرتے تھے۔
- وہ ان چند لوگوں میں سے تھے جن کی طرف حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حساس معاملات میں مشاورت اور رائے کے لیے رجوع کیا کرتے تھے۔
- آپ کی وفات 29ھ میں حضرت عثمان کے دور خلافت میں ہوئی۔

(9) حضرت خالد بن ولید

- آپ کا تعلق قبیلہ قریش سے تھا اور ہجرت کے آٹھ سال بعد اسلام قبول کرنے سے پہلے اسلام کے سخت ترین دشمنوں میں سے ایک تھا۔

- عقب سے مسلمانوں پر اس کی حکمت عملی نے جنگ احد میں فتح کو شکست میں بدل دیا۔
- ارتداد کی جنگ میں، اس کی کارکردگی صرف شاندار تھی، خاص طور پر جھوٹے، مسیلمہ کے خلاف جنگ میں۔
- متعہ کی جنگ میں اس نے سٹریٹجک انخلاء کا سہارا لے کر مسلم فوج کو رومیوں کے ہاتھوں مکمل تباہی سے بچا لیا۔ اس جنگ کے حوالے سے ہی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اللہ کی تلوار کا خطاب دیا تھا۔
- فتح مکہ کے دوران، وہ ان چار کمانڈروں میں سے ایک تھے جنہوں نے مکہ میں مسلمانوں کی فوج کی قیادت کی۔
- حضرت ابوبکر اور حضرت عمر دونوں کے دور میں فارس اور رومی سلطنتوں کے بڑے حصوں کو فتح کرنے میں آپ کا اہم کردار تھا۔
- اس نے مثالی کردار کا مظاہرہ کیا جب انہیں خلیفہ حضرت عمر نے حکم سے فارغ کیا اور اپنے جانشین حضرت ابو عبیدہ سے کہا کہ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ وہ کمانڈ میں ہیں یا سپاہی جب تک وہ اللہ کی خاطر لڑ رہے ہیں۔
- یہ مایہ ناز جنگجو اور عسکری حکمت عملی 21 ہجری میں انتقال کر گئے اور ایک بڑا نام چھوڑ گئے۔

مدینہ باب 5

مہاجرین اور انصار

- جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے گھر میں مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت کا اعلان کیا۔ نوے آدمی تھے جن میں سے نصف مہاجرین میں سے تھے اور نصف انصار میں سے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے درمیان صدقے اور خیرات میں اخوت کا اعلان کیا اور ان میں سے کسی کی وفات کی صورت میں ان کے رشتے داروں کو ترجیح دیتے ہوئے ایک دوسرے کا وارث بنایا۔ یہ سلسلہ بدر کی لڑائی تک جاری رہا، جب اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا:

"اور آپس میں خون کے رشتے اللہ کے فرمان (وراثت کے حوالے سے) قریبی ذاتی رشتے ہیں..." (33:6)، وراثت کا حق رشتے داروں کو واپس کرنا، نہ کہ بھائی چارے میں شامل ہونے والوں کو۔

مہاجرین

- مہاجرین وہ لوگ ہیں جنہوں نے اللہ کی راہ میں مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔
- مہاجر کی اصطلاح کا اطلاق خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نہیں ہوتا۔
- مہاجرین کو ہجرت سے پہلے قریش کے ہاتھوں بہت نقصان اٹھانا پڑا۔
- کچھ مہاجرین کو اپنے بیٹوں، بیٹیوں، بیویوں یا شوہروں کو اپنے مذہب کے لیے چھوڑنا پڑا۔
- کچھ لوگ اکیلے مکہ سے چوری کر کے نکلے اور خود مدینہ کا مشکل سفر کیا۔
- نیز، وہ مدینہ میں عملی طور پر کوئی مال نہیں لے کر گئے، اور یوں وہ بے خرچ آئے۔

قرآن:
''ہجرت کرنے والوں کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔''
''جو لوگ ایمان لائے، ہجرت کی اور اللہ کی راہ میں خون اور مال خرچ کیا، وہ بلند مقام پر فائز ہیں۔''

انصار

- انصار قبیلے اوس اور خزرج کے لوگ ہیں۔
- یہ قبائل حمیری سلطنت کے دوپہر کے وقت مدینہ کی طرف ہجرت کر گئے تھے۔

- یہ دونوں قبیلے آپس میں لڑتے تھے، اسی طرح یہودی بھی جن کے ساتھ وہ شہر بانٹتے تھے۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے بعد یہ دونوں قبیلے ہمیشہ کے لیے امن سے رہے۔
- مہاجرین اور انصار کے درمیان اخوت قائم ہونے کے بعد انصار اپنی تمام ملکیت اپنے نئے بھائیوں کے ساتھ تقسیم کرنے کے خواہشمند تھے۔
- یہاں تک کے چند ایک انصار نے اپنی بیویوں کو طلاق دے دی تاکہ وہ اپنے بھائیوں کو دے دیں جو مکہ سے اپنے اہل خانہ کے بغیر یا بیویوں کے بغیر آئے تھے۔
- انصار جنگ بدر سے دائیں طرف موڑے اور پتلے راستے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے جہاں انصار کی طرف سے حضرت سعد بن معاذ نے اسلام کی بیعت اور غیر واضح حمایت کا عہد کیا۔ انہوں نے ایسا کیا، حالانکہ عہد عقبہ کے ذریعے ان سے ایسا کرنا ضروری نہیں تھا۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد انہوں نے اپنا حق ترک کر دیا اور اس تجویز کے ساتھ صلح کر لی کے اگلا خلیفہ قریش میں سے ہونا چاہیے۔
- مہاجرین کے ساتھ انہوں نے بھی فتوحات اور تبلیغ کے ذریعے اسلام کی اشاعت میں زبردست حصہ لیا۔

احادیث:
''ایمان کی نشانی انصار سے محبت ہے اور نفاق کی نشانی انصار سے بغض ہے۔''
''اگر لوگ ایک راستے اختیار کریں اور انصار دوسرا تو میں انصار کا راستے اختیار کروں گا۔''

سیکشن پانچ مدینے کی پہلی اسلامی برادری باب 6

مکے مکرمے اور مدینے منورے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات کی اہم شخصیات

<u>مکے مکرمے میں:</u>

(1) عبدالمطلب

- عبدالمطلب کا شجرے نسب حسب ذیل ہے:

فہر – د – قصائی – عبد مناف – ہاشم – ص – عبد المطلب کہاں: د

= نسب = بیٹا

- 520ء میں جب مُطلب کا انتقال ہوا تو ان کے بھتیجے عبدالمطلب نے رفضے اور سقایہ کے فرائض انجام دیے اور وہ بنو ہاشم کے سربراہ بھی بنے۔
- وہ خانے کعبہ کے متولی اور بیت اللہ میں آنے والے حاجیوں میں کھانا اور پانی تقسیم کرنے والے تھے۔
- اس نے زم زم کا کنواں بھی دوبارہ دریافت کیا جو پچھلے کچھ عرصے سے ریت کے نیچے دب گیا تھا۔

- عبدالمطلب کی 6 بیٹیاں اور 12 بیٹے تھے ان کا ایک بیٹا عبداللہ تھا جو انہیں بہت عزیز تھا
- 25 سال کی عمر میں عبداللہ کی شادی آمنہ سے ہوئی اپنی شادی کے فوراً بعد وہ شام کے لیے تجارتی مشن پر روانہ ہو گئے واپسی پر آپ نے یثرب میں قیام کیا جہاں آپ کا انتقال ہوگیا
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبدالمطلب کے نواسے تھے اور دو سال تک ان کی قید میں رہے
- یمن کے گورنر ابرہہ کے مکہ پر حملے کے آٹھ سال بعد عبدالمطلب کا انتقال ہوگیا

(2) ابو طالب

- ابو طالب کا شجرہ نسب حسب ذیل ہے:

فہرد - قصی - عبد مناف - ہاشم - عبد المطلب - ابو طالب -

- آپ کے والد کا نام عبدالمطلب تھا ان کی والدہ فاطمہ بنت عمرو تھیں
- زبیر اور عبداللہ (حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد) آپ کے حقیقی بھائی تھے، اس کے علاوہ 7 سوتیلے بھائی تھے

- 8 سال کی عمر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دادا کی وفات کے بعد ابو طالب کی تحویل میں چلے گئے
- اپنی غربت کے باوجود، ابو طالب نے اپنے بھتیجے کی پرورش اپنے بچوں کی طرح نہایت شفقت اور محبت سے کی
- ابو طالب عطر اور کپڑے کے تاجر تھے
- 12 سال کی عمر میں، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے چچا کے ساتھ کئی مہینوں کے تجارتی سفر پر شام گئے
- راستے میں بحیرہ نامی عیسائی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کی پیشین گوئی کی
- جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نبوت کا اعلان کیا تو ابو طالب کے علاوہ تقریباً سبھی ان کے خلاف ہو گئے
- ساری زندگی ابو طالب نے اپنے بھتیجے کو قریش کی مار سے پناہ دی
- جب کہ وہ خود مسلمان نہیں تھے، جب قریش نے بنو ہاشم کے بائیکاٹ کا اعلان کیا تو وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے ہوئے اور اپنے قبیلے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حمایت میں جمع کیا
- اسلام کے ابتدائی سالوں میں ابو طالب کی طرف سے اپنے بھتیجے کو دی جانے والی غیر متزلزل حمایت نے قریش کے حملوں کے خلاف ایک بڑی ڈھال فراہم کی

(3) حلیمہ سعدیہ

- عرب رسم و رواج کے مطابق، آپ کی ولادت کے فوراً بعد، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبیلہ بنو ہوازن کی حلیمہ سعدیہ کے سپرد کر دیا گیا، جو اپنی زبان کی پاکیزگی اور فصاحت و بلاغت کے لیے مشہور تھی، آپ کو دودھ پلانے اور پرورش کے لیے
- اس طرح ان کی زندگی کے ابتدائی 4 سال مکہ مکرمہ سے دور اپنے رضاعی والدین کے صحرائی گھر میں 'قدرت کی گود' میں گزرے
- حلیمہ کے اپنے بیٹے کا نام عبداللہ بن حارث اور بیٹی کا نام حذف عرف شیمہ تھا
- جب قبیلہ ہوازن کو شکست ہوئی اور شیمہ کو بہت سے دوسرے لوگوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بہت احترام کیا
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ حلیمہ کو میری ماں کہا
- بعد میں حلیمہ اور ان کے پورے خاندان نے اسلام قبول کر لیا

(4) بحیرہ رحیب:

- جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر 12 سال تھی تو آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ شام کے تجارتی سفر پر گئے
- بصرہ (شام میں) میں، اس کی ملاقات بحیرہ نامی ایک عیسائی متولی سے ہوئی جس نے پیشین گوئی کی تھی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہوں گے اور یہ بات پچھلے صحیفوں میں بتائی گئی تھی
- بحیرہ نے ابو طالب کو یہ بھی مشورہ دیا کہ وہ اپنے بھتیجے کو فوراً مکہ واپس لے جائیں تاکہ یہودی اسے نقصان نہ پہنچا سکیں، کیونکہ اس بات کا امکان تھا کہ وہ بھی ان میں نبوت کے آثار کو پہچان لیں گے

(5) ابوجہل

- ابوجہل کا اصل نام عمرو بن ہشام تھا ان کے قبیلے نے انہیں عبدالحکم (حکمت کا باپ) کہا جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیروکاروں نے اس نام کی جگہ ابوجہل رکھ دیا جس کا مطلب ہے "جہالت کا باپ"
- ان کا تعلق قبیلے مخزوم سے تھا، جو قریش کے ایک بااثر قبیلے تھے
- مخزوم کے سردار ولید بن مغیرہ کے بھتیجے ہونے کی وجہ سے وہ حضرت خالد بن ولید کے چچا زاد بھائی تھے
- وہ مکہ کا ایک امیر تاجر تھا جس نے اپنے مخالفین اور مخالفین کے خلاف تکبر، بدتمیزی اور بے رحمی کا مظاہرہ کرنے میں کبھی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کی
- یہ وہی ہے جس نے قریش کے اشرافیہ کے گروہ کی طرف سے بات کی جس نے ابو طالب کو پکارا: "تمہارے بھتیجے نے ہمارے معبودوں کو گالی دی ہے، ہمارے مذہب کی توہین کی ہے، ہماری ذہانت کو پست کیا ہے اور دعویٰ کیا ہے کہ ہمارے آباؤ اجداد گمراہ تھے، اب یا تو تم اسے روکو ورنہ ہمیں اس کے ساتھ ہاتھ دھونا چاہیے، کیونکہ تم اس کی پیروی کرو جس کی ہم مخالفت کرتے ہیں، اس کی پیروی کرو"

- وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین دشمنوں میں سے ایک تھا اور جس چیز کے لیے آپ کھڑے تھے اس نے کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور تذلیل کا موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیا، یہاں تک کہ اس نے مکے کے دیگر اشرافیہ کے ساتھ مل کر ان کے قتل کا منصوبہ بنایا۔
- اسی نے 616ء میں مکے مکرمہ کے مختلف قبائل کی جماعت کی طرف سے بنی ہاشم کے مکمل بائیکاٹ کا اہتمام کیا اور اس کے نفاذ کے لیے ہر ممکن اقدام کیا۔
- جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابو لہب نے، جو ابو طالب کی وفات کے بعد بنو ہاشم کا سردار بنا تھا، آپ کو کسی قسم کی حفاظت دینے سے انکار کر دیا اور طائف کے لوگوں نے بھی انہیں تقریباً مار مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا، تو ابو جہل خوش ہوا کہ اب وہ ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ختم کرنے کے اپنے مذموم عزائم میں کامیاب ہو جائے گا۔ جب نوفل قبیلے کے سردار مطعم بن عدی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کی تو غصے میں آنے والا ابوجہل تھا جس نے مطعم کو کھلم کھلا لعنت بھیجی۔
- ابوجہل وہ ہے جس نے بدر کی جنگ مسلمانوں اور قریش مکہ دونوں پر مسلط کی تھی۔ وہ اس جنگ میں مارا گیا، جب کہ اس کے ہم وطنوں کو عبرتناک شکست سے دوچار ہونا پڑا جس نے عملی طور پر تاریخ کا دھارا مسلمانوں کے حق میں بدل دیا۔
- ابوجہل مسلمانوں کی تاریخ میں ان لوگوں میں سے ایک ہے جن کی سب سے زیادہ مذمت کی جاتی ہے، کیونکہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروکاروں کی توہین، نقصان اور تذلیل کرنے کے لیے ہر وہ کام کیا جو ممکن تھا۔

(6) ابو لہب

- ان کا اصل نام ابوالعزیٰ تھا لیکن سرخی مائل رنگت کی وجہ سے ابو لہب کے نام سے جانا جاتا تھا۔
- ان کی اہلیہ کا نام ام جمیل بنت حرب بن امیہ تھا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا میں سب سے زیادہ دولت مند تھے لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے بنو ہاشم سے زیادہ اپنی اہلیہ کے قبیلے کے قریب تھے۔
- ابو لہب اور اس کی بیوی نے شروع ہی سے نہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحدانیت کی تبلیغ شروع کی تھی، بلکہ ان کی زندگی کو مزید دکھی بنانے میں بھی شاید ہی کوئی کسر نے چھوڑی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورہ لہب میں ابو لہب اور اس کی بیوی دونوں کے بارے میں الٰہی مذمت نازل فرمائی۔
- ابو لہب نے مکے کے اشرافیہ کے تمام اجلاسوں میں شرکت کی جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے عقیدت مند صحابہ کو اذیت دینے، دہشت زدہ کرنے اور قتل کرنے کی سازشیں کی گئیں۔ ابو طالب کے برعکس جنہوں نے انتہائی مشکل حالات میں بھی اپنے بھتیجے کی حفاظت کی اور حضرت حمزہ جو تمام آزمائشوں میں ایک مضبوط چٹان کی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑے رہے، ابو لہب نے ہمیشہ کھل کر مخالف کیمپ کا ساتھ دیا۔
- وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قدر مخالف تھے کہ جب پورے مکے نے اجتماعی طور پر ان کے رشتہ داروں کا بائیکاٹ کیا تو بھی بنو ہاشم کا ساتھ نہ دیا۔

- ابو طالب کی وفات اور بنو ہاشم کے سردار کے عہدے پر فائز ہونے کے بعد انہوں نے اس لازمی تحفظ میں توسیع نہیں کی جو کے قبائلی نظام کے تحت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدائشی حق تھا یہی وجہ ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حفاظت کے لیے طائف جانا پڑا جو بھی پورا نہ ہوسکا اگر نوفل (ہاشم کے حقیقی بھائی) کے نواسے مطعم بن عدی نے اس نازک موڑ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفظ نہ دیا ہوتا تو ان کے لیے حالات بہت زیادہ خراب ہو جاتے کیونکہ ابو لہب بالواسطہ طور پر قاتلوں کی حوصلہ افزائی اور حمایت کر رہا تھا۔
- غزوہ بدر میں اگرچہ شریک نہیں ہوئے لیکن ان کی عداوت اور عداوت اس قدر شدید اور بے حد تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ہم وطنوں کے ہاتھوں قریش کی توہین اور توہین برداشت نہ کر سکے اور اس کے فوراً بعد شدید صدمے سے وفات پا گئے۔

(7) ابو سفیان

- ابو سفیان جس کا اصل نام صخر تھا، اس کا تعلق قبیلہ بنو امیہ سے تھا جو قریش کے ایک اہم گروہ سے تھا۔
- ان کے والد کا نام حرب تھا ان کے بیٹے حضرت امیر معاویہ پہلے شام کے گورنر اور پھر خلیفہ بنے اور اموی خاندان کی بنیاد رکھی جس نے تقریباً 90 سال تک مسلم سلطنت پر حکومت کی۔ ان کی ایک صاحبزادی حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں۔ ابو سفیان کی بیوی کا نام ہند بنت عتبہ تھا جس نے بدر میں اپنے والد کی موت کا بدلہ احد کی جنگ میں حضرت حمزہ کا جگر چبا کر لیا تھا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے 40 سے 60 ویں سال تک، ابو سفیان آپ کا کھلا دشمن تھا، بنیادی طور پر اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلے، بنو ہاشم نے ابو سفیان کے والد اور دادا کو مکہ کی قیادت سے بدل دیا تھا اور ان کی بیٹی نے مدینہ سے مدینہ آنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی تھی۔
- وہ مکہ کے ایک امیر تاجر تھے اور قریش کے درمیان اور دور دراز کے مقامات جیسے کے غزہ جہاں سے وہ اکثر تجارتی قافلے لے جاتے تھے، دونوں میں ایک بااثر مقام حاصل کرتے تھے۔
- مکہ کے بعض دیگر ممتاز سرداروں کے برعکس، وہ ایک ٹھنڈے مزاج کا آدمی تھا جو شاذ و نادر ہی پرتشدد دشمنی کا مظاہرہ کرتا تھا، حالانکہ وہ اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تباہ کرنے کے لیے ہر ممکن اقدام کر رہا تھا۔
- وہ قریش کے بااثر حلقوں کا حصہ تھے جنہوں نے مدینہ کی طرف خفیہ ہجرت سے قبل 622 عیسوی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا تھا۔
- ابو سفیان غزوہ بدر کا بالواسطہ ذمہ دار تھا جس نے قریش کی کمر توڑ دی اور پورے عرب میں ان کو رسوا کیا۔
- اس نے احد اور خندق کی لڑائیوں میں مکہ کی فوجوں کی کمان بھی کی، مسلمانوں کے ساتھ حدیبیہ کے معاہدے پر دستخط کیے اور بالآخر اس وقت اسلام قبول کر لیا جب مکہ نے 630 عیسوی میں مسلمانوں کی فوج کے حملے سے پہلے ہی تسلیم کر لیا۔

- اس کے بعد سے وہ وفادار اور وفادار رہا، یہاں تک کہ ارتداد کی لہر کے دوران پورے حجاز میں مکمل سکون اور سکون چھا گیا، حالانکہ اگر اس کے اندر کوئی برا جذبات باقی رہ جاتے تو حالات اس سے بری طرح فائدہ اٹھا سکتے تھے۔
- ابو سفیان نے فتح مکہ کے بعد طائف کی مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔
- حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں آپ نجران اور حجاز کے گورنر ہر 31ھ میں 88 سال کی عمر میں وفات پائی

(8) مطعم بن عدی

- مطعم بن عدی اسلام کے محسنوں میں سے ہے، کیونکہ اس نے اپنے چچا ابو طالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفظ فراہم کیا تھا، وہ پوری طرح سے قریش کے رحم و کرم پر تھے جو انہیں ہمیشہ کے لیے ختم کرنے کے لیے تیار تھے، جب کے بنو ہاشم کے نئے سردار ابو لہب کا رویہ ان کے ساتھ بہت ہی عاجزانہ اور غافل تھا۔
- مطعم کا تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے تھا کیونکہ وہ نوفل کے نواسے تھے جو کہ ہاشم کے بھائی تھے – حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردادا تھے۔
- اگرچہ اس نے بھی اسلام قبول نہیں کیا تھا لیکن وہ ابوجہل اور ابو لہب کی طرح ظالم، غیر انسانی، دشمن اور متشدد نہیں تھا جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بنو ہاشم کے دوسرے افراد کے خلاف تھا جن کے خلاف بائیکاٹ کیا گیا تھا۔
- درحقیقت مطعم ان پانچ آدمیوں میں سے تھا جنہوں نے بنو ہاشم کے خلاف پابندی ہٹائی اور اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو طویل اذیت اور اذیت سے نجات دلائی۔
- چونکہ بنو ہاشم کا سردار ابو طالب خدیجہ کے ساتھ فوت ہو گیا تھا اور قبیلہ کا نیا سربراہ ابو لہب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سایہ تک تحفظ فراہم کرنے کے موڈ میں نہیں تھا اور طائف کے لوگوں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بدسلوکی کی تھی اور آپ کے مشن کو رد کر دیا تھا، اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ معظمہ میں داخل ہونے کا پیغام بھیجا: تحفظ؟" لیکن اس نے جواب دیا: "میں ایک اتحادی ہوں اور ایک اتحادی تحفظ فراہم نہیں کرسکتا" چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سہیل بن عمرو کو پیغام بھیجا، جس نے جواب دیا: "بنو عامر بنو کعب کو تحفظ فراہم نہیں کرتے" چنانچہ آپ نے مطعم بن عدی کو پیغام بھیجا، جس نے ان کی حفاظت پر رضامندی ظاہر کی اور اپنی سواری سے اعلان کیا: "اے قریش کے لوگو! میں نے محمد کو تحفظ دیا ہے، اس لیے تم میں سے کسی کو تکلیف نہ ہو"
- 622ء میں مطعم کی وفات تک حضور صلی اللہ علیہ وسلم مطعم کی حفاظت میں رہے۔
- جنگ بدر میں مطعم کے دو بھتیجے قیدی ہو گئے۔ جب مطعم کا بیٹا جبیر ان کو فدیہ دینے کے لیے مدینہ آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آیا۔ بعد میں جبیر بن مطعم نے اسلام قبول کیا۔

<u>مدینہ میں:</u>

(1) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی حضرت عبداللہ ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے وہ ایک خوش نصیب لڑکا تھا جس نے اپنی پیدائش کے سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں گزارے درحقیقت جب سے وہ سات سال کے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسلسل صحبت میں رہے اس کے وضو کے لیے پانی تیار کرتے، اس کے پیچھے نماز پڑھتے اور سفر میں بھی اس کے ساتھ سوار ہوتے اپنی بہت چھوٹی عمر کے باوجود، اس نے اپنی ذہانت، گہری اور جستجو کرنے والے دماغ اور دل کے ساتھ ایک بالغ کی طرح برتاؤ کیا

ان کی زندگی میں مذہبی، ادبی اور تاریخی امور کے علم میں ان کے برابر شاید ہی کوئی تھا۔ علم کی بھوک کو بجھانے کے لیے وہ ہر شخص، جگہ اور کونے میں یہ کہتے ہوئے جاتے تھے کہ ''لوگوں کو علم کی طرف جانا چاہیے، علم لوگوں کے پاس نہیں آنا چاہیے۔'' اپنی گہری ذہانت، مسلسل سوال کرنے اور ہوشیار مشاہدے کی وجہ سے انہیں "جمعیت اسلامی کے اسکالر" کا خطاب ملا۔ اگر ہم یہ کہیں کہ وہ اپنے زمانے کا ''موبائل اسکول یا یونیورسٹی'' تھا تو مبالغہ آرائی نہیں ہوگی۔

- قرآن پاک، سنت اور تاریخ سے متعلق مختلف سوالات کی وضاحت کے لیے لوگ سینکڑوں کی تعداد میں ان کے پاس آتے تھے اور وہ ہر ایک کے لیے آسانیاں پیدا کرنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔

- یہ محض علم نہیں تھا جس کے لیے وہ مشہور تھے۔ اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک باعمل استاد تھے جن کے آداب و افعال ان کے علم اور تدریس کے مکمل موافق تھے۔

- حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ بہت پرہیزگار، شریف اور سخی انسان تھے، جو ہر وقت ضرورت مندوں اور غریبوں کی مدد کے لیے بہت زیادہ کوشاں رہتے تھے۔

- اس کی کم عمری کے باوجود صالح خلفاء نے اس سے کثرت سے مشورہ کیا اور ان کی رائے اور خیالات کو بزرگوں کی رائے سے زیادہ اہمیت دی۔

- علم و فضل اور تقویٰ کے مظہر حضرت عبداللہ ابن عباس کا انتقال طائف میں ستر سال کی عمر میں ہوا۔

(2) حضرت عبداللہ بن عمر

- ہجرت کے پہلے سال مدینے کی طرف ہجرت کے وقت حضرت عبداللہ کی عمر بمشکل دس سال تھی جب وہ اپنے والد حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ اس تاریخ کے بعد سے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں معلوم نہیں ہوا کہ وہ اس راستے سے کبھی بھٹک گئے جو انہوں نے اپنے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر قبول کیا تھا۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش قدم پر اتنا قریب سے کوئی نہیں چلا جتنا ابن عمر نے کیا۔

- آپ کو کم عمری کی وجہ سے غزوہ بدر اور احد میں حصہ لینے کی اجازت نہیں دی گئی لیکن بعد ازاں خندق کی جنگ کے بعد آپ نے تمام مہمات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔

- وہ بہت پرہیزگار، پرہیزگار اور سنت کی پابندی میں احتیاط سے کام لیتے تھے۔ ابن عمر کے اس جذبے نے انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی قول کی اطلاع دینے میں ہچکچاہٹ پیدا کردی جب تک کہ انہیں اس بات کا یقین نہ ہو کہ وہ خط تک یاد ہے۔ سنت پر سختی سے عمل پیرا ہونے کی وجہ سے وہ فتوے دینے میں بھی اتنے ہی محتاط اور محتاط تھے۔

- وہ بہت سخی اور سخی تھے۔ اس نے ایک ہزار غلاموں کو آزاد کیا جن میں احادیث کے مشہور راوی حضرت نافع بھی شامل ہیں۔ (صفحہ 224، انسائیکلوپیڈیا آف سیرت جلد VIII، از افضل الرحمن)

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے

’’جب تم شام تک زندہ رہو تو صبح تک زندہ رہنے کی امید نہ رکھو اور جب صبح تک زندہ رہو تو شام تک زندہ رہنے کی امید نہ رکھو، صحت کی حالت میں بیمار ہونے سے پہلے اور جب زندہ ہو موت آنے سے پہلے (نیک اعمال) کرو‘‘

- احادیث (1630) کی روایت میں ہے کہ وہ فوراً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ گرتا ہے اگرچہ وہ فقہی اور دیگر منسلک مذہبی معاملات پر ایک اتھارٹی کے طور پر منعقد کیا گیا ہے. (صفحہ 224، انسائیکلوپیڈیا آف سیرہ جلد VIII، از افضل الرحمن)

(3) حضرت ابو ایوب انصاریؓ

- ان کا تعلق مدینہ میں انصار کے قبیلہ خزرج سے تھا اور عقبہ کی دوسری بیعت پر اسلام قبول کرنے والوں میں سے تھا

- ہجرت کے بعد جب آپ مدینہ تشریف لائے تو آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خود میزبانی کا شرف اور شرف حاصل ہوا

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور آپ کی وفات کے بعد چاروں خلفائے راشدین کے دور میں تمام بڑی مہموں میں آپ نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا

- وہ حضرت عمار بن عاص کے ہاتھوں مصر کے زوال کے گواہ تھے جن کی سربراہی میں اس نے رومیوں کے خلاف یہ جنگ لڑی

- حضرت علی کے دور خلافت میں آپ مدینہ کے گورنر رہے

- حضرت امیر معاویہ کے دور میں اس نے اس مہم میں حصہ لیا جو بازنطینی سلطنت کے دارالحکومت قسطنطنیہ پر قبضہ کرنے کے لیے بھیجی گئی تھی۔ لڑائی میں شدید زخموں کے بعد جب وہ بستر مرگ پر تھا تو اس نے خواہش ظاہر کی کہ اسے مشرقی رومی سلطنت کی سیٹ کی دیواروں کے پاس دفن کیا جائے

- اگرچہ اس وقت ان کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی لیکن یہ اس وقت پورا ہوا جب قسطنطنیہ کا شہر جسے اب استنبول کہا جاتا ہے، 1452ء میں عثمانیوں نے اپنے حکمران سلطان محمد کی سربراہی میں فتح کر لیا

(4) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ

- آپ نے 7 ہجری میں اسلام قبول کیا اور اہل صفہ میں ایک ممتاز شخصیت تھے

- وہ اکیلا ہی تقریباً دو ہزار کے تحفظ اور ترسیل کا ذمہ دار تھا

حدیث یہ سب کچھ زیادہ دلچسپ ہے کیونکہ آپ کو صرف چار سال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کا شرف حاصل تھا اس منفرد واقعہ کی وضاحت کیسے کی جا سکتی ہے! اس کا جواب ان کی شخصیت کی دو خاص خصوصیات میں مضمر ہے: شاندار یادداشت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنے کے لیے ان کی مکمل لگن اس حد تک کہ آپ نے اپنی صحبت کو مشکل سے ہی چھوڑا سوائے اس رات کے جو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے لے کر اب تک ان کے پاس بیوی بچوں یا مال و دولت کی فکر نہیں تھی

اس نے عام طور پر سیکھنے کی ترغیب دینے کے علاوہ دوسروں کو ہر وہ چیز سکھانے کا کام اپنے اوپر لے لیا جو وہ جانتا تھا۔

- اس کی مسلسل ترغیب پر، اس کی والدہ نے اسلام قبول کر لیا حالانکہ شروع میں وہ بہت زیادہ مخالف اور عقیدے کے انکار پر اٹل تھیں۔
- علم و تعلم اور غیر معمولی طور پر مضبوط یادداشت سے محبت کے علاوہ وہ اپنی عاجزی، سخاوت اور تقویٰ کے لیے بھی مشہور تھے۔ اگرچہ بعد میں انہیں مختلف خلفاء نے بحرین اور مدینے کا گورنر مقرر کیا لیکن ان کی عاجزی اور تقویٰ نے ان کا پیچھا نہیں چھوڑا۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد آپ نے مسجد نبوی سے باقاعدگی سے درس دیا ۔ آپ کی وفات سنہ 57 ہجری میں ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام میں آپ کی بہت عزت تھی۔

(5) حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ

- اس نے یمن میں اپنے قبیلے کے دیگر افراد کے ساتھ اسلام قبول کیا اور پھر مدینے کی طرف ہجرت کی۔
- اس نے حنین کی جنگ میں حصہ لیا جو ہوازن اور ثقیف کی فوجوں اور مسلمانوں کے درمیان لڑی گئی۔
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے دور میں وہ یمن کی حکومت کے منصب پر برقرار رہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں سونپی تھی۔
- حضرت عمر نے انہیں کوفہ کا گورنر مقرر کیا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ پرعزم، مخلص اور سرشار صحابہ میں سے ایک تھے جنہوں نے آپ کو بہت زیادہ عزت دی تھی۔
- قرآن پاک اور احادیث کے بارے میں ان کی گہری فہم ہر جگہ معروف اور قابل تعریف تھی۔ اسے عدالتی معاملات پر ایک اتھارٹی سمجھا جاتا ہے۔
- وہ ان ثالثوں میں سے تھے جنہیں 37 ہجری میں اس تنازعے کے حل کے لیے مقرر کیا گیا تھا جس نے حضرت علی اور حضرت معاویہ کو آپس میں ٹکراؤ تک پہنچا دیا تھا۔ ثالثی کی کوشش ناکام ہو گئی کیونکہ وہ مخالف کیمپ کی ہوشیاری کا اندازہ لگانے کے لیے بہت سادہ اور سیدھا آگے تھا۔

(6) حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ

- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے والوں میں سے ایک تھے (نبوت کے پانچویں یا چھٹے سال کے درمیان)۔
- اس کا تعلق غفار قبیلے سے تھا جو کہ ہائی وے ڈکیتوں کے گروہ کے طور پر مشہور تھا۔

جیسے ہی اس نے اسلام قبول کیا وہ خانہ کعبہ گیا اور وہاں تمام دشمنان اسلام کے سامنے اس نے ایمان کا وہ اعلان سنایا جس کی مار سے اس کی موت قریب قریب پہنچ گئی۔

- اگلے ہی دن وہ دوبارہ خانہ کعبہ گیا اور ان بتوں کو گالی دینے لگا جن کی کچھ لوگ پوجا کر رہے تھے اسے کافروں نے بہت مارا جس کے نتیجے میں وہ وہیں بے ہوش ہو گیا

- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورے سے وہ اپنے قبیلے میں واپس چلے گئے اور سب سے پہلے ان کے درمیان اور اس کے بعد پڑوسی قبیلے اسلم میں تبلیغ شروع کی دونوں قبائل نے اسلام قبول کیا، جنگ خندق کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے کے لیے مدینہ تشریف لائے اور اس کے بعد تمام بڑے معرکوں میں مسلمانوں کے شانہ بشانہ ایک مضبوط قوت بن گئے

- حضرت ابو ذر غریبوں کے چمپئن اور دولت، شان و شوکت اور شوخی کے سخت مخالف تھے جس سے امیر فارسی اور رومی علاقوں کے الحاق کے بعد مسلمان تیزی سے آشنا ہو رہے تھے

- اسلامی سلطنت میں آنے والی دولت کی وجہ سے جب بہت سے لوگ خطرے میں پڑ رہے تھے تو وہ انہیں قرآن پاک میں اللہ کا یہ فیصلہ یاد دلاتے رہے (9:34-35) ''جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، انہیں دردناک عذاب کی خبر سنا دو... جس کا مزہ چکھنے کے لیے تم نے اب یہ درخت استعمال کیا ہے''

- اس تنبیہ کو سب سے پہلے سننے والوں میں سے ایک شام کا گورنر تھا جسے حضرت ابوذر نے عیش و عشرت سے پرہیز کرنے اور سادگی کی زندگی گزارنے کا مشورہ دیا مصیبت اور سیاسی بغاوت کے خوف سے خلیفہ نے حضرت ابوذر کو مدینہ واپس بلایا وہ مدینہ سے چند میل کے فاصلے پر ربدہ کے مقام پر آباد ہوئے اور وہیں بغیر کفن کے اس کی مبارک لاش کو ڈھانپنے کے لیے وفات پا گئے

- وہ ان چودہ خوش نصیبوں میں سے تھے جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا قریبی دوست سمجھا

(7) حضرت امیر حمزہ

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے تین طرح سے تعلق تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا، آپ کے رضاعی بھائی اور آپ کی خالہ کے بیٹے بھی تھے

- وہ کشتی، شکار، تیر اندازی اور تلوار بازی کے فن میں مہارت اور مہارت کی وجہ سے پورے مکے میں مشہور تھے

- ایک دن جب وہ شکار سے واپس آیا اور اسے اطلاع ملی کے ابو جہل نے آپ کے بھانجے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دی ہے تو وہ اس حد تک غضبناک ہوا کے فوراً کعبہ کی طرف لپکا اور ابوجہل پر جھپٹا اور وہاں کھلم کھلا اعلان کیا اور پھر اسلام قبول کر لیا

- ان کے قبول اسلام نے حضور (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو کھلے عام اس کی تبلیغ کرنے کے قابل بنایا جو اس وقت تک تقریباً ایک خواب تھا

یکم ہجری کے رمضان میں آپ کو مکے کے تجارتی قافلوں کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے کے لیے بحیرہ احمر کے ساحل پر 30 مہاجرین کے دستے کی قیادت کے لیے تعینات

کیا گیا تھا۔ اس طرح انہیں پہلا شخص ہونے کا اعزاز حاصل ہوا جسے اسلام کا جھنڈا سونپا گیا تھا۔

- جنگ بدر میں آپ نے حضرت علی اور حضرت عبیدہ کے ساتھ روایتی ابتدائی لڑائی میں حصہ لیا جس میں آپ نے قریش کی ایک بلند پایہ شخصیت عتبہ بن ربیعہ کو قتل کردیا۔ آنے والی کھلی جنگ میں بھی، اس کی کارکردگی محض شاندار تھی، کیونکہ اس نے اکیلے ہی اور بہت سے کافروں کو مار ڈالا۔

- غزوہ احد میں وہ وحشی کے ہاتھوں شہید ہوئے جنہیں ابو سفیان کی بیوی ہندہ نے اس کام کو انجام دینے کے لیے خصوصی طور پر تعینات کیا تھا، جس کے والد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں بدر کی لڑائی میں مارے گئے تھے۔ ہندہ نے اپنے مردہ جسم سے جگر کاٹ کر اسے چبانے کی کوشش کی تاکہ اپنے غصہ اور حضرت حمزہ کی توہین کو ہوا دے سکیں۔

- وحشی وہی شخص ہے جس نے اسلام قبول کرنے کے بعد ارتداد کی جنگوں میں حصہ لیا اور مسیلمہ جھوٹے کے قتل میں اہم کردار ادا کیا جس نے اپنے آپ کو پیغمبر ہونے کا اعلان کیا تھا۔

- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو احد پہاڑ کے کنارے دفن کیا گیا اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں "سربراہ شہداء" کا خطاب عطا فرمایا۔

(8) حضرت عمرو بن عاص

- کچھ لوگوں نے خلیفہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی: رومی سپاہی ارطیبون (بہت چالاک اور بہادر آدمی) کے ماتحت ہیں۔ خلیفہ نے جواب دیا: "ہم نے رومی آرٹیبون کا مقابلہ کرنے کے لیے اپنا عرب آرٹیبون مقرر کیا ہے، آئیے دیکھتے ہیں کہ حالات کیسے نکلتے ہیں" خلیفہ نے جس شخص کا ذکر کیا ہے وہ کوئی اور نہیں بلکہ حضرت عمرو بن عاص تھے جو جنگ اور سیاست کے معاملات میں حقیقی ذہین تھے۔

- آپ ہجرت سے تقریباً 47 سال پہلے پیدا ہوئے۔

- وہ اور ان کے والد دونوں ہی اسلام اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سرگرم مخالف تھے لیکن حدیبیہ کے معاہدے کے بعد وہ خود مدینہ آکر اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا۔

- اپنی ذہانت، ایمان سے وفاداری اور دیگر بہت سی خوبیوں کی وجہ سے آپ کو وہاں کے لوگوں کے قبول اسلام پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے عمان بھیجا تھا۔

- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد جزیرہ نما عرب میں پھوٹ پڑنے والی ارتداد کی لہر کے خلاف جنگ میں آپ نے مؤثر طریقہ سے حصہ لیا۔ وہ اس فورس کا کمانڈر تھا جس نے تبوک اور دوماتیل جندل میں قبیلہ قدعہ اور الحارث سے جنگ کی۔

- وہ شام کے علاقہ میں رومیوں کی شکست اور بازنطینیوں کے چنگل سے فلسطین کی آزادی کا ذمہ دار تھا۔ اس شہر کی چابیاں خلیفہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذاتی طور پر اس کے سرپرست سے حاصل کی تھیں۔

- حضرت عمر بن خطاب کے دور میں مصر کو بھی چھ صدیوں کی استعمار کے بعد حضرت عمرو بن عاص نے رومی تسلط سے آزاد کرایا تھا۔

- حضرت علی اور حضرت معاویہ کے درمیان جھگڑے کے دوران اسے مؤخر الذکر کا ساتھ دیا۔

آپ کی وفات 51 ہجری میں مصر میں ہوئی۔

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: "عمرو قریش کے بہترین لوگوں میں سے ہیں" (ترمذی)

(9) حضرت انس بن مالک

- آپ کا تعلق قبیلہ خزرج سے تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ ہجرت سے دس سال پہلے پیدا ہوئے۔
- ان کا تعلق ایک نامور گھرانے سے تھا جس میں زیادہ تر لوگوں نے بہت جلد اسلام قبول کر لیا تھا۔
- جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہوئے تو آپ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو اپنی نگرانی میں لے لیا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ تقریباً ہر وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں مختلف کام کرتے رہتے تھے۔
- جنگ بدر کو چھوڑ کر جب وہ بہت کم عمر تھے، انہوں نے دیگر تمام بڑے معرکوں میں حصہ لیا اور اسلام کے لیے گراں قدر خدمات انجام دیں۔
- حضرت ابوبکر کے دور میں وہ بحرین کے گورنر تھے جبکہ خلیفہ دوم حضرت عمر خطاب نے انہیں بصرہ میں تعینات کیا تاکہ وہاں کے لوگوں کو تعلیم دی جائے جنہوں نے حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا۔
- وہ بہت سے احادیث کے راوی ہیں اور مسلم علماء میں ان کی بہت عزت کی جاتی ہے۔
- وہ زندگی بھر نہایت متقی، شریف، عاجز اور متقی انسان تھے۔
- صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سب سے آخر میں آپ کی وفات سنہ 93 ہجری میں ہوئی۔

(10) حضرت بلال بن رباح

- وہ حبشی نژاد افریقی لونڈی سے پیدا ہوا تھا جس کا تعلق قبیلہ بنی جمعہ سے تھا۔
- وہ ابتدائی مذہب تبدیل کرنے والوں میں سے ایک تھا۔ اس کے آقا امیہ بن خلف نے اس پر طرح طرح کا تشدد کیا تاکہ اس کا ارادہ بدل جائے۔ اس نے اپنے آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ حضرت بلال کو لے جائیں اور گرمی کے شدید ترین دنوں میں صحرا کی جہنمی ریت پر پھینک دیں۔ اس سرنگ ریت کے اثر کو یقینی بنانے کے لیے، انہوں نے بلال کے سینے پر ایک بھاری چٹان رکھ دی، اور ہر وقت کوشش کرتے رہے کہ وہ دوبارہ شرک کی طرف لوٹ آئیں۔ بلال کا جواب ہمیشہ سادہ لیکن مؤثر تھا: احد، احد، جس کا مطلب ہے کہ اللہ ایک ہے۔
- امیہ جب حضرت بلال کے کفر کی طرف پلٹنے سے مایوس ہوئی تو اس نے حضرت ابوبکر کی پیشکش قبول کر لی اور حضرت ابوبکر کو یہ کہہ کر بیچ دیا کہ میں اسے ایک اونس سونے کے عوض بیچنے کے لیے تیار ہوں جس پر حضرت ابوبکر کا جواب تھا: ''میں اس کے لیے سو اونس بھی ادا کرتا۔''

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدینہ ہجرت کے بعد جب اذان دینے کا ادارہ قائم ہوا تو سب سے پہلے حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا

(ص) اسے پڑھنا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے موذن کے نام سے مشہور ہوئے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد اذان دیتے وقت اپنے آقا کی عدم موجودگی کو برداشت نہ کر سکے اور آنسو بہا دیا۔ چنانچہ خلیفہ حضرت ابوبکر کی اجازت سے شام چلے گئے اور وہاں مستقل سکونت اختیار کی۔

- فتح مکہ کے وقت یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ تھے جن کو کعبہ کے اندر اور اس کے اطراف میں بتوں کے مسمار ہونے کے بعد نماز کے لیے اذان دینے کو کہا گیا۔
- وہ بہت دلیر، دلیر اور پرعزم انسان تھے۔ اس نے تقریباً تمام بڑے مقابلوں میں حصہ لیا۔ غزوہ بدر میں اس نے اپنے سابقہ میسر کو قتل کر دیا جو اس پر بے رحمانہ تشدد کرتا تھا۔
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں آپ سرکاری خزانے کے متولی تھے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آپ پر کتنا اعتماد اور بھروسہ تھا۔
- آپ نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی قیادت میں شام کی مہم میں حصہ لیا۔ حضرت عمر جب مفتوحہ سرزمین پر تشریف لائے تو آپ نے اپنی زندگی کی آخری اذان دی۔

(11) حضرت جعفر بن ابو طالب

- حضرت جعفر، حضرت علی کے بڑے بھائی تھے، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے۔
- اس نے ابتدائی دور میں اپنی اہلیہ کے ساتھ اسلام قبول کیا اور نبوت کے پانچویں سال دوسرے گروہ کے درمیان حبشہ کی طرف ہجرت کی۔
- حبشہ میں، وہ وہ شخص تھا جسے حکمران نجاشی کے سامنے مسلمانوں کا نقطہ نظر پیش کرنے کے لیے منتخب کیا گیا تھا، جب مکہ کے وفد نے اسے اور اس کے درباریوں کو زیر دینے کی کوشش کی تھی کہ ان میں مسلمانوں کی موجودگی عیسائیت کے ساتھ ساتھ نجاشی کی حاکمیت اور اقتدار کے لیے بھی خطرہ ہے۔ حضرت جعفر نے فصاحت کے ساتھ اسلام کی بنیادی تعلیمات کو بیان کیا اور سورہ عنکبوت، سورہ روم، سورہ کہف اور سورہ مریم کی آیات پڑھ کر مکہ والوں کے مکر و فریب کی تردید کی۔ اپنی سراسر پیش بندی، منطق اور استدلال سے اس نے دسترخوان کا رخ موڑ دیا اور قریش کے دونوں ایلچی کو شرمناک ناکامی سے واپس لوٹنا پڑا۔
- جب مدینہ منورہ اور خیبر میں بھی حالات بگڑ گئے تو حضرت جعفر نے ہجرت کی اور مسجد نبوی کے بالکل قریب ایک جگہ آباد ہوئے۔
- 8 ہجری میں جب شام کے قیصر کے گورنر شورابیل بن عمرو الغسانی کے ہاتھوں حضرت حارث بن عمیر کے قتل کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار جنگجوؤں کا لشکر موتہ روانہ کیا گیا تو حضرت جعفر بن ابو طالب کو حضرت زید بن حارث کے قتل کے معاملے میں ان سے کمان لینے کو کہا گیا۔ یہ دراصل جنگ کے دوران ہوا تھا اور حضرت جعفر نے کمان سنبھالی تھی لیکن وہ بھی جسم پر نوے زخم اور دونوں ہاتھوں سے محروم ہو کر شہید ہو گئے۔ یہ بذات خود ان کی بہادری، استقامت اور اسلام کے لیے ان کی وابستگی اور لگن کا بھی اظہار کرتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ نے اسے اس کے دونوں ہاتھوں کی جگہ دو پر عطا کیے ہیں تاکہ وہ جنت میں جہاں چاہے اڑتا پھرے۔ (البخاری)

حضرت جعفر نہایت متقی، شریف اور سخی انسان تھے جو ضرورت مندوں اور مصیبت زدوں کا بہت خیال رکھتے تھے۔ مسلمانوں میں آپ کو عرف عام میں ابو مسکین کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

- ان کی شخصیت کی ایک اور خصوصیت یہ تھی کہ وہ خصلتوں، عادات اور آداب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت مشابہت رکھتے تھے۔

(12) حضرت معاذ بن جبل

- اس نے عقبہ کی دوسری بیعت پر اسلام قبول کیا۔
- انہوں نے تمام بڑی لڑائیوں میں حصہ لیا اور مثالی ہمت اور استقامت کا مظاہرہ کیا۔
- وہ اسلام کے لیے انتہائی پرعزم تھے اور ہمیشہ ان کی صحبت میں رہ کر براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھنے کی پوری کوشش کرتے تھے۔
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں کس قدر بلند مقام پر فائز کیا اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں یمن میں گورنر اور قاضی دونوں بنا کر بھیجا تھا وہ قرآن پاک، سنت اور اسلامی فقہ کے عالم کے طور پر جانے جاتے تھے۔ جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں یمن کا گورنر مقرر کیا تو آپ نے ان سے پوچھا کہ جن معاملات میں قرآن و سنت میں حکمرانی نہیں ملتی ان کا فیصلہ آپ کیسے کریں گے؟ نامزد گورنر نے جواب دیا: "میں اپنے فیصلے پر عمل کرتے ہوئے اپنی پوری کوشش کروں گا۔" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب تھا: ’’الحمد اللہ جس نے اپنے نبی کے رسول کو اس چیز کی طرف رہنمائی کی جس سے اس کے نبی کو راضی ہو‘‘۔ (ابوداؤد و ترمذی)
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے بارے میں فرمایا: میری امت میں سب سے زیادہ حلال و حرام کے بارے میں معاذ بن جبل ہیں۔ (ترمذی)
- حضرت ابوبکر کے دور خلافت میں آپ یمن سے واپس آئے اور اس مہم میں شریک ہوئے جو حضرت اسامہ بن زید کی سربراہی میں شام (جنگ موتہ) میں بھیجی گئی تھی۔
- شام میں ہی 18 ہجری میں طاعون کی وجہ سے وفات پائی

(13) حضرت سلمان فارسی

- ان کا تعلق ایران کے شہر اصفہان کے ایک گاؤں سے تھا۔
- ان کے والد ایک ممتاز تاجر اور زرتشتی مذہب کے انتہائی عقیدت مند اور پابند پیروکار تھے۔
- چھوٹی عمر میں ہی سلمان آگ کے رکھوالے بن گئے، وہ جو آگ کو سنبھالتا ہے اور اسے جانے نہیں دیتا۔

- جیسا کہ وہ ہمیشہ اپنے ایمان میں کچھ کمی محسوس کرتا تھا، وہ اپنے گھر سے بھاگ کر شام چلا گیا اور وہاں ایک چرچ کے بشپ کے پاس رہا۔ پھر وہ موصل اور عموریہ (بازنطینیوں کی سرزمین میں) چلا گیا اور بالآخر وادی القریٰ چلا گیا جہاں اسے غلام بنا کر بیچ دیا گیا اور بنو قریظہ کے ایک یہودی نے اسے مدینہ لے جایا۔
- اس سارے عرصے میں وہ اس آخری نبی کی تلاش میں تھا جس کی آمد کی پیشین گوئی عیسائی بشپس نے کی تھی جن کے ساتھ وہ مختلف مقامات پر رہ کر علم اور روشن خیالی کے لیے اپنے زور کو بجھا چکے تھے۔
- بالآخر، اس نے مدینہ میں شخصیت کا پتہ لگایا، اسلام قبول کیا اور غلامی سے بھی رہائی حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے جب مدینہ کے مسلمانوں نے یہودی مالک کو ادائیگی کے لیے مطلوبہ رقم کا بندوبست کیا۔
- حضرت سلمان نے بدر اور احد کی جنگیں گنوائیں کیونکہ وہ اس وقت غلام تھے لیکن غزوہ خندق میں شریک ہوئے۔
- حضرت سلمان فارسی کے مشورے سے مسلمانوں نے مدینہ کے شمالی حصے میں نو دس دن میں ایک لمبی خندق کھودی۔ چونکہ مدینہ کے مشرقی اور مغربی راستے آتش فشاں چٹانوں سے لڑنے کے لیے موزوں نہیں تھے اور جنوبی مدینہ کھجور کے درختوں کے ساتھ ساتھ کوہ ائر سے بھی بھرا ہوا تھا، اس خندق نے مکے والوں کی 10,000 مضبوط فوج کے حملے کو مؤثر طریقے سے روکا جو بالآخر نفرت میں پیچھے ہٹ گئی۔
- سلمان بہت باشعور، خدا ترس، فیاض اور مددگار انسان تھے وہ صحابہ کرام میں سے ایک بہترین، سب سے زیادہ متقی اور نیک لوگوں میں شمار ہوتے تھے۔
- جب ان سے ان کے نسب کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا: میں سلمان بن الاسلام ہوں۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اور حضرت ابو درداء کے درمیان اخوت کا رشتہ قائم کیا۔
- مہاجرین کہتے تھے: سلمان ہم میں سے ہے اور انصار کہتے تھے: سلمان ہم میں سے ہے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا: سلمان ہم اہل بیت میں سے ہے
- اسے مدین کا گورنر بنایا گیا، جو پہلے سلطنت فارس کا دارالحکومت تھا۔
- ان سے بہت سی احادیث مروی ہیں۔ طویل عمر گزارنے کے بعد 35ھ میں وفات پائی

(14) حضرت اسامہ بن زید

- ایک ایسے وقت میں جب مسلمان مکینوں کے ہاتھوں ظلم و ستم کی سختیوں سے گزر رہے تھے، ایک دلچسپ واقعہ پیش آیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں خوشی اور مسرت پیدا ہوئی، یعنی ساتویں سال ہجرت سے پہلے ایک لڑکے کی پیدائش جس کے والد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لے پالک بیٹے تھے یہ بچے حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ تھے جن کی والدہ برقہ (ام ایمن) تھیں، وہ لونڈی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ حضرت آمنہ کی خدمت کرتی تھیں اور جو تقریباً ان کی دوسری ماں تھیں۔

- حضرت اسامہ بڑی ذہانت، تقویٰ اور شجاعت کے مالک تھے وہ غزوہ بدر اور احد میں شریک نہ ہو سکے لیکن خندق کی لڑائی میں شہر مدینہ کے محافظوں میں شامل ہو گئے حالانکہ اس وقت بھی ان کی عمر محض 15 سال تھی۔
- جنگ حنین میں جہاں دشمن کی حیرت انگیز گھات کی وجہ سے یقینی فتح اچانک تقریباً شکست میں بدل گئی، وہ ان چند لوگوں میں سے تھے جو آخری دم تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ بشانہ لڑتے رہے اور میزیں پلٹتے رہے۔

جنگ موتہ میں مسلمانوں کو جس شکست کا سامنا کرنا پڑا اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کے علاقے میں رومیوں کے خلاف ایک اور لشکر روانہ کیا اور بیس سال کی کم عمری میں اسامہ کو اس کا سپہ سالار مقرر کیا تاہم یہ مہم نہ چل سکی کیونکہ جب یہ لشکر مدینہ سے چند میل کے فاصلہ پر تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی۔

- اسے خلیفہ اول نے عہد سنبھالنے کے فوراً بعد دوبارہ روانہ کیا رومیوں کو ان کے دروازے پر شکست دینے کا منصوبہ عملی شکل اختیار کر گیا، جس نے شام کے علاقے اور مصر کی بعد کی فتوحات کی راہ ہموار کی، جن دونوں کو مختصر عرصہ میں ملحق کر لیا گیا۔
- حضرت اسامہ ایک متاثر کن شخصیت کے مالک تھے جنہوں نے ہمیشہ اپنے ہم عصروں کی عزت افزائی کی وہ شرافت، پرہیزگاری، شرافت اور فضل کا مظہر تھے۔

شیعہ فکر میں امامت اور خلافت

- انبیاء کی تعلیم و حکمت کا تعلق ہدایت کہ خدائی منصوبہ سے ہے اس کا کام "دین" کی بقا، تسلسل، پاکیزگی اور جیونت کو یقینی بنانا ہے
- امام پیغمبر کہ علم اور حکمت کا خدائی مقرر کردہ وارث اور اس کا متولی ہے پس جو شخص پیغام الٰہی کہ نازل ہونہ کہ بعد اس کی حفاظت اور حفاظت کا فریضہ اٹھاتا ہے اور اس کام کہ لیہ خدا کا انتخاب ہوتا ہے وہ امام کہلاتا ہے اسی طرح وہ شخص جو روح نبوت کا حامل ہو اور خدا کی طرف سہ احکام و قوانین حاصل کرنہ کا کام رکھتا ہو اسہ پیغمبر کہا جاتا ہے
- امامت اور نبوت کہ لیہ یا تو ایک شخص میں شامل ہونا یا الگ ہونا ممکن ہے
- اب اگر دنیاوی حکمرانی میسر ہے تو یہ امام کا حق الٰہی اختیار ہے لیکن اگر امامت سہ دنیاوی حکمرانی کہ اس حق سہ انکار کیا جائہ تو پھر بھی یہ امامت ہے جس طرح ایک نبی نبی ہے، خواہ اس کی قوم اس کہ دنیاوی حاکم بننہ کہ حق سہ انکار کرہ یا اسہ قید میں ڈالہ اسی طرح اگر امام کہ لوگ اسہ قید میں ڈال دیں تو بھی وہ ان کا آقا یا اس امت کا سردار ہے
- امامت اور خلافت، اسلام کہ دو دفاتر، مکمل طور پر مختلف ہیں:
- لوگوں پر امام کی بیعت واجب ہے کیونکہ یہ ان کا حق الٰہی ہے خلافت کی صورت میں لوگ بیعت کرتہ ہیں اور اس کی وجہ سہ وہ دنیا کا حاکم یا خلیفہ بن جاتا ہے
- اگر کوئی علاقہ نہیں ہے تو کوئی خلیفہ نہیں ہے، لیکن امام امام ہے، علاقہ یا کوئی علاقہ نہیں ہے
- خلافت یا حکم دیا یا چھین لیا جا سکتا ہے دوسری طرف امامت نہ دی جا سکتی ہے اور نہ چھینی جا سکتی ہے
- امامت ہر اختلاف سہ بالاتر ہے یا کسی اختلاف سہ بالاتر ہے اس سہ اختلاف نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ خدا کا حکم ہے حکم یا خلافت پر اختلاف کیا جا سکتا ہے، اور اکثر اختلاف کیا جاتا ہے

انبیاء کی طرح ائمہ بھی معصوم ہیں

- سنیوں کہ برعکس، شیعوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کہ بعد حضرت علی اور حضرت فاطمہ سہ ان کی اولاد کو عالم اسلام کہ خلیفہ بننہ کا اختیار اور حق حاصل تھا کیونکہ امامت انہیں پہلہ ہی سہ عطا کی گئی تھی
- اسنا اشعریہ، مرکزی شیعہ فرقہ، بارہ اماموں کی جانشینی کو مسلمانوں کہ روحانی پیشوا کہ طور پر مانتا ہے، جو حضرت علی سہ شروع ہو کر حضرت امام محمد مہدی، منتظر پر ختم ہوتا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت بی بی فاطمہ کہ ساتھ ان بارہ اماموں کو چودہ پاکیزہ ارواح کہ نام سہ جانا جاتا ہے

- زیدی، ایک اور شیعہ فرقہ عموماً امامت کو صرف اور صرف اہل بیت سے تعلق نہیں سمجھتے اور اماموں کی تعداد کو بارہ تک محدود نہیں کرتے نیز وہ اہل بیت کی فقہ کی پیروی نہیں کرتے جیسا کہ بارہ امام شیعوں کی ہے
- بارہ امامت اور اسماعیلیت میں فرق یہ ہے کہ بعد کی امامت نمبر سات کے گرد گھومتی ہے اور نبوت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ختم نہیں ہوتی نیز ان کے لیے شریعت کے حکم میں تبدیلی اور تبدیلی جائز ہے، جیسا کہ شریعت کی پیروی کے فرض کا انکار بھی، خاص طور پر بطینیوں میں اس کے برعکس، بارہ امام شیعوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو "مظہر نبوت" مانتے ہیں اور ان کے بارہ جانشین اور ان کی وصیت پر عمل کرنے والے مانتے ہیں وہ شریعت کے خارجی پہلو کو درست اور منسوخ کرنے کو ناممکن سمجھتے ہیں وہ اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ قرآن پاک میں ظاہری اور باطنی دونوں پہلو ہیں

اشعریہ کے بارہ امام

1. حضرت علی (براہ کرم دیکھیں حصہ چھ، باب 4، صفحہ ___)
2. حضرت امام حسن (براہ کرم دیکھیں حصہ 5، باب 2، صفحہ ___)
3. حضرت امام حسین (براہ کرم دیکھیں حصہ 5، باب 2، صفحہ ___)

4. حضرت امام زین العابدین علیہ السلام

- آپ کا اصل نام علی تھا اور آپ کا لقب زین العابدین اور سجاد تھا
- آپ 36 ہجری میں مدینہ میں پیدا ہوئے آپ حضرت امام حسین کے فرزند تھے اس کی ماں فارس کے بادشاہ یزدگرد کی بیٹی تھی

وہ حضرت امام حسین کے اکلوتے بیٹے تھے جو زندہ بچ گئے تھے، ان کے دیگر تین بھائیوں کے نام علی اکبر، پچیس سال کی عمر، جعفر، عمر پانچ سال اور علی اصغر جو ایک دودھ پیتے بچے تھے، واقعہ کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔

- شدید علالت اور ہتھیار نہ اٹھانے کی وجہ سے کربلا کی جنگ میں شرکت نہ کر سکے۔
- کربلا کے سانحے کے بعد آپ کو خواتین کے ساتھ دمشق بھیج دیا گیا وہ کچھ عرصے جیل میں رہے اور پھر یزید نے اسے عزت کے ساتھ مدینے بھیجا جو رائے عامہ کو مطمئن کرنا چاہتا تھا۔
- تاہم دوسری مرتبے اموی خلیفے عبدالملک کے حکم سے انہیں زنجیروں میں جکڑ کر مدینے سے دمشق اور پھر مدینے واپس بھیج دیا گیا چونکے وہ ہمیشے قید یا قتل کے خطرے میں رہتا تھا، اس لیے اس نے عوامی زندگی سے مکمل طور پر ریٹائرمنٹ لے لی، مدینے میں اپنے گھر کے دروازے اجنبیوں کے لیے بند کر دیے اور اپنا زیادے تر وقت عبادت میں گزارا۔
- وہ ایک انتہائی متقی، پرہیزگار، فیاض اور مددگار انسان تھے جنہوں نے اپنا زیادے تر وقت عبادت اور مراقبے میں گزارا۔ جب بھی اللہ اور اس کی نعمتوں کو یاد کرتا تو سجدے میں گر جاتا، اس لیے اسے سجاد کہا جاتا ہے یعنی کثرت سے سجدے کرنے والا۔
- وہ رات کو نکل کر اپنے پاس جو کچھ ہوتا تھا وہ غریبوں اور ضرورت مندوں میں تقسیم کرتا تھا۔
- دور دراز سے لوگ ان سے علم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ چوتھے امام کے کاموں میں سے ایک کتاب صحیفے سجادیے ہے یہ سب سے اعلیٰ الٰہی علوم سے متعلق ستاون دعاؤں پر مشتمل ہے اور اسے "پیغمبر کے خاندان کا زبور" کہا جاتا ہے۔
- 35 سال امامت کے بعد 83 ہجری میں وفات پائی اور مدینے منورے میں جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ بعض شیعے روایات کہتی ہیں کے انہیں ولید بن عبدالملک نے اموی خلیفے ہشام کے اکسانے پر زہر دیا تھا۔

5۔حضرت امام محمد باقر

- وہ چوتھے امام کے بیٹے تھے اور 57ھ/675ء میں مدینے میں پیدا ہوئے۔ آپ کی والدے حضرت فاطمے تھیں جو حضرت امام حسنے کی بیٹی تھیں
- وہ واقعے کربلا میں اس وقت موجود تھے جب ان کی عمر چار سال تھی۔
- وہ چار اموی خلفاء کے ہم عصر تھے۔
- چونکے عالم اسلام کے بعض گوشوں میں بغاوتیں اور جنگیں شروع ہو چکی تھیں اور خود بنو امیے کے اندر مختلف معاملات پر بہت سے جھگڑے ہو چکے تھے، اس لیے خلافت بھی مصروف رہی اور ایک حد تک رسول اللہ صلی اللہ علیے وسلم کے گھر والوں کو نشانے بننے سے بچایا گیا ۔ لہٰذا، حضرت امام محمد باقر، ایک مستثنیٰ ہیں جنیں حکمران قبیلے کے ہاتھوں تشدد، قید، تذلیل یا بدسلوکی کا نشانے نہیں بنایا گیا جیسا کے دوسرے ہمیشہ ہوتے تھے۔
- حضرت امام محمد باقر علیے السلام ایک بلند پایے عالم تھے۔ مختلف علوم اسلامیے میں سائنس کے نامور افراد کی ایک بڑی تعداد نے ان کی تربیت کی۔

ان کی وفات 114ھ میں ہوئی۔

6. حضرت امام جعفر صادق

- حضرت امام جعفر صادقؒ پانچویں امام حضرت امام باقرؒ کے فرزند تھے اور 83 ہجری میں پیدا ہوئے۔
- ان کی امامت 34 سال کی مدت تھی جو اموی خلافت کے خاتمے اور عباسی خلافت کے آغاز کے ساتھ تھی۔
- آپ کی امامت کے آغاز میں تمام سیاسی ماحول کافی سازگار تھا جس کی وجہ سے آپ کو دینی علوم کی ترویج و اشاعت کے زیادہ مواقع میسر آئے۔ اس عرصے کے دوران انہوں نے مختلف شعبوں میں بہت سے علماء کی تربیت کی جیسے زرارہ، محمد بن مسلم، مؤمن تق، ہشام بن حکم، ابان بن تغلب، سفیان سویری، ابو حنیفہ (حنفی مکتبِ قانون کے بانی)، قاضی سکونی اور قاضی ابوالبختاری۔
- کہا جاتا ہے کہ ان کی درس گاہوں اور درس و تدریس نے حدیث اور دیگر علوم کے چار ہزار اسکالرز پیدا کئے۔
- اپنی امامت کے آخری حصے کے دوران، اس پر پہلے ہشام، اموی خلیفہ نے سخت پابندیاں عائد کیں، جنہوں نے اسے گرفتار کر کے دمشق لایا، پھر عباسی خلفاء صفح اور منصور نے۔
- بالآخر، امام کو مدینہ واپس جانے کی اجازت دی گئی جہاں انہوں نے اپنی باقی زندگی چھپ کر گزاری، یہاں تک کہ انہیں 140ھ/757ء میں خلیفہ منصور کی سازش کے ذریعے زہر دے کر شہید کر دیا گیا۔
- حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نہایت پرہیزگار، سخی، سچے اور خدمت گزار انسان تھے جو اکثر اللہ کی یاد میں ہوش کھو بیٹھتے تھے۔

7۔حضرت امام موسیٰ کاظم

- آپ چھٹے امام حضرت جعفر صادق کے فرزند تھے۔ آپ کی ولادت 128ھ/744ء میں ہوئی۔
- وہ عباسی خلفاء منصور، ہادی، مہدی اور ہارون کے ہم عصر تھے۔
- وہ زیادہ تر روپوش رہتے تھے، یہاں تک کہ خلیفہ ہارون نے انہیں اس وقت گرفتار کر لیا جب وہ مسجد نبوی میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اسے زنجیروں میں جکڑ کر قید کر دیا گیا، پھر مدینہ سے بصرہ اور بصرہ سے بغداد لے جایا گیا جہاں برسوں تک اسے ایک جیل سے دوسری جیل میں منتقل کیا گیا۔
- آخر کار بغداد میں 183 ہجری میں سندی بن شہک جیل میں زہر کے ذریعے انتقال کر گئے اور قریش کے قبرستان میں دفن ہوئے جو اب شہر کاظمیہ میں واقع ہے۔
- ان کی امامت کا دورانیہ 35 سال رہا۔
- وہ نہایت متقی، علم دوست، سخی، بہادر، شریف اور باوقار انسان تھے۔ اس نے اپنے غصے پر بہت قابو رکھا اس لیے اسے الکاظم یعنی غصہ پر قابو پانے والے کے نام سے جانا جاتا ہے۔ ان کی نیکی کی وجہ سے آپ کو عبد الصالح یعنی اللہ کے نیک بندے کا خطاب دیا گیا۔

قرآن پاک کی تلاوت کرتے اور دیر تک نماز پڑھتے۔ روایت ہے کہ سجدے کی حالت میں ان کا انتقال ہوگیا۔

8۔حضرت امام علی رضا

- وہ ساتویں امام کے فرزند تھے اور 148ھ/765ء میں پیدا ہوئے۔
- آپ کی امامت کا زمانہ ہارون کی خلافت اور پھر اس کے بیٹوں امین اور مامون کے ساتھ ملا۔
- اس وقت تک شیعوں کے خلاف عباسی خلافت کی پالیسی سخت اور ظالمانہ رہی تھی۔ ہر ایک وقت میں حضرت علی کے حامیوں میں سے کوئی ایک بغاوت کر کے خونریز جنگیں اور بغاوتیں کرواتا جو خلافت کے لیے بہت مشکل اور نتیجے تھا۔ شیعوں کے ائمہ نے ان بغاوتوں کو انجام دینے والوں کے ساتھ تعاون نہیں کیا لیکن عوام ائمہ کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے رہے جن کی اطاعت واجب تھی اور ان کو رسول اللہ (ص) کے حقیقی خلیفہ مانتے تھے۔ وہ عباسی خلافت کو اپنے اماموں کے مقدس اختیار سے دور سمجھتے تھے، کیونکہ خلافت فارس کے بادشاہوں اور رومی شہنشاہوں کے درباروں جیسی لگتی تھی اور اس لوگوں کے ایک گروہ کے ذریعے چلایا جا رہا تھا جو مذہبی اصولوں کے سخت اطلاق کے بجائے دنیاوی حکمرانی میں زیادہ دلچسپی رکھتے تھے۔
- خلیفہ مامون نے ان مشکلات کا ایک نیا حل تلاش کرنے کا سوچا جسے اس کے عباسی پیشروؤں کی ستر سالہ پرانی پالیسی حل نہیں کر سکی تھی۔ اس مقصد کو پورا کرنے کے لیے اس نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو اپنا جانشین منتخب کیا، لیکن جلد ہی اسے احساس ہوا کہ وہ غلطی کا مرتکب ہو گئے ہیں، کیونکہ شیعہ مذہب کا تیزی سے پھیلاؤ، امام سے عوام کی وابستگی میں اضافہ اور لوگوں کی طرف سے حتیٰ کہ فوج اور حکومتی ایجنٹوں کی طرف سے بھی امام کا شاندار استقبال ہوا۔ مامون نے اپنی مشکل کا حل تلاش کیا اور 203ھ/817ء میں امام کو زہر دے کر شہید کر دیا۔
- حضرت امام علی رضا کو ایران کے شہر طوس میں دفن کیا گیا جسے آج مشہد کہا جاتا ہے۔
- مامون نے علمی علوم پر عربی میں ترجمہ کرنے میں بہت دلچسپی ظاہر کی۔ انہوں نے اجتماعات کا انعقاد کیا جس میں مختلف مذاہب اور فرقوں کے علماء اکٹھے ہوئے اور سائنسی اور علمی بحثیں کیں۔ آٹھویں امام نے بھی ان مجالس میں شرکت کی اور دیگر مذاہب کے علماء کے ساتھ مناظرے میں شریک ہوئے۔ ان میں سے بہت سے مباحث شیعہ احادیث کے مجموعوں میں درج ہیں۔
- حضرت امام علی رضا بہت پرہیزگار، شریف، باوقار، سخی اور مددگار انسان تھے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور لمبے وقت تک عبادت اور سجدے کیا کرتے تھے اور کتاب مقدس کی باقاعدگی سے تلاوت کرتے تھے۔

9. حضرت امام محمد تقی

- آپ آٹھویں امام حضرت علی رضا کے فرزند تھے۔ حضرت امام محمد تقی کو بعض اوقات جواد اور ابن رضا بھی کہا جاتا ہے۔
- آپ 195ھ/809ء میں مدینے میں پیدا ہوئے۔
- والد کی وفات کے وقت وہ مدینے میں تھے۔

عباسی خلیفہ مامون نے اسے بغداد بلایا جو اس وقت دارالحکومت تھا اور اپنی بیٹی کی شادی اس کے ساتھ کر دی تاکہ اس پر اپنے گھر کے باہر اور اندر سے کڑی نظر رکھی جا سکے۔

- امام نے کچھ عرصہ بغداد میں گزارا اور پھر مامون کی رضامندی سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے جہاں وہ خلیفہ کی وفات تک رہے۔
- معتصم جب خلیفہ بنا تو اس نے امام محمد تقی کو بغداد واپس بلایا اور 220 ہجری / 835 عیسوی میں انہیں زہر دے دیا۔
- حضرت امام محمد تقی رحمہ اللہ علیہ ایک بلند پایہ، علم دوست، سخی، بہادر اور رحم دل انسان تھے۔ وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر پیسے اور کھانا اپنے ساتھ لے جاتا اور فوراً اسے غریبوں اور مسکینوں میں تقسیم کر دیتا۔
- آپ کی امامت کا دورانیہ 17 سال تھا۔

10. حضرت امام علی نقی

- امام علی نقی جنہیں بعض اوقات ہادی کے لقب سے بھی جانا جاتا ہے، نویں امام کے بیٹے تھے اور 212ھ/827ء میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔
- حضرت امام علی نقی اپنی زندگی کے دوران سات عباسی خلفاء مامون، معتصم، واثق، متوکل، منتصیر، مستین اور معتز کے ہم عصر تھے۔
- معتصم کے دور میں 220 ہجری / 835 عیسوی میں اس کے والد بزرگوار کا بغداد میں زہر کھانے سے انتقال ہوگیا۔ اس وقت حضرت امام علی نقی مدینہ منورہ میں تھے جہاں انہوں نے فوراً امامت کا منصب اور منصب سنبھال لیا۔
- وہ مدینہ میں خلیفہ متوکل کے دور تک دینی علوم کی تعلیم دیتے رہے جنہوں نے اسے دھوکے سے اس وقت کی عباسی سلطنت کے دار الحکومت سامرہ میں بلایا اور بار بار ان کی توہین اور تذلیل کی۔
- اہل بیت سے دشمنی میں متوکل عباسی خلفائے راشدین میں سے کوئی نہیں تھا وہ خاص طور پر حضرت علی کے مخالف تھے جن پر اس نے کھلم کھلا لعنت بھیجی۔ یہاں تک کہ اس نے ایک مسخرے کو حکم دیا کہ وہ پرتکلف ضیافتوں میں حضرت علی کا مذاق اڑائیں۔ 237ھ/850ء میں اس نے کربلا میں حضرت امام حسین کے مزار اور اس کے آس پاس کے بہت سے مکانات کو زمین بوس کرنے کا حکم دیا۔ پھر امام کی قبر پر پانی پھیر دیا گیا۔ اس نے قبر کی زمین کو کاشت کرنے کا حکم دیا تاکہ قبر کا کوئی نشان بھی بھول جائے۔
- اسی قسم کا دباؤ حضرت علی کی اولاد پر بھی ڈالا گیا جو مصر اور عباسی سلطنت کے دیگر مقامات پر مقیم تھے۔
- حضرت امام علی نقی نے عباسی خلیفہ متوکل کی اذیتوں اور مصائب کو صبر کے ساتھ قبول کیا یہاں تک کہ خلیفہ کی وفات ہوئی اور اس کے بعد منتصیر، مستین اور آخر میں معتز آئے، جن کی سازشوں کی وجہ سے امام کو زہر دے کر 254ھ/868ء میں شہید کر دیا گیا۔
- حضرت امام علی نقی رحمہ اللہ علیہ بہت نرم گفتار، متقی، حلیم اور سخی انسان تھے۔ وہ اپنے پاس جو کچھ تھا وہ غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کرنے کے لیے جانا جاتا تھا۔

ان کی امامت 33 سال تک جاری رہی جس میں انہوں نے مختلف عباسی خلفاء کے ہاتھوں ہر ممکن ذلت اور اذیت کا مقابلہ کیا جو انہیں اپنے اقتدار، حاکمیت اور اقتدار کے لیے ممکنہ خطرہ سمجھتے تھے۔

11. حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

- حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام دسویں امام کے فرزند تھے اور 232ھ/845ء میں مدینہ میں پیدا ہوئے۔
- آپ نے اپنے والد کی وفات کے بعد امامت حاصل کی۔
- آپ کی امامت کے سات سالوں میں، خلافت کی طرف سے آپ پر عائد ان کی پابندیوں کی وجہ سے، آپ نے زیادہ تر چھپے اور چھپے رہنے (تقیہ) میں زندگی گزاری۔ ان کا شیعہ آبادی میں سے عام لوگوں سے کوئی سماجی رابطہ نہیں تھا۔ صرف اہل تشیع ہی اسے کبھی کبھی دیکھ پاتے تھے۔ اس نے اپنا زیادہ وقت جیل میں گزارا۔
- چونکہ شیعوں کی آبادی تعداد اور طاقت دونوں لحاظ سے کافی حد تک پہنچ چکی تھی اور ہر ایک جانتا تھا کہ شیعہ امامت پر یقین رکھتے ہیں، اس لیے خلافت نے ہمیشہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو پہلے سے زیادہ اپنی کڑی نگرانی میں رکھا۔
- یہ سب زیادہ ضروری ہو گیا تھا کیونکہ گیارہویں امام کے بارے میں افواہ تھی کہ ان کے ہاں ایک بیٹا ہے جو مہدی کا وعدہ کرنے والا ہے۔ چنانچہ جیسے ہی حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی بیماری کی خبر عباسی خلیفہ معتمد تک پہنچی تو انہوں نے ان کے گھر کی مکمل تلاشی لی اور گھر کے قیدیوں کا ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ دو سال سے زائد عرصہ تک معائنہ کیا۔
- گیارھویں امام 260ھ/872ء میں سامرہ میں اپنے والد حضرت امام علی نقی کے پہلو میں اپنے گھر میں دفن ہوئے۔
- حضرت امام عسکری علیہ السلام اپنے پیشروؤں کی طرح ایک شریف النفس، شریف، حلیم، سخی اور نہایت علم والے انسان تھے۔ انتہائی جابرانہ حالات کے باوجود امام نے سینکڑوں علماء کو مختلف مذہبی اور متعلقہ شعبوں میں تربیت دی۔

12. حضرت امام محمد مہدی

- آپ 256ھ/868ء میں سامرہ میں پیدا ہوئے۔
- وہ لقب، منتظر - متوقع - حجہ - سچائی کا ثبوت، قائم - زندہ، امام عصر، صاحب زمان اور مہدی - رہنما ہیں۔
- وہ 260 ہجری میں اپنی وفات تک اپنے والد کی نگرانی میں رہے۔ ان کی پیدائش کو خفیہ رکھا گیا اور وہ ہمیشہ عوام کی نظروں سے پوشیدہ رہے اور ان کے والد کے چند ساتھی ہی انہیں دیکھ سکے۔
- جب ان کے والد کا انتقال ہوا تو ان کی عمر بمشکل 5 سال تھی۔
- امام بننے کے فوراً بعد وہ روپوشی یا غیبت (غیبت) میں چلے گئے۔ معمولی غیبت کی مدت (غیبت صغریٰ) جو 260ھ/872ء میں شروع ہوئی اور 329ھ/939ء میں ختم ہوئی، تقریباً 70 سال تک جاری رہی، وہ اپنے نائبین کے ذریعے اپنے پیروکاروں سے رابطہ کرتے رہے جن کے سامنے وہ غیر معمولی طور پر حاضر ہوئے۔

حالات سنہ 329 ہجری سے اس نے مزید رابطے نہیں کیا اور غیبت کا دور شروع ہوگیا۔

- یہ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ لوگوں سے پوشیدہ ہے اور جب تک اللہ چاہے گا پوشیدہ رہے گا۔ وہ اسی وقت ظاہر ہوگا جب دنیا ناانصافی، ظلم، گناہوں اور انتشار سے بھری ہوگی۔
- وہ اسلام کی تبلیغ کرے گا، دجال سے جنگ کرے گا اور اسے قتل کرنے کے بعد اس دنیا میں اللہ کا حکم اور عدل قائم کرے گا اور ظالموں اور ظالموں کا صفایا کرے گا۔
- شیعوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں درج ذیل روایت نقل کی ہے:
- ''اگر دنیا کی زندگی میں ایک دن باقی رہتا تو اللہ تعالیٰ اس دن کو طول دے گا یہاں تک کہ اس میں میری امت اور میرے گھر والوں سے ایک آدمی بھیجے گا، اس کا نام بھی میرے نام جیسا ہوگا، وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے گا جس طرح وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی تھی۔''

اسماعیلیوں کے سات امام

- اثنا اشعریہ کے چھٹے امام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ایک بیٹا تھا جس کا نام اسماعیل تھا جو آپ کی اولاد میں سب سے بڑا تھا۔ اسماعیلیوں کا خیال ہے کہ اگرچہ اسماعیل کا انتقال اپنے والد کی زندگی میں ہوا لیکن وہ امام تھے اور یہ کہ امامت ان کے بعد ان کے بیٹے محمد اور ان کی اولاد میں منتقل ہوئی نہ کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام جیسا کہ اثنا اشعری کے شیعہ مانتے ہیں۔
- اسماعیل مندرجہ ذیل کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصی مانتے ہیں:

  حضرت علی

  حضرت امام حسین، وہ حضرت امام حسن کو ائمہ میں سے نہیں مانتے (طباطبانی، اسٹیٹ یونیورسٹی آف نیویارک نے شائع کیا ہے)

  حضرت امام علی بن حسین السجاد المعروف امام زین العابدین

  حضرت امام محمد بن باقر رحمۃ اللہ علیہ

  حضرت امام جعفر صادق

  حضرت امام اسماعیل بن جعفر

  حضرت امام محمد بن اسماعیل

  ان کے بعد امام محمد بن اسماعیل کی سات اولادیں ہیں جن کے نام مخفی اور مخفی ہیں۔ اس کے بعد افریقہ اور مصر کی فاطمی خلافت کے پہلے سات حکمران (909-1171 AD / 297-567 ہجری) آتے ہیں، جن میں سے پہلا، عبید اللہ المہدی، فاطمی خاندان کا بانی تھا۔

  اسماعیلیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خدا کی حجت (مذکورہ بالا ائمہ) کے علاوہ زمین پر ہمیشہ بارہ ''سردار'' (نقیب) موجود رہتے ہیں جو ثبوت کے اصحاب اور اعلیٰ پیروکار ہیں۔

سیکشن چھ چار متقی خلفاء

باب 1

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت 632-34ء

حضرت ابوبکرؓ: خلیفہ بننے سے پہلے کی زندگی اور کردار:

- حضرت ابوبکرؓ قریش کے ایک معزز گھرانے بنو تیم بن مرہ بن کعب میں پیدا ہوئے
- وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے 2 سال 3 ماہ چھوٹے تھے
- ان کا شجرہ نسب آٹھویں پشت میں مرہ پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے
- ان کے والد عثمان بن عامر تھے
- ان کی والدہ سلمہ بنت صخر بن عامر تھیں
- 18 سال کی عمر میں، ابو بکر کپڑے کے تاجر بن گئے اور وہ خوشحال ہوا اور مکہ کے امیر ترین آدمیوں میں سے ایک بن گیا
- وہ اسلام قبول کرنے والے پہلے آزاد اور بالغ مرد تھے
- حضرت ابوبکرؓ نے اپنے قریبی دوستوں یعنی حضرت عثمانؓ ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ وغیرہ میں نہایت تندہی سے اسلام کی تبلیغ کی
- اس نے حضرت بلالؓ جیسے غلاموں کو بھی خرید کر آزاد کر دیا جو اسلام قبول کر چکے تھے اور اب اپنے آقاؤں کے ہاتھوں اذیت کا شکار ہو رہے تھے
- سب سے پہلے پیغمبر اکرم (ص) کی معراج پر ایمان لانے کا اعلان کرتے ہوئے آپ نے صدیق کا لقب حاصل کیا
- ان کی صاحبزادی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں
- آپ کی دو بیٹیاں حضرت اسماء اور حضرت عائشہ صحابیہ ہوئیں
- ان کی صاحبزادی حضرت اسماء کی شادی حضرت زبیر بن العوام سے ہوئی جو عشرہ مبشرہ میں سے تھے
- یہ وہ شخص تھے جو مکہ سے مدینہ کی خفیہ ہجرت میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے
- حضرت ابوبکرؓ تین سو مسلمانوں کے حج گروپ کے پہلے رہنما تھے
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں نماز کی امامت کا حکم دیا تھا

مدینہ میں وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چیف مشیر تھے

- وہ بہت زیادہ خیرات کرنے والے تھے اور غزوہ تبوک وغیرہ جیسے مواقع پر اسلام کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے
- حضرت ابوبکرؓ اشعرہ مبشرہ میں سے تھے

ان کی شخصیت کی اہم خصوصیات:

- نرم دل لیکن پختہ اور دلیر

- اپنی عادات میں انتہائی سادہ، غریبوں اور بے سہارا لوگوں کا بہت مددگار اور خیال رکھنے والا
- بہادر، دور اندیش اور عقلمند، اسلام کے مقصد کے لیے پوری طرح پرعزم اور پرعزم
- جب بھی موقع ملے اللہ اور اس کے رسول کو راضی کرنے کے لیے اپنا مال خرچ کرنے میں بہت سخی
- متوازن اور بالغ، فکری اور اخلاقی طور پر درست، متقی اور حلیم

احادیث: ''ابوبکر سے بڑھ کر کسی نبی کے علاو کبھی سورج کسی شخص پر طلوع یا غروب نہیں ہوا''

<u>حضرت ابوبکر کا انتخاب:</u>

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدینہ میں دو سیاسی گروہ تھے جو خلافت کے لیے لڑ رہے تھے: انصار اور مہاجرین
- انصار نے اپنے درمیان سے ایک خلیفہ منتخب کرنے کا فیصلہ کیا اور قبیلہ اوس اور خزرج کا اجلاس منعقد کیا
- ان کا اصرار تھا کہ اسلام کی خدمت کی وجہ سے انہیں خلافت کے عہدے کا حق حاصل ہے
- تاہم، حضرت ابوبکر نے انہیں اپنے درمیان سے خلیفہ مقرر کرنے سے روک دیا کیونکہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے فوراً بعد کوئی عرب غیر قریشی خلیفہ کی اطاعت نہیں کرے گا
- انصار نے اپنے عہدے کے حق سے دستبردار ہو کر مدینہ میں خانہ جنگی کو روک کر اسلام کی بہت بڑی خدمت کی
- مسجد نبوی میں اپنی افتتاحی تقریر میں، حضرت ابوبکر نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے پر چلنے اور طاقتور ظالموں کے خلاف کمزوروں کی مدد کرنے کے اپنے ارادے کا اعلان کیا

<u>حضرت ابوبکر کے منتخب ہونے کی وجوہات:</u>

- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان کا تقویٰ اور وفاداری
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے ان کی قربت، یعنی ان کی دوستی، ان کی بیٹی کا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے نکاح ہونا

ان کا قریش ہونا، مدینہ کے انصار کے برخلاف، جسے بدو عرب لیڈر تسلیم نہیں کرتے تھے۔

حضرت ابوبکر کے بطور خلیفہ ریاست کے انتخاب نے خلیفہ کے انتخاب کا جمہوری طریقہ کار قائم کیا۔

حضرت اسامہ کی غزوہ:

- اپنی وفات سے چند روز قبل محمد صلی اللہ علیہ وسلم شام کی سرحد پر باغی قبائل کو دبانے کے لیے ایک مہم کی تیاری کر رہے تھے۔
- یہ دستہ عارضی طور پر مدینہ کے قریب تعینات تھے۔
- رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کی خبر سن کر اس مہم کے لشکر نے کیمپ توڑ دیا اور مدینہ واپس آگئے۔
- چونکہ مدینہ کے پاس صرف ہلکہ دفاع تھے، اس لیے حضرت ابوبکر کے ساتھیوں نے اس مہم کو نے بھیجنے کا مشورہ دیا۔
- تاہم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری الفاظ کی تعظیم کے لیے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے کی طرح اللہ کا نام لے کر آگے بڑھنے اور کوچ کرنے کا حکم دیا۔
- اس کے مطابق سپہ سالار حضرت اسامہ بن زید جون 632ء میں اپنی فوج کے ساتھ مدینہ سے روانہ ہوئے۔
- دس دن کے بعد اس نے دشمن بنو قزہ سے جنگ کی اور فتح مند اور بڑے فضل کے ساتھ مدینہ واپس آگئے۔
- یہ مہم:

I) بازنطینی حملوں سے سرحدی علاقے کو محفوظ بنایا۔

II) سرحد پر قبائل کو دبایا۔

III) مسلمانوں کے اپنے مذہب پر ایمان اور اعتماد اور ان کی یکجہتی کا اظہار تھا اس سے ظاہر ہوتا ہے کے وہ تاریک وقتوں میں بھی اپنے آپ کو سنبھال سکتے ہیں۔

IV) مدینہ کے افسردہ لوگوں کی ہمت کو مضبوط کیا۔

V) مدینہ کے خلاف بغاوت اور حملوں کی تیاری کرنے والے بدو قبائل کے لیے ایک دھچکا تھا۔

زکوٰۃ دینے سے انکار اور مدینہ پر بدویوں کا حملہ (جون اگست 632ء):

- بعض بدو قبائل کو جھوٹے نبی طلیحہ نے مدینہ پر حملہ کرنے پر اکسایا۔
- مدینہ پر حملہ کرنے کا بہانہ تلاش کرنے کے لیے ان قبائل نے حضرت ابوبکر کے پاس وفد بھیج کر زکوٰۃ سے استثنیٰ کا مطالبہ کیا۔

- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انہیں صاف صاف کہا کہ وہ ہر ایک سے زکوٰۃ لیں گے، خواہ اونٹ کو باندھنے کی تار ہی کیوں نہ ہو۔

تین بدو قبائل (بنو عباس، بنو ذبیان، بنو سلیم) نے طلیحہ کے بھائی کی سربراہی میں مدینہ پر حملہ کیا۔

مدینہ کی فوج نے انہیں حیران کر دیا اور بدو قبائل کو ذوالقصہ کی لڑائی میں شکست ہوئی۔

- اس جنگ نے مدینہ کو اس کے خطرناک بدو پڑوسیوں سے بچا لیا۔
- اس نے مسلمانوں کو باغیوں، مرتدوں اور جھوٹے پیغمبروں کے خلاف لڑنے کی ترغیب دی۔
- اس میں حضرت ابوبکر کے آہنی عزم کو بھی ظاہر کیا گیا

ارتداد کی جنگیں (ستمبر 632 - جون 633 عیسوی)

- قبائل کے ارتداد اور جھوٹے انبیاء کے ظہور کے اسباب:

I) بہت سے قبائل نے یہ سمجھا کہ وہ صرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتی بیعت کے پابند ہیں، ریاست مدینہ کی نہیں۔

II) عرب سیاسی طور پر اسلام کے تحت مکمل طور پر متحد نہیں تھا۔ بہت سے قبائل مدینہ کے ساتھ الحاق کے مراحل میں تھے، یعنی انہوں نے مکمل طور پر اسلام قبول نہیں کیا تھا یا مدینہ کے ساتھ صرف چند معاہدوں پر دستخط کیے تھے۔

III) بہت سے قبائل نے حال ہی میں اسلام قبول کیا تھا۔ اس طرح اسلام ان کے دلوں میں بت پرستی کے مقابلے میں مضبوطی سے جڑ نہیں پایا۔ بعض نے صرف ظاہری طور پر بت پرستی چھوڑ دی اور اپنے بتوں کو توڑنے کے بجائے چھپا لیا۔

IV) بعض بدو قبائل قریش کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے اور اپنے قبیلوں کے لیے نبی چاہتے تھے۔ جھوٹے نبیوں نے بے تابی سے اس 'خلا' کو پُر کیا۔

V) بدوی وہ لوگ تھے جو اپنی آزادی کو پسند کرتے تھے اور کسی بھی قسم کی اتھارٹی یا پرامن اور منظم زندگی کو ناپسند کرتے تھے۔ ان کی لوٹ مار، لوٹ مار اور بے حیائی سے محبت ان کے اندر اس وقت بھی سرایت کر گئی تھی جب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی۔

VI) بہت سے قبائل زکوٰۃ اور جزیہ دینے سے عاجز تھے۔ حضرت ابوبکر ان کو زکوٰۃ سے آزادی دینے کے لیے تیار نہیں تھے کیونکہ زکوٰۃ اور جزیہ کی وصولی احکام الٰہی کے مطابق تھی۔

جھوٹے انبیاء:

<u>مسیلمہ جھوٹا:</u>

- بنو حنیفہ کے طاقتور قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔
- یہ قبیلہ وسطی عرب میں اور اس کے آس پاس رہتا تھا۔
- جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم قبائلی وفد کے ساتھ آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی۔
- جب وہ گھر واپس آیا تو اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔

مسیلمہ نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو لکھا کہ وہ بھی نبی ہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے زمین کو اپنے ساتھ تقسیم کرنے کا مطالبہ کیا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مسیلمہ کو 'مسائلمہ جھوٹا' کہا اور بتایا کہ زمین کا مالک اللہ ہی ہے اور وہی اپنی پسند کی مخلوق کو دیتا ہے۔

- مسیلمہ نے یہاں تک کہ اپنی کچھ اناڑی آیات بھی مرتب کیں اور اپنی عبادت کا طریقہ بھی قائم کیا۔ اس نے نمازوں کی تعداد کم کر دی اور روزے اور زکوٰۃ کو ختم کر دیا۔
- مسیلمہ کا مطلب 'چھوٹا مسلمان' ہے۔ اسے اسلام کی شاطرانہ تقلید کی وجہ سے یہ کہا گیا۔
- مسیلمہ نے جلد ہی اپنے آپ کو بنو حنیفہ کا حاکم بنا لیا اور 40,000 آدمیوں کی کمان سنبھالی۔

<u>اسود انسی:</u>

- اسود عنسی اپنے قبیلہ کا سردار تھا۔
- جیسا کہ اس نے جادوئی طاقتوں کا دعویٰ کیا، لوگ اس کے جھنڈے تلے جمع ہوگئے۔
- اس نے نجران اور ثناء پر قبضہ کر لیا۔
- آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رحلت سے ایک دن پہلے مسلمانوں کی ایک جماعت نے انہیں قتل کر دیا تھا۔

<u>Tulayha</u>:

- بنو اسد کے سردار۔
- بنو اسد نجد میں مقیم تھے۔
- وہ ایک امیر آدمی اور عظیم جنگجو تھا۔
- ایک بار، جب وہ اپنے قبیلہ کے ساتھ صحرا میں کھو گیا، تو اس نے پانی کا چشمہ لگایا۔ اس نے دعویٰ نبوت کے لیے یہی کافی سمجھا۔
- شہر سے قربت کی وجہ سے وہ مدینہ کے لیے انتہائی خطرناک تھا۔

<u>سجاح:</u>

- وہ ایک عیسائی عورت تھی۔
- ان کا تعلق بنو تغلب سے تھا جو کہ بڑے بنو تمیم کی شاخ تھی۔
- چونکہ اس کا قبیلہ فارسی سلطنت کا تابع تھا، اس لیے اس کا ظہور فارس کے اشتعال کی وجہ سے ہوا ہو گا۔

<u>حضرت ابوبکر کی مرتدین کے بارے میں پالیسی:</u>

- حضرت ابوبکرؓ نے مرتدین کے خلاف سخت پالیسی اختیار کی۔
- جنگ شروع ہونے سے پہلے حضرت ابوبکرؓ نے باغیوں کو ہتھیار ڈالنے، توبہ کرنے اور اسلام قبول کرنے کا آخری موقع دیا۔
- اگر وہ انکار کرتے تو ان پر کوئی رحم نہیں کیا جاتا: ان کے مردوں کو قتل کر دیا جاتا، ان کی عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر بیچ دیا جاتا اور ان کی جائیدادیں ضبط کر لی جاتیں۔

حضرت ابوبکرؓ نے مسلمانوں کی طاقت کو 11 حصوں میں تقسیم کیا اور ہر ایک کو ایک جھنڈا دیا۔ ہر ڈویژن کو حضرت خالد بن ولید، عکرمہ بن ابوجہل اور حضرت عمرو بن العاص جیسے ممتاز کمانڈر کے ماتحت رکھا گیا۔

- کمانڈروں سے کہا گیا کہ وہ اذان کے ذریعے باغیوں کو بلائیں۔ اگر انہوں نے اذان کا جواب دیا تو انہیں تنہا چھوڑ دیا جائے گا۔ اگر نہیں تو جنگ شروع ہونی تھی۔

<u>طلیحہ کے خلاف جنگ:</u>

- حضرت خالد بن ولید نے طلیحہ کے خلاف مہم کی قیادت کی۔
- طلیحہ نے غطفان اور طائی کے قبائل کے سرداروں کو مسلمانوں کے خلاف اس کی مدد کرنے پر آمادہ کیا۔
- اس طرح طلیحہ مدینہ کے خلاف آخری زور کے لیے بزخہ میں اپنی فوجیں جمع کر رہا تھا۔
- بزخہ میں ذوالقصہ میں شکست کھانے والے باغی طلیحہ کی فوجوں میں شامل ہو گئے۔
- بزخہ کی طرف بڑھتے ہوئے حضرت خالد نے بنو طیّ کو طلیحہ کو چھوڑ کر اپنی فوجوں میں شامل ہونے پر آمادہ کیا۔
- اس طرح حضرت خالد کو ایک ہزار آدمیوں سے تقویت ملی۔
- طلیحہ کو بزخہ کی لڑائی میں شکست ہوئی اور وہ شام کی طرف بھاگ گیا۔
- وہ اس وقت پکڑا گیا جب بعد میں مسلمانوں نے شام کو فتح کیا اور اسلام قبول کیا۔
- اس کے قبیلے کو بھی معاف کر دیا گیا جب انہوں نے اسلام قبول کیا۔

<u>مسیلمہ کے خلاف جنگ:</u>

- اپنے ہی قبیلے بنو تمیم سے مایوس ہو کر سجاح نے مسیلمہ کے خلاف مارچ کرنے کا فیصلہ کیا۔
- یمامہ کے باہر اپنے باغ میں، مسیلمہ نے اسے بہکا دیا اور وہ اس سے شادی کرنے پر راضی ہوگئی۔
- اس مشتبہ اتحاد کا سن کر سجاح کی فوجیں پگھل گئیں۔
- سجاح کچھ دنوں بعد میسوپوٹیمیا واپس آیا اور پھر کبھی اس کے بارے میں سنا نہیں گیا۔
- حضرت ابوبکر نے عکرمہ بن ابو جہل اور ایک اور سپہ سالار کو مسیلمہ کے خلاف روانہ کیا۔
- عکرمہ نے مسیلمہ پر عجلت میں حملہ کیا اور اسے شکست ہوئی۔ عکرمہ کو عمان میں باغیوں کو دبانے کے لیے سپرد کیا گیا تھا۔ مسیلمہ کو تباہ کرنے کا کام خالد بن ولید کے پاس آیا۔

یمامہ کی جنگ (اپریل، 633ء)

- مسیلمہ نے اپنی فوجیں یمامہ شہر کے باہر بھیج دیں۔
- دشمن نے انتہائی بہادری سے مقابلہ کیا اور مسلمانوں کو تقریباً شکست دے دی۔

- حضرت خالد بن ولید نے اپنی فوجوں کو قبائلی تشکیل میں دوبارہ ترتیب دیا، تاکہ مرد اپنے اپنے رشتہ داروں سے لڑ سکیں۔

یہ تدبیر کامیاب رہی اور مسیلمہ کی تباہ کن فوجیں ایک قلعہ بند باغ کی طرف پیچھے ہٹ گئیں اور دروازے بند کر دیے۔

موت کے باغ کی جنگ

- ایک بہادر مسلمان سپاہی نے باغ کی دیوار پھلانگ کر بند دروازے کھول دیئے۔
- باقی مسلمان فوج اندر آگئی اور لڑائی شروع ہوگئی۔
- یہ معرکے اس قدر خونریز تھا کے اسے موت کے باغ کی لڑائی کہا جاتا ہے۔
- 2,000 مسلمان مارے گئے اور مسیلمہ کی فوج کے 10,000 ہلاک ہوئے۔
- اس جنگ نے وسطی عرب میں ارتداد کا خاتمہ کیا۔
- قرآن مجید کے 300-1200 مسلم 'حافظین' کی موت سے کتاب مقدس کی تالیف ہوئی۔

مختلف مہمات اور لڑائیاں

<u>بحرین میں مہم:</u>

- مسیلمہ کی مدد کرنے والوں کو دبانا۔
- جس حکمران نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا وہ اپنی بہت سی رعایا کے اسلام قبول کرنے کا ذمہ دار تھا۔ حکمران کی موت کے بعد بہت سے لوگ مرتد ہو گئے۔
- اگرچہ سلطنت فارس نے باغیوں کا ساتھ دیا لیکن مسلمانوں نے انہیں پوری طرح کچل دیا۔

<u>عمان اور مہرہ میں مہم:</u>

- جس حکمران نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا وہ اپنی بہت سی رعایا کے اسلام قبول کرنے کا ذمہ دار تھا۔ حکمران کی موت کے بعد بہت سے لوگ مرتد ہو گئے۔
- لوگوں کو دبایا گیا اور انہوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔
- علاقہ مہرہ کے لوگ بھی مرتد ہو چکے تھے وہ بھی دب گئے۔ انہوں نے اسلام قبول کیا اور انہیں عام معافی مل گئی۔

<u>یمن میں مہم:</u>

- فارسی گورنر جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اسلام قبول کیا تھا وہ اپنی بہت سی رعایا کے اسلام قبول کرنے کا ذمہ دار تھا۔
- اسود انسی بڑی تعداد میں پیروکار حاصل کرنے میں کامیاب رہے۔ جلد ہی، وہ اتنا طاقتور ہو گیا کے گورنر کو چیلنج کر سکے۔
- خلیفہ کے حکم پر مسلم فوج نے باغیوں کو مکمل طور پر تباہ کر دیا۔
- باقیوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اسلام قبول کرنے والوں کو عام معافی دی گئی۔

<u>حضرموت میں مہم:</u>

- حضرموت کے کندی قبیلے نے 633ء میں بغاوت کی۔

وہ اسلام سے مرتد ہو گئے اور ٹیکس دینے سے انکار کر دیا۔

- ایک لڑائی میں مرتدین کی بڑی تعداد ماری گئی۔ زندہ بچ جانے والوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

مشرقی عراق میں مہم:

- ریاست مدینہ اور سلطنت فارس کے درمیان جنگ کے اسباب درج ذیل تھے۔

I) خسرو پرویز کی طرف سے محمد (ص) کے ایلچی کے ساتھ ناروا سلوک۔
II) سلطنت فارس میں عرب قبائل کے ساتھ ناروا سلوک۔
III) عرب میں فارسی سازشیں، یعنی یمن کو مدینہ کے خلاف اٹھنے پر اکسانا، اور ممکنہ طور پر سجاح کو جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرنے پر اکسانا۔
IV) سلطنتِ فارس کا زوال: خسرو پرویز کی وفات کے بعد سے ہی سے کمزور شہزادے سلطنت کے تخت پر بیٹھے تھے۔ V) زرخیز زمینوں اور مال غنیمت کا لالچ۔
I) فارسیوں کا اسلامی عرب کے ساتھ تجارت سے انکار۔
II) سرحدی گشتی فورسز کے درمیان لڑائیاں۔

- 633ء میں حضرت خالد بن ولید کو خلیفہ نے فارس کی سرحد کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔
- چار کالم، ہر ایک مختلف کمانڈر کے تحت، حضرت خالد بن ولید کی فوج کو تقویت دینے کا حکم دیا گیا۔
- حضرت خالد بن ولید نے فارس کی فوج کے سپہ سالار ہرمز کو ایک خط بھیجا جس میں ان سے درج ذیل اختیارات میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کو کہا گیا:

I) اسلام قبول کرو۔
II) جزیہ ادا کریں۔
III) جنگ کی تیاری کرو۔

- ہرمز نے آخری آپشن کا انتخاب کیا۔
- تیز مارچ کے ذریعے حضرت خالد کی فوج نے دشمن کو حیران کر دیا۔ فارسیوں کو فوری طور پر جنگ میں جانے پر مجبور کیا گیا۔
- ہرمز کی فوجوں کو زنجیروں سے باندھ دیا گیا تاکہ وہ بہادری سے لڑیں۔ تاہم، یہ ان کے خاتمے کا باعث بنتا ہے کیونکہ ایک تیز رفتار مسلمان حملے سے پہلے ہزاروں آدمی پیچھے ہٹ نہیں سکتے تھے اور تدبیریں نہیں کر سکتے تھے۔
- جب فارسیوں نے زنجیروں میں جکڑے ہوئے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی تو ان میں سے ہزاروں کو قتل کر دیا گیا۔
- چنانچہ کاظم کی جنگ کو زنجیروں کی جنگ بھی کہا جاتا ہے۔

ہرمز جنگ میں مارا گیا اور اس کے ہزاروں آدمیوں کو قید کر لیا گیا۔

مزار کی جنگ:

- ایک اور فارسی فوج نے مزار پر دجلہ عبور کیا۔ ہرمز کی فوج کے بچ جانے والے ان کے ساتھ شامل ہو گئے۔
- وہ مزار پر ٹھہرے اور پڑاؤ ڈالا۔
- حضرت خالد جیسے ہی مزار پر پہنچے تو انہیں فارسی کے ارتکاز کی اطلاع ملی۔ اس نے فوراً حملہ کیا اور دشمن کو بھگا دیا۔
- مسلمانوں نے بھاگتے ہوئے دشمن پر قابو پالیا اور بہت سے لوگوں کو مار ڈالا، جب کہ ایک بڑی تعداد دجلہ میں ڈوب گئی۔
- مزار کے باشندوں نے عرض کیا اور جزیہ ادا کرنے پر رضامند ہو گئے۔

والاجہ کی جنگ:

- فارس کے شہنشاہ نے مسلمانوں کو مشغول کرنے کے لیے دو اور لشکر بھیجے۔
- اس فوجی دستے نے فرات کو عبور کیا اور والاجہ میں پڑاؤ ڈالا۔
- فارسیوں کا قتل عام کیا گیا اور زیادہ تر دشمنوں کو نیست و نابود کر دیا گیا۔

بولیس کی جنگ:

- فارسیوں نے عیسائی عربوں کے ساتھ فوج میں شمولیت اختیار کی۔
- انہوں نے والاجہ سے 10 میل دور ڈیرے ڈالے۔
- دشمن کی فوج کا بڑا حصہ تباہ ہو گیا۔

فتح حرا:

- حضرت خالد نے حرا کی طرف کوچ کیا۔
- حیرہ کے گورنر نے اپنا شہر چھوڑ دیا اور پرواز کی۔
- حرا پر بغیر مخالفت کے قبضہ کیا گیا۔

مغربی عراق میں مہم:

- جون 633ء کے آخر میں حضرت خالد نے انبار کی طرف کوچ کیا۔
- انبار ایک اہم تجارتی شہر تھا اور یہاں فارس اور شام سے قافلے آتے تھے۔
- یہ شہر دیواروں اور گہری کھائی سے محفوظ تھا۔
- حضرت خالد نے حکم دیا کہ بوڑھے اور کمزور اونٹوں کو قتل کر کے ان کی لاشیں کھائی میں پھینک دیں۔
- اس سے ایک پل بن گیا اور مسلمان افواج نے دیوار پر حملہ کیا۔
- اپنی صورتحال کو ناامید دیکھ کر گورنر نے ہتھیار ڈال دیئے۔ فارس کی فوج اور ان کے خاندانوں کو پرامن طور پر واپس جانے کی اجازت دی گئی۔
- مسلمانوں نے انبار شہر پر قبضہ کر لیا۔

ایک اور بڑے قلعے بند قصبے، این التمر کے محاصرے اور فتح کے ساتھ، اوبلا سے انبار تک کا پورا علاقے مسلمانوں کے قبضے میں آگیا۔

شام میں مہم:

- فروری 634ء میں حضرت ابوبکر نے شام کے خلاف جہاد کی دعوت دی۔
- مارچ تک، اس نے عمرو بن عاص، یزید بن ابو سفیان، شورابیل بن حسن اور ابو عبیدہ بن جراح کی قیادت میں چار دستوں، 7000 آدمیوں کی ایک بڑی فوج کو اکٹھا کیا۔
- خالد بن ولید نے حیرہ سے 9000 آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف کوچ کیا۔

بصرے کی جنگ:

- جب حضرت خالد بصرے کے قریب پہنچے تو انہیں معلوم ہوا کہ شورابیل کے ماتحت 4000 مسلمان جنگجو بازنطینی سلطنت سے لڑ رہے ہیں۔
- اس نے حضرت ابو عبیدہ کو ان سے ملنے کا پیغام بھیجا ۔
- جلد ہی بازنطینی اور مسلم فوجیں آمنے سامنے ہو گئیں۔
- حضرت خالد نے دشمن کے سپہ سالار رومانس کو اسلام پیش کیا جس نے اسے قبول کرلیا۔
- اپنے کمانڈر کے انحراف سے حیران ہو کر، وہ شہر کی طرف واپس چلے گئے اور اس کے دروازے بند کر دیے۔
- رات کے وقت، رومانس مسلمانوں کے ایک دستے کی قیادت کرتے ہوئے، ایک خفیہ سرنگ کے ذریعے شہر میں داخل ہوا۔
- بازنطینی بڑی تعداد میں مارے گئے اور زندہ بچ جانے والوں نے ہتھیار ڈال دیے۔

جنگ اجنادین:

- مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لیے پرعزم، بازنطینی شہنشاہ ہیریکلیس نے یروشلم کے مغرب میں واقع مقام اجنادین میں اپنی فوجیں جمع کیں۔
- حضرت خالد نے اجنادین کے مقام پر دشمن کی فوجوں پر حملے کرنے کے لیے شام کی تمام مسلم افواج کو یکجا کر دیا۔
- بازنطینی کمانڈر کی موت کے بعد دشمن بھاگ گیا اور بڑی تعداد میں مارا گیا۔

دمشق کا محاصرہ:

- دمشق کی طرف مارچ کرتے ہوئے، مسلمانوں نے بڑی تعداد میں بازنطینی فوجوں کا راستہ روک لیا۔
- ان فوجیوں کو شکست دینے کے بعد، بچ جانے والے دمشق کی طرف بھاگ گئے اور دروازوں کو بند کر دیا۔
- دمشق کا محاصرہ 21 اگست سے 23 اگست 634 عیسوی تک تھا۔
- 23 اگست کو مسلمانوں کو خلیفہ کی وفات کی خبر پہنچی اور وہ مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے۔
- حضرت عمر کے دور خلافت میں دمشق بالآخر مسلمانوں کے ہاتھ میں چلا گیا۔

حضرت ابوبکر کی وفات:

- 634ء میں مدینہ میں وفات پائی۔
- ان کے رشتہ داروں کی طرف سے، محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفن کیا گیا.
- حضرت عمر کو خلیفہ مقرر کیا۔ فیصلہ عوام نے قبول کیا

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا انتظام:

- صحیح معنوں میں جمہوری ریاست کی تشکیل کی۔ تمام اہم معاملات میں نامور صحابہ سے مشورہ کرتے تھے۔
- عرب کو صوبوں میں تقسیم کر دیا گیا، جس کی حکومت گورنرز کرتے تھے۔
- ایک قاضی اور امل نے اس کی مدد کی۔
- چھاؤنیاں قائم کیں اور ریزرو ملٹری فورس رکھی۔
- بیت المال کو صحیح شکل دی۔

اسلام کے لیے خدمات:

- اسلام کے ابتدائی پیروکاروں اور حامیوں میں سے ایک۔
- عظیم مشنری اور مبلغ۔
- بہت سے نئے تبدیل شدہ غلاموں کو ان کے ظالم آقاؤں سے بچایا۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تقریباً ہر جنگ میں حصہ لیا۔
- حنین کے مقام پر جب سب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ چکے تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس ہی رہے۔
- ان چند مسلمانوں میں سے ایک جنہوں نے معاہدہ حدیبیہ پر دستخط ہونے کے فوراً بعد اس کی حمایت کی۔
- اس کے پاس جو کچھ تھا وہ تبوک مہم کے لیے عطیہ کیا۔
- اپنے آپ کو قابو میں رکھا جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی وفات کے بعد سب گھبرا گئے۔
- انصار کو خانہ جنگی شروع کرنے سے روک دیا۔
- باغیوں اور مرتدوں کو دبایا جس نے ریاست مدینہ کو اندرونی ٹوٹ پھوٹ اور انہدام سے بچایا۔
- مدینہ کی اسلامی ریاست میں ایک بہت بڑا علاقہ شامل کیا۔
- جنگ یمامہ کے بعد قرآن پاک کے بکھرے ہوئے الہامات کو مرتب کرنے کے لیے قدم اٹھایا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت عمرؓ: خلیفہ بننے سے پہلے کی زندگی اور کردار

- حضرت عمرؓ کا تعلق بنو عدی کے قریشی خاندان سے تھا
- آپ کے والد کا نام خطاب بن نفیل تھا
- حضرت عمرؓ کا نسب آٹھویں پشت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملتا ہے
- حضرت عمرؓ کی والدہ کا نام حنتمہ بنت ہشام بن مغیرہ
- وہ ہاتھی کے سال (ہجرت سے تقریباً 40 سال پہلے) میں پیدا ہوا تھا اس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے 12-13 سال چھوٹے تھے
- حضرت عمرؓ ایک پڑھے لکھے اور متمول گھرانے میں پیدا ہوئے جو بھی ذاتی طور پر اپنے والد سے تعلیم یافتہ تھے
- جوانی میں حضرت عمرؓ نے علم نسواں، لڑائی، کشتی اور بیان بازی میں مہارت حاصل کی
- قبول اسلام سے پہلے حضرت عمرؓ کو قریش نے سفیر کے عہدے پر تعینات کیا تھا
- وہ تجارت میں اچھی طرح سے قائم تھا
- حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عمر 27 سال تھی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو رسالت کی ذمہ داری سونپی گئی
- نبوت کے چھٹے سال حضرت عمرؓ نے مکے میں ارقم کے گھر میں اسلام قبول کیا جو اس وقت تبلیغ کا مرکز تھا
- اسلام قبول کرنے کے بعد مسلمانوں نے پہلی بار خانہ کعبہ میں نماز ادا کی
- ان کی عمر تینتیس سال تھی جب انہوں نے اسلام قبول کیا
- انہیں فاروق کا لقب دیا گیا یعنی وہ شخص جو اسلام قبول کرنے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح اور غلط میں تمیز کر سکے
- آپ نے مدینے کی طرف ہجرت کی اور تمام بڑی جنگوں یعنی بدر، احد، خندق، خیبر اور حنین میں حصہ لیا
- ان کی بیٹی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں
- اس نے اپنی آدھی دولت غزوہ تبوک کے وقت دے دی

ان کی شخصیت کی اہم خصوصیات:

- سادگی، مہربانی، مکمل وابستگی، خلیفہ کے طور پر اپنے فرض سے لگن اور لگن، انسانوں کے اچھے جج، سچ کو جھوٹ سے پہچاننے کے قابل، اعلیٰ اخلاقی معیار، منتظم کی حیثیت سے سخت، دور اندیشی اور دور اندیشی، فیصلہ سازی میں تیز اور تیز اور اس پر عمل درآمد کو یقینی بنانے کے اوصاف کے مالک تھے۔

<u>حضرت عمرؓ کا خلیفہ ثانی کا انتخاب:</u>

- 24 اگست 634ء
- حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ کو اگلا خلیفہ نامزد کیا
- حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اکثر نامور صحابہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیعت کی۔

فارس کے ساتھ جنگیں

<u>نمراق کی جنگ (اکتوبر 634ء):</u>

- چونکہ مسلمانوں نے ابوبکر کی خلافت میں حرا پر قبضہ کر لیا تھا، اس لیے مشتعل فارس شہنشاہ نے ایک مشہور جرنیل کے ماتحت ایک بڑی فوج بھیجی۔
- دونوں لشکر حیرہ سے 10 میل کے فاصلے پر ملے • فارسیوں کو شکست دی گئی اور فرار ہو گئے۔

<u>حار کی جنگ/ پل کی لڑائی (اکتوبر، 634 عیسوی):</u>

- مسلمانوں کی فتح سے گھبرا کر، فارس شہنشاہ نے ایک بڑی فوج روانہ کی، جس کی کمان بہمن تھی۔
- مسلمانوں کی فوج کی قیادت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کر رہے تھے۔
- اس زبردست قوت کے سامنے عرب پیچھے ہٹ گئے اور فرات کو دوبارہ عبور کیا۔
- فارس کے سپہ سالار نے حضرت ابو عبیدہ کو چیلنج کیا کہ وہ دوبارہ دریا پار کر دیں یا پھر عرب کی طرف آنے کی اجازت دیں۔
- عجلت سے کام لیتے ہوئے اور اپنے مشیروں کے انتباہ کے خلاف، حضرت ابو عبیدہ نے مسلم فوج کو حکم دیا کہ وہ کشتیوں کا پل بنا کر دریا کو عبور کریں۔
- ایک بار مخالف طرف مسلمانوں نے اپنے آپ کو تشویشناک حالت میں پایا۔ ان کے سامنے فارسی جنگی ہاتھیوں اور ان کی پیٹھ پر تیز دریائے فرات کے درمیان ان کو باندھ دیا گیا تھا۔
- عربوں اور ان کے جانوروں نے اس سے پہلے کبھی ہاتھیوں کو نہیں دیکھا تھا اور وہ ان خوفناک اور دیوہیکل درندوں سے گھبرا گئے تھے۔ ان ہاتھیوں نے مسلمانوں کے گھڑ سواروں کو شکست دی۔
- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے گھڑ سواروں کو پیدل اترنے اور لڑنے کا حکم دیا۔
- اگرچہ مسلمانوں نے بہادری سے مقابلہ کیا اور بہت سے ہاتھیوں کو گرایا لیکن وہ بڑی تعداد میں درندوں کے پاؤں تلے روند گئے۔

- خود حضرت ابو عبیدؓ کو ہاتھیوں میں سے ایک نے شہید کر دیا۔ اس کا بھائی اس کا جانشین بنا لیکن ایک ایک کر کے مسلمان کمانڈر شہید ہو گئے۔
- ایک مسلمان نے کشتی کا پل کاٹ دیا تھا تاکہ مسلمان لشکر ہمت نہ ہارے اور آسانی سے پیچھے ہٹ جائے۔
- تاہم، شکست خوردہ سپاہیوں نے دریا میں چھلانگ لگا دی اور کئی اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔
- نئے مسلمان کمانڈر حضرت مثنیٰ نے پل کو دوبارہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اس نے اور ایک چھوٹی سی دستے نے فارسیوں کو روک لیا جبکہ بچ جانے والے عرب کی طرف بڑھ گئے۔
- 9,000 مردوں کی اصل مسلم فورس میں سے، تقریباً:

I) 3000 بچ گئے۔
II) 2,000 جنگ میں مارے گئے۔
III) 2000 دریا میں ڈوب گئے۔
IV) 2000 مدینہ اور دوسری جگہوں پر بھاگ گئے۔

<u>بوویب کی جنگ (نومبر 634ء):</u>

- جسر کی تباہ کن جنگ کے بعد سمجھداری اور سکون سے کام کرتے ہوئے، عمر نے سلطنت فارس کے خلاف لڑنے کے لیے اپنے اتحادیوں کو اکٹھا کیا۔
- جب فارسیوں کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے مہران کی کمان میں ایک بڑی فوج بھیج دی جو عربی جنگی تکنیک کا ماہر تھا۔
- مسلمانوں کی فوج کی کمان حضرت مسنّیٰ کے پاس تھی۔
- جسر کی جنگ کی طرح فارس کی فوج نے فرات کے مشرقی کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔
- تاہم اس بار مسلمانوں نے فارسیوں کو عرب کی طرف جانے کی اجازت دی۔
- اگلے دن دونوں فوجیں بوئب کے مقام پر شدید لڑائی میں مصروف ہو گئیں۔
- اگرچہ فارس کی فوج مسلم فوج سے کئی گنا زیادہ تھی، لیکن مہران کے مارے جانے کے بعد انہیں شکست سے دوچار کر دیا گیا۔
- جب فارسیوں نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی تو مسلم فوج نے فرات پر پل کو تباہ کر دیا۔ فارسی بڑی تعداد میں مارے گئے اور ان کی فوج تقریباً مکمل طور پر تباہ ہو گئی۔

<u>حضرت عمر کا عراق فتح کرنے کا عزم</u>

- حضرت عمر نے محسوس کیا کہ اگر حیرہ کو مسلمانوں کے قبضے میں رکھنا تو عراق کے صوبے فارس کے دارالحکومت مدین پر قبضہ کرنا ہوگا۔
- حضرت عمر نے فارس کے خلاف جنگ کی دعوت دی اور اپنے اتحادیوں کو خط لکھ کر اپنے جھنڈے تلے جمع کیا۔

آخر کار بیس ہزار آدمیوں کا لشکر جمع کر کے حضرت سعد بن ابی وقاص کے ماتحت کر دیا گیا۔

<u>قادسیہ کی جنگ:</u>

- حضرت سعد کو قادسیہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا گیا جو کہ عتیق (فرات کی ایک شاخ) کے مغربی کنارے پر ایک چھوٹا قلعہ تھا۔
- یہاں سے حضرت سعد نے ایک ایلچی کو اسلام کا پیغام دے کر فارس کے بادشاہ یزدگرد کے دربار میں بھیجا تھا۔
- فارس کے بادشاہ نے ایلچی کی توہین کی اور اسے اپنے دربار سے باہر کر دیا۔
- مسلمانوں کو سبق سکھانے کے لیے اس نے 300 جنگی ہاتھیوں سمیت 120,000 آدمیوں کا ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔ اس فوج کی کمان رستم کے پاس تھی۔
- مسلمانوں کی فوج کی تعداد اب 30,000 تھی، جس میں 1400 محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ساتھی اور 99 بدر کے سابق فوجی شامل ہیں۔ فوجی اپنے اہل خانہ کو بھی ساتھ لائے تھے، کیونکہ وہ مفتوحہ سرزمین پر آباد ہونے کا ارادہ رکھتے تھے۔
- رستم نے اپنی فوج کے ساتھ دریا کے مخالف کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔ اس کا ارادہ تھا کہ حملہ کرنے سے پہلے مسلمانوں کو تھکا دے یا ان کے پاس سامان کی قلت ہو جائے۔
- عرب چھاپہ مار جماعتوں نے، جنہوں نے فارس کے زرخیز کھیتوں پر حملہ کیا، شہنشاہ کو مجبور کیا کہ وہ رستم کو لڑائی شروع کرنے کا حکم دے۔
- رستم اور اس کی فوج نے پانی کے بہاؤ کو جانچنے کے لیے ایک ڈیم بنا کر رات کی رازداری میں دریا کو عبور کیا۔
- اس کے نتیجے میں ہونے والی لڑائی بہت شدید تھی اور 3 دن اور 4 راتیں جاری رہی۔
- حضرت سعد نے اپنے بیمار بستر سے اپنی افواج کو ہدایت کی۔
- بالآخر، فارسی ہار گئے اور بڑی تعداد میں مارے گئے۔
- رستم اس وقت مارا گیا جب اس نے میدان جنگ سے بھاگنے کی کوشش کی۔
- نقصانات:
  I) مسلمان --- 8500 مرد۔
  II) فارسی --- 30,000 سے 40,000 مرد۔

- مال غنیمت:
  I) ہر سپاہی کو 6000 ٹکڑے۔
  II) رستم کے جسم سے 70 ہزار کے زیورات چھین لیے گئے۔
  III) پینتھر کی کھال سے بنے فارسی بینر کے 100,000 ٹکڑے۔

- نتائج:
  I) سلطنت فارس کی فوجی طاقت کو ختم کر دو۔

II) عرب قبائل اب فارس اور اسلام کے دشمنوں کے خلاف لڑنے سے نہیں ہچکچاتے تھے۔

III) مدین کا راستہ کھل گیا۔

مدین کا محاصرہ اور قبضہ:

- اپنی فوجوں کو آرام کرنے کے بعد حضرت سعد نے اس پر قبضہ کرنے کے ارادے سے مدین کی طرف کوچ کیا۔
- شہر کا دفاع کرنے والی فوج مسلمانوں کے حملے سے پہلے ہی پسپا ہو گئی، شہر میں بھاگ کر دروازے بند کر دیے۔
- مسلمانوں نے فوجیوں کے محاصرے اور بہادرانہ حملے کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا۔
- مال غنیمت:

I) سونے اور چاندی کے برتن اور مجسمے۔

II) قیمتی پتھروں کے سٹور۔

III) پرتعیش وارڈروبس۔

IV) ہزاروں جنگی قیدی۔

V) ہر سپاہی کو 12000 درہم ملے۔

جلولہ کی جنگ:

- فارس کے بادشاہ نے مدین سے بھاگ کر حلوان میں پناہ لی۔
- اس کے نتیجے میں اس کی باقی ماندہ فوج نے مدین کے پڑوس میں واقع مقام جلولا پر قبضہ کرلیا۔
- اس فوج نے جنگ کے لیے بڑی تیاریاں کیں۔ پورا قصبہ ایک قلعے میں تبدیل ہو گیا اور قصبے کے چاروں طرف ایک گہری کھائی کھودی گئی۔
- حضرت سعد نے حضرت عمر کی اجازت سے قکا کی کمان میں ایک مضبوط لشکر جلولا کی طرف روانہ کیا۔
- جلولا کا محاصرہ 7 ماہ تک جاری رہا۔
- بالآخر، فارسیوں نے جوابی حملہ کرنے اور مسلمانوں کو بھگانے کا فیصلہ کیا۔
- مسلمان سپہ سالار نے اپنی فوج کو پیچھے ہٹا لیا تاکہ فارس کی پوری فوج میدان میں آ جائے۔
- شدید لڑائی ہوئی۔
- آخرکار ایک زبردست طوفان فارسیوں کے چہروں پر اڑنے لگا اور وہ واپس گر پڑے اور بڑی تعداد میں مارے گئے۔
- جلولا کے باشندوں نے حسب معمول جزیے کی شرائط پر ہتھیار ڈال دیے۔

نہاوند کی جنگ:

- جلولا کی جنگ کے بعد، حضرت عمر نے مزید فتوحات روک دیں اور پہلے سے زیر قبضہ علاقوں میں مسلمانوں کی حکومت کو مستحکم کرنے کی کوشش کی۔

اس مقصد کے لیے فارسیوں کے ساتھ امن معاہدہ ہوا۔

- تاہم، فارسیوں نے جلد ہی معاہدہ توڑ دیا اور 30،000 مسلمانوں کے خلاف 60،000 آدمیوں کے ساتھ مارچ کیا۔
- دونوں فوجیں نہاوند میں 2 دن تک لڑیں۔ تیسرے دن، فارسیوں نے اپنے قلعوں میں پناہ لی۔
- ایک ہوشیار حکمت عملی کے ذریعے دشمن کو چھپنے سے باہر کر دیا گیا اور ہاتھا پائی کی جنگ ہوئی۔
- فارس کی طاقت ہمیشہ کے لیے بکھر گئی اور ان کا شہنشاہ اصفہان بھاگ گیا۔
- یہ جنگ پوری دنیا کے لیے فیصلہ کن تھی، کیونکہ اس نے فارس کی طاقت کے خاتمے اور مسلمانوں کے عروج کا اشارہ دیا۔

بازنطینی سلطنت کے ساتھ جنگیں

- شام، یروشلم اور مصر پر مشتمل مشرقی رومی سلطنت کو بازنطینی سلطنت کہا جاتا تھا۔
- اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایلچی کو ہرقل کے پاس بھیجا تو دونوں فریقوں کے درمیان تعلقات خوشگوار رہے تھے، لیکن معاملات ٹھنڈے پڑنے لگے تھے۔
- شام کے عیسائی شہزادے نے موتہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ایلچی کو قتل کر دیا تھا اس سے دشمنی میں اضافہ ہوا۔

<u>وجوہات:</u>

- بازنطینی سلطنت کے اکسانے پر مسلم حکمرانی کے خلاف شام کی سرحد پر بدو قبائل کی بغاوت۔
- شام کی سرحد پر بازنطینی سلطنت میں بدو قبائل نے عرب میں اپنے رشتے داروں کو مسلمانوں کے علاقے پر حملے کرنے میں مدد فراہم کی۔
- عرب کی قدرتی ضرورت اس لیے کہ یہ اپنے پڑوسیوں کے مقابلے میں وسائل سے زیادہ امیر نہیں تھا۔

شام کی فتح

<u>یرموک کی جنگ:</u>

- حضرت ابوبکر کے دور میں مسلمانوں نے شام کے محاذ پر رومیوں کو شکست دی تھی۔
- حضرت عمر کے دور میں حضرت خالد بن ولید دمشق، اردن اور ایمیسا کو مسلم ریاست میں شامل کر لیا تھا۔

- جوابی کارروائی میں بازنطینی شہنشاہ نے 260,000 آدمی بھیجے، جنہوں نے یرموک کی وادی میں ڈیرے ڈالے۔
- حضرت ابو عبیدہ نے اسلام کے جھنڈے تلے 40 ہزار آدمیوں کو جمع کیا۔
- بازنطینیوں نے مسلمانوں کو شام چھوڑنے کی صورت میں بھاری رقم ادا کرنے کی پیشکش کی۔
- حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے انہیں حسب معمول عرض کیا: میں اسلام قبول کر لو۔
  I) جزیہ ادا کریں۔
  II) جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔
- یہ لڑائی 6 دن تک جاری رہی۔
- چھٹے دن کی دوپہر تک بازنطینی فوج کا صرف 1/3 حصہ رہ گیا۔
- اسی دوران ایک طوفان آیا اور بھاگنے والے بازنطینی بڑی تعداد میں ہلاک ہو گئے۔
- اس جنگ سے بازنطینیوں نے شام کو کھو دیا اور مسلمانوں کی حکومت کا آغاز ہوا۔

<u>یروشلم کا سقوط:</u>

- یرموک کی جنگ کے بعد، مسلم افواج اردن میں تمام سمتوں میں پھیل گئیں اور یروشلم کی راہ ہموار کرنے کے لیے اہم علاقوں پر قبضہ کر لیا۔
- یروشلم شہر، جو یہودیوں اور عیسائیوں کے لیے مقدس تھا، مضبوط قلعہ بند تھا اور ہر طرف گہری وادیوں سے محفوظ تھا۔
- مسلمانوں نے سخت سردی میں یروشلم کا محاصرہ کر لیا۔
- مسلمانوں کے سپہ سالار حضرت عمرو بن عاص نے حضرت ابو عبیدہ کو کمک کے لیے خط لکھا۔
- جب کمک پہنچی تو شہر کے شہریوں نے حوصلہ ہار دیا اور ہتھیار ڈالنے کی پیش کش کی اگر خلیفہ خود آکر شہر کی چابیاں لے لے۔
- حضرت علی کو اپنا نائب چھوڑ کر حضرت عمر ایک غلام کے ساتھ اونٹ پر سوار ہو کر باری باری یروشلم روانہ ہوئے۔
- جب وہ آیا تو شہریوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا گیا جس میں جان کی حفاظت، گرجا گھروں اور دیگر مذہبی عمارات وغیرہ کی حفاظت کی ضمانت دی گئی۔ شہریوں کو جزیہ ادا کرنا تھا۔ جو لوگ ایسا نہیں کریں گے انہیں شہر چھوڑنے کو کہا گیا۔
- جب حضرت عمر نے شہر کے سرپرست سے پوچھا کہ وہ شکرانے کی نماز کہاں ادا کر سکتے ہیں تو انہیں ایک گرجے کی طرف لے جایا گیا۔
- حضرت عمر نے گرجا گھر میں نماز ادا کرنے سے انکار کردیا کیونکہ انہیں خدشہ تھا کہ وہ مسلمانوں کے لیے گرجا گھروں کو مسجدوں میں تبدیل کرنے کے لیے ایک مثال قائم کریں گے۔
- اس کے بعد اسے اس جگہ لے جایا گیا جہاں حضرت داؤد علیہ السلام نماز پڑھتے تھے۔

- یروشلم میں کچھ دن رہ کر اس نے انتظامیہ کو از سر نو ترتیب دیا اور حضرت عمر کی مسجد تعمیر کی۔

<u>مصر کی فتح:</u>

وجوہات/اسباب:

I) مسلم بحریہ انتہائی کمزور تھی اور اسکندریہ بازنطینیوں کا مضبوط بحری اڈہ تھا وہاں سے وہ تباہ کن حملہ کر سکتے تھے۔

II) مصر 'سلطنت کا اناج' تھا، اور اس پر قبضہ بازنطینی سلطنت کے غذائی نظام کو کمزور کر دے گا۔

III) مصر کی فتح سے افریقہ کے بڑے حصوں کا راستہ کھل جائے گا۔

IV) مصر کے قبطی اپنے بازنطینی آقاؤں کے ماتحت بدحال حالات میں رہتے تھے۔ حضرت عمرو جانتے تھے کہ یہ لوگ مسلمانوں کا استقبال کریں گے اور ان کی حمایت کریں گے۔

- خلیفہ کی اجازت سے حضرت عمرو بن عاص 4000 آدمیوں کے ساتھ 639ء میں مصر کی طرف روانہ ہوئے۔
- چھوٹے شہروں پر حملے کرنے کے بعد اس نے قلعہ فوستات کا محاصرہ کر لیا جو 7 ماہ تک جاری رہا۔ اس قلعہ پر قبضہ کر لیا گیا۔
- مسلمانوں کی پیش قدمی سے گھبرا کر مصری بادشاہ نے اسکندریہ پر قبضہ کرنے کے لیے ایک بڑی فوج بھیجی۔
- جب مسلمان اسکندریہ پہنچے تو انہوں نے اسے بھاری قلعہ بند اور 50,000 سپاہیوں پر مشتمل پایا۔
- اس وقت مسلمانوں کی تعداد صرف 12 ہزار تھی۔
- مسلمانوں نے جب بھی شہر کے قریب جانے کی کوشش کی تو دشمن نے ان پر پتھروں کی بارش کردی۔
- نیز، اسکندریہ ایک بڑی بندرگاہ تھی اور سمندر سے کسی بھی وقت مدد آسکتی تھی۔
- جب بازنطینیوں نے مسلمانوں سے کھلے عام لڑنے کی کوشش کی تو انہیں مارا پیٹا گیا۔
- جب شہنشاہ ہیراکلس کا انتقال ہوا تو محاصرہ زدہ شہر پر مایوسی کی لہر دوڑ گئی کیونکہ وہ جانتے تھے کہ اب کوئی ان کی مدد کو نہیں آئے گا۔
- آخرکار شہر نے تسلط کر لیا اور مسلمان مصر کے آقا بن گئے۔

<u>حضرت عمر کی وفات:</u>

- جنگ نہاوند کے بعد بہت سے فارسی مردوں، عورتوں اور بچوں کو غلام بنا کر بیچ دیا گیا۔
- ان میں سے ایک ابو لولو تھا جسے فیروز بھی کہا جاتا ہے۔
- اسے بصرہ کے گورنر نے خریدا تھا۔

- 23 ذی الحج میں حضرت عمرؓ صبح کی نماز پڑھا رہے تھے کہ فیروزؔ ان پر خنجر سے حملہ کیا اور متعدد زخمی کر دیئے۔
- حضرت عمر کچھ دنوں تک زندہ رہے اور اپنے جانشینوں کو نامزد کیا اور ان سے کہا کہ وہ اپنے درمیان سے خلیفہ منتخب کریں:

I) حضرت علی

II) حضرت عثمان

III) حضرت زبیر بن عوام

IV) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف

V) حضرت طلحہ

VI) حضرت سعد بن ابی وقاص

- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

<u>حضرت عمر کا انتظام:</u>

- وہ آنے والے منتظمین اور حکمرانوں کے لیے نمونہ بن کر رہے۔
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کی مثال پر عمل کرتے ہوئے حضرت عمر نے جمہوریت کی بنیاد پر ریاست کا آئین تشکیل دیا۔
- اس نے ایک مجلس شوریٰ قائم کی جس میں انصار اور مہاجرین دونوں شامل تھے۔ اس میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ممتاز صحابہ شامل تھے اور وہ کوئی بھی اہم فیصلہ کرنے سے پہلے ہمیشہ اس ادارے سے مشورہ کرتے تھے۔
- اس نے مہاجرین، انصار اور مختلف قبائل کے نمائندوں پر مشتمل مجلس عام بھی قائم کی۔ اس باڈی کو خصوصی مواقع پر اجلاس بلایا گیا تھا۔
- ہر صوبہ ایک ولی کے ماتحت تھا اور ہر ضلع ایک عامل کے ماتحت تھا۔
- ان افسران کو حج کے موقع پر مکہ مکرمہ جانا پڑتا تھا جہاں خلیفہ ان کے خلاف شکایات سن کر فیصلہ کر سکتا تھا۔
- ان افسران کو اپنے اثاثوں اور جائیداد کا ریکارڈ بھی رکھنا تھا۔ ان کی ریٹائرمنٹ پر ان کے اکاؤنٹس کی جانچ پڑتال کی جائے گی کہ آیا وہ ایماندار تھے یا نہیں۔
- قاضیوں کو عدالتی فرائض سونپے گئے تھے اور وہ ولی سے مکمل طور پر آزاد تھے۔
- وہ پہلا شخص تھا جس نے ملٹری، ایجوکیشن، جیل اور پولیس وغیرہ کے محکمے قائم کیے تھے۔
- دیوان کا محکمہ مرکز اور صوبوں سے ہر قسم کے محصولات کی وصولی کا ذمہ دار تھا۔
- عشر (بڑی زمینوں کی آمدنی کا 1/10 حصہ) اور گھوڑوں کی ملکیت پر زکوٰۃ جیسے نئے ٹیکس لگائے گئے۔

- بیت المال سے رقم کی تقسیم کا نیا نظام قائم کیا گیا۔
- فوجیوں کی اچھی طرح دیکھ بھال کی جاتی تھی، لیکن انہیں مفتوحہ علاقوں میں زمینیں خریدنے یا آباد لوگوں کے ساتھ رہنے کی اجازت نہیں تھی وہ صرف چھاؤنیوں میں رہ سکتے تھے۔
- کسانوں کا بھی خیال رکھا جاتا تھا۔ مفتوحہ علاقوں میں انہیں اپنی زمینیں برقرار رکھنے کی اجازت تھی۔
- وہ خود رات کو مدینے کی گلیوں میں گشت کرتا تھا تاکہ ایسے لوگوں کو تلاش کر سکے جنہیں مدد کی ضرورت تھی۔

مسلم ہجری کیلنڈر، بڑھاپا پنشن کا نظام اور آبادی کی مردم شماری متعارف کروائی۔

- خواتین کی تعلیم کی سرپرستی کی۔

<u>اسلام کے لیے خدمات:</u>

- مکہ مکرمہ میں ابتدائی اسلام کا زبردست فروغ۔
- ابو بکر کو خلیفہ اول منتخب کروانے میں اہم کردار ادا کیا۔
- فارس اور بازنطینی لشکروں کو روک لیا جو عرب پر حملہ کرنے پر تلے ہوئے تھے۔
- فارس اور بازنطینی سلطنتوں کو زیر کیا اور ان کے بڑے خطوں کو فتح کیا۔
- مفتوحہ علاقوں کو اکٹھا کیا۔
- اپنے جانشینوں کے لیے ایک موثر انتظامی نظام چھوڑا۔

حدیث: جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا، جس نے عمر سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی۔

باب 3

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضرت عثمان: خلیفہ بننے سے پہلے کی زندگی اور کردار:

- حضرت عثمانؓ کا تعلق قریش کے خاندان بنو امیہ سے تھا
- ان کے والد کا نام عفان تھا
- آپ کی پیدائش ہاتھی کے چھٹے سال مکہ مکرمہ میں ہوئی
- ان کی والدہ کا نام عروہ تھا
- آپ کا شجرہ نسب پانچویں پشت میں عبد مناف پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے
- زمانہ جاہلیت میں ان کی کنیت ابو عمرو تھی
- اسلام قبول کرنے کے بعد ان کا نام ابو عبداللہ رکھا گیا
- حضرت عثمان کے والد مکہ مکرمہ کے امیر ترین آدمیوں میں سے تھے
- حضرت عثمانؓ پڑھے لکھے تھے اور علم سیکھنے کا شوق رکھتے تھے
- انہوں نے جاہلیت کے دور میں بھی پاکیزہ زندگی گزاری اور کبھی شراب نہیں پی، جوا نہیں کھیلا اور نہ ہی بتوں کی پوجا کی
- جب اس نے حضرت ابوبکرؓ کے ہاتھوں اسلام قبول کیا تو ان کے گھر والوں نے ان پر تشدد شروع کردیا
- حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پہلے عربوں میں سے تھے جنہوں نے اسلام قبول کیا
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی دوسری صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا
- حضرت عثمانؓ اپنی اہلیہ کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے جہاں وہ ایک تاجر کے طور پر ترقی کرتے رہے
- جب ہجرت کرنے والوں میں یہ افواہ پھیلی کہ قریش نے اسلام قبول کر لیا ہے تو وہ مکہ واپس آئے
- حبشہ واپس لوٹنے کے بجائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ میں ہی ٹھہرے
- یہاں اس نے اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کیا اور بہت سے مسلمان غلاموں کو آزاد کیا
- مدینہ کی طرف ہجرت کی جہاں حضرت اوس بن ثابت آپ کے میزبان تھے

غزوہ بدر کے بعد حضرت رقیہؓ بیمار ہوئیں اور انتقال کر گئیں

- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی تیسری بیٹی حضرت کلثوم کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کیا۔
- چنانچہ حضرت عثمان کو ذون نورین یا ''دو نوروں کا مالک'' کہا جاتا۔
- ان کی شادی کے بمشکل 6 سال بعد حضرت کلثوم بھی بیمار ہو کر انتقال کر گئیں۔
- مدینہ میں حضرت عثمان نے ایک تاجر کی حیثیت سے محنت کی اور شہر کے امیر ترین آدمیوں میں شمار ہونے لگے۔
- اللہ کی راہ میں بے دریغ خرچ کرتے تھے، اور غنی کا لقب پاتے تھے۔
- آپ نے بدر کے علاوہ تمام اہم جنگوں میں حصہ لیا جب آپ اپنی وفات پاجانے والی بیوی حضرت رقیہ کو دودھ پلا رہے تھے۔
- حضرت عمر کے بعد دوسرے شخص جو حضرت ابوبکر سے خلیفہ اول کے طور پر بیعت کریں۔

ان کی شخصیت کی اہم خصوصیات:

- فصاحت و بلاغت، عفو و درگزر، حتیٰ کہ انتقام، سخاوت، شائستگی اور شرافت کو برباد کرنے کے قابل ہو؛ دوستی اور نصیحت میں اخلاص، تمام لوگوں کے ساتھ مہربانی اور ہمدردی، اپنے ایمان کے لیے جوش، رب کا خوف اور اللہ کی عبادت میں اس کی عقیدت۔

<u>خلیفہ کا انتخاب:</u>

- حضرت عمر نے درج ذیل لوگوں سے کہا کہ وہ اپنے درمیان سے خلیفہ منتخب کریں۔
  I) حضرت علی
  II) حضرت عثمان
  III) حضرت زبیر بن عوام
  IV) حضرت عبدالرحمٰن بن عوف
  V) حضرت طلحہ
  VI) حضرت سعد بن ابی وقاص

- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف خلیفہ کی ذمہ داریاں نبھانے کے لیے تیار نہیں تھے اور حضرت طلحہ حضرت عمر کی وفات کے وقت مدینہ میں نہیں تھے۔
- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اگلے خلیفہ کے انتخاب میں جج کے طور پر کام کرنے پر راضی ہوگئے۔
- مقابلہ کرنے والوں، ممتاز صحابہ کرام اور عوام سے مشورہ کرنے کے بعد آپ نے فیصلہ کیا کہ اکثریت حضرت عثمان کے حق میں ہے۔
- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف اور دیگر تمام حریفوں نے حضرت عثمان کے ہاتھ پر بیعت کی۔ چنانچہ 4 محرم 24 ہجری کو حضرت عثمان تیسرے خلیفہ کے طور پر منتخب ہوئے۔

مشرق و مغرب میں فتوحات:

- زیادہ تر غیر ملکی حکمرانوں کا خیال تھا کہ رحمدل حضرت عثمان رض علاقوں کا کنٹرول چھین لینا آسان ہوگا۔
- مشرق میں فارس اور مغرب میں بازنطینی میں کئی سنگین بغاوتیں ہوئیں۔
- اپنی خلافت کے پہلے سال کے اندر، اس نے ان بغاوتوں کو تیزی سے کچل دیا۔
- اس کے دور حکومت میں پورا شمالی افریقہ فتح ہوا جس میں موجود ممالک لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش بھی شامل ہیں۔
- قبرص کے جزیرے پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔
- اس طرح حضرت عثمان کے دور میں مسلم سلطنت مراکش سے کابل تک پھیل گئی۔

حضرت عثمان کے خلاف بغاوت کے اسباب:

- اسلامی ریاست میں بہت سے قبائل اور قومیتیں شامل تھیں جنہیں محکوم بنایا گیا تھا۔ اگرچہ ان میں سے بعض نے اسلام قبول کر لیا تھا، لیکن وہ پھر بھی اپنی شکست سے ناخوش تھے اور اسلام ان کے دلوں میں نہیں اترا تھا۔
- جو یہودی اپنی مذہبی اور سماجی اہمیت کھو چکے تھے انہوں نے اسلام کے خلاف سازش کی۔
- جب حضرت عثمان کو ان سازشیوں کی سرگرمیوں کا علم ہوا تو آپ نے انہیں کوفہ اور بصرہ سے نکال دیا۔ ان سازشیوں نے اپنی سرگرمیوں کا دائرہ وسیع کیا۔ بالخصوص مصر میں جہاں بہت سے یہودی جنہوں نے صرف ظاہری طور پر اسلام قبول کیا تھا ان کے ساتھ ہاتھ ملایا ان میں سے ایک یہودی عبداللہ بن سبا نے کوفہ، بصرہ، مدینہ اور مصر میں حضرت علی کے نام پر مسلمانوں کو اکسایا اور ان کے درمیان تفرقہ کے بیج بوئے۔
- خود قریش کی دشمنی یعنی ہاشمیوں اور اموی کے درمیان دشمنی نے حضرت عثمان کی طاقت کو کمزور کر دیا۔ پرانے قبائلی حسد سر اٹھانے لگے۔
- حضرت عثمان کی نرمی نے ان کے دشمنوں کو حوصلہ دیا۔

حضرت عثمان کے خلاف الزامات:

اقربا پروری:

- یہ الزام لگایا گیا کہ حضرت عثمان نے مسلم ریاست کے بارہ میں سے چار صوبوں یعنی مصر، شام، کوفہ اور بصرہ میں اپنے نالائق رشتہ داروں کو گورنر مقرر کیا۔

گورنر	صوبہ	کے ساتھ تعلق عثمان	ریمارکس
معاویہ	شام		قابل حکمران اور بہترین منتظم
عبداللہ بن سعد	مصر	رضاعی بھائی این ان کے دور حکومت میں افریقہ فتح ہوا	

ولید بن عقبہ	کوفہ	قریبی رشتہ	سعد بن ابی وقاص کی جگہ لی جب وہ حالات پر قابو نہ پا سکے۔ آرمینیا اور آذربائیجان میں کامیاب مہم چلائی۔ عوامی مفاد میں عوامی ایجی ٹیشن پر معزول کیا گیا۔
عبداللہ بن عامر	بصرہ	کزن	اہل بصرہ کے مطالبہ پر ابو موسیٰ اشعری کی جگہ لی۔ فارس، سیستان اور خسران کو فتح کیا۔

نرمی:

- یہ بھی الزام لگایا جاتا ہے کہ حضرت عثمان کمزور تھے اور اپنے گورنروں پر نظر نہیں رکھتے تھے۔
- دراصل، اس نے اپنے گورنروں کو اعتماد میں لیا تھا اور انہیں مرکز سے بہت زیادہ آزادی حاصل تھی۔
- وہ ان کے روزمرہ کے معاملات میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا۔

قرآن پاک کے پرانے نسخوں کو جلانا:

- باغیوں نے شور مچایا کہ حضرت عثمان نے بدنیتی سے قرآن مجید کے نسخے جلائے۔
- حضرت عثمان نے باغیوں کے ہر الزام کا جواب حضرت علی اور بعض صحابہ کی موجودگی میں دیا۔ وہ مطمئن تھے۔
- باغی اپنے نقطہ نظر پر قائم رہے اور مصر، کوفہ اور بصرہ سے مدینہ کی طرف مارچ کرنے کے لیے تیار ہو گئے، ہر علاقہ سے 1,000 آدمیوں کا دستہ آیا۔
- مدینہ کے لوگوں کو اپنے شہر کے دفاع کے لیے تیار پا کر باغیوں کو مایوسی ہوئی۔
- حضرت علی نے ان سے بحث کرنے کی کوشش کی اور آخرکار وہ رجوع کرنے پر راضی ہوگئے اگر حضرت عثمان عبداللہ بن سعد کی جگہ محمد بن ابوبکر کو مصر کا گورنر مقرر کریں گے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت:

- باغی 4 دن بعد بدلہ لینے کا نعرہ لگاتے ہوئے واپس آئے۔
- انہوں نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے مصر کے گورنر کو حضرت عثمان کا حکم روکا تھا کہ محمد بن ابوبکر اور ان کے ساتھیوں کو ان کے پہنچنے پر قتل کر دیا جائے۔
- حضرت عثمان نے قسم کھائی کہ میں نے ایسا کوئی حکم نہیں بھیجا ہے۔
- باغیوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ وہ دستبردار ہو جائیں ورنہ ان سے دستبردار ہو جائیں گے۔
- جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو انہوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کر لیا اور کھانے پینے کا پانی کا تمام سامان منقطع کر دیا۔
- حضرت علی اور حضرت زبیر نے اپنے بیٹوں کو حضرت عثمان کی حفاظت اور ان کے لیے کھانا اور پانی لانے پر مامور کیا۔

- حضرت عثمان نے فوجی مدد کی تمام پیشکشوں سے انکار کردیا کیونکہ وہ مسلمانوں کا خون بہانا نہیں چاہتے تھے۔

یہ محاصرہ 50 دن تک جاری رہا۔

کچھ باغیوں نے حضرت عثمان کے گھر کی پچھلی دیواروں کو تراش لیا، چھلانگ لگا دی اور انہیں بے رحمی سے قتل کر دیا جب وہ قرآن پاک پڑھ رہے تھے۔

- جب حضرت عثمان کی بیوی نائلہ نے انہیں بچانے کی کوشش کی تو انہیں دھکیل دیا گیا اور ان کی انگلیاں کاٹ دی گئیں۔
- یہ المناک واقعہ 18 ذی الحج 35 ہجری کو پیش آیا۔
- حضرت عثمان کی شہادت نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کر دیا اور مسلمانوں کے درمیان شدید اختلافات پیدا ہو گئے جو اب دو جماعتوں میں بٹ چکے تھے - ہاشمی اور بنی امیہ۔

<u>انتظامیہ:</u>

- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی
- حضرت عمر کے سخت قوانین میں نرمی کی۔
- عربوں کو مفتوحہ علاقوں میں زمینیں حاصل کرنے کی اجازت دی۔
- مسجد نبوی کی توسیع کی اور نئی مساجد تعمیر کیں۔
- سرائے، سرحدی چوکیوں اور گیسٹ ہاؤسز کی تعمیر کا حکم دیا۔
- سڑکوں کے قریب کنویں کھود کر مسافروں کو پانی فراہم کرنے کا انتظام کیا۔
- مدینہ کو خیبر کی طرف سے آنے والے سیلاب سے بچانے کے لیے ڈیم بنایا۔
- افسران اور مسلح افواج کی تنخواہوں میں اضافہ کیا۔
- قرآن کو معیاری بنا کر اسلام کی عظیم خدمت کی۔

سیکشن چھ چار متقی خلفاء

باب 4

حضرت علی کی خلافت

<u>حضرت علی: خلیفہ بننے سے پہلے کی زندگی اور کردار:</u>

- روایات کے مطابق حضرت علی ہاتھی کے 28ویں سال مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئے۔
- ان کے والد ابو طالب بن عبدالمطلب تھے جو کعبہ کے متولی تھے۔
- والدہ فاطمہ بنت اسد تھیں۔
- حضرت علی کی نسل ہاشم سے ہے اس لیے حضرت علی کا سلسلہ ہاشمیوں کے نام سے جانا جاتا ہے۔

- حضرت علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی تھے، ان کی کنیت ابو تراب تھی
- بہت کم عمری میں ہی محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسے اپنی حفاظت میں لے لیا
- حضرت علی اکثر شام کے تجارتی سفروں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جاتے تھے
- حضرت علی نے پڑھنا لکھنا اس وقت سیکھا جب وہ لڑکپن میں تھے
- 10 سال کی عمر میں حضرت علی اسلام قبول کرنے والے دوسرے شخص بنے
- ہجرت کی رات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بستر پر سوئے اور مکے والوں کی طرف سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سپرد کی گئی امانتوں کو واپس کرنے کے بعد مدینے روانہ ہوئے
- محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو موصول ہونے والے انکشافات کو حفظ کرنے کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور جو کچھ انہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے سنا اس کا تحریری ریکارڈ برقرار رکھا
- حضرت علی نے قرآن پاک کو دل سے سیکھا
- حضرت علی عشرہ مبشرہ میں سے تھے
- مدینے میں جب انصار اور مہاجرین کے درمیان بھائی چارے قائم ہو رہا تھا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو اپنا بھائی قرار دیا
- حضرت علی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی اور سب سے پیاری بیٹی حضرت فاطمہ سے شادی کی
- اسد اللہ (اللہ کا شیر) اور حیدر کرار (بے مثال جنگجو) کے خطاب جیتے
- بہت پڑھے لکھے آدمی تھے اس کا علم ریاضی، طبیعیات اور فلکیات پر پھیلا ہوا تھا
- وہ ایک عظیم خطیب اور شاعر تھے

حضرت علی کا ذریعہ معاش زراعت تھی

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے تبوک کے علاوہ تمام غزوات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شرکت کی

- حضرت علی کی عمر تقریباً 22 سال تھی جب انہوں نے جنگ بدر میں شرکت کی اور پہلا کافر ولید کو قتل کیا
- حضرت علی کے اپنے بڑے بھائی عقیل جنگ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھوں اسیر ہوئے
- حدیبیہ کا معاہدہ حضرت علی نے لکھا تھا
- اس نے خندق اور مرحب کی لڑائی میں دو انتہائی بہادر کافروں عمرو بن عبدود کو خیبر کی جنگ میں قلعہ قموس کے مقابلے میں قتل کیا
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ مدھیج میں تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا تھا
- اسے تائی قبیلے کے بت فالس کو تباہ کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا

- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد خاکی کو غسل دیا اور قبر میں رکھنے سے پہلے داخل ہوئے۔
- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دو اولادوں (حضرت حسن اور حضرت حسین) کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دونوں جوان جنت کے سردار ہیں۔
- حضرت علی سے پانچ سو چھیاسی احادیث مروی ہیں

ان کی شخصیت کی اہم خصوصیات:

- دلیری، ہمت اور بہادری، صبر، استقامت اور اس کی معافی کی صلاحیت حتیٰ کے وہ انتقام، سخاوت، مہربانی اور ہمدردی کو ختم کر سکتا ہے اعلیٰ مقام کے باوجود اس کی عاجزی؛ ان کی شرافت، فضل اور رب کا خوف، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے مقصد سے ان کی غیر متزلزل وابستگی۔

احادیث:

اگر میں علم کا شہر ہوں تو علی اس کا دروازہ ہے

خلیفہ کا انتخاب:

- حضرت عثمان کے قتل کے بعد باغیوں نے مدینہ چھوڑنے سے پہلے خلیفہ کا انتخاب کرنا ضروری سمجھا۔
- باغیوں نے مختلف لوگوں سے خلافت کے دفتر پر چڑھنے کو کہا:

I) حضرت علی، حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے خلیفہ منتخب ہونے سے انکار کردیا۔

II) انصار نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ حضرت علی کی موجودگی میں کوئی دوسرا خلیفہ ہونے کا مستحق نہیں ہے۔

- باغیوں نے کچھ سخت کارروائی کا وعدہ کیا جب تک کہ اگلے 24 گھنٹوں کے اندر خلیفہ کا انتخاب نہیں کیا جاتا۔
- مدینہ کے لوگ مسجد نبوی میں مجلس کے لیے جمع ہوئے۔

مصری باغیوں کے رہنما نے اعلان کیا کہ اگلا خلیفہ متقی، بہادر، عالم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہونا چاہیے۔ صرف حضرت علی ان معیارات پر پورا اترے اور چوتھے خلیفہ بننے پر آمادہ ہوئے۔ حضرت طلحہ، حضرت زبیر اور دیگر نے بیعت کو اپنے ہاتھ میں لیا۔

گورنرز کی تبدیلی:

- حضرت علی نے محسوس کیا کہ صوبائی گورنروں کی تبدیلی ریاست کے مفاد میں ہے۔
- حضرت علی کے مشیروں اور دوستوں نے انہیں خلافت قائم کرنے سے پہلے اس طرح کے سخت قدم اٹھانے سے خبردار کیا۔
- انہوں نے خاص طور پر انہیں شام کے گورنر حضرت امیر معاویہ کو معزول کرنے کے خلاف تنبیہ کی کیونکہ انہیں حضرت عثمان نے نہیں بلکہ حضرت عمر نے مقرر کیا تھا۔
- حضرت علی نے ان کے مشورے کے خلاف عمل کیا۔
- حضرت علی کی تقرری:

نام	صوبہ
عثمان بن حنیف	بصرہ
سعد بن عبیدہ	مصر
عبداللہ بن عباس	یمن
عمارہ بن شہاب	کوفہ
سہیل بن حنیف	شام

- بصرہ، مصر اور یمن قابو میں آ گئے۔
- عمارہ بن شہاب اپنے دفتر پر قابض نہ ہو سکے اور انہیں واپس مدینہ جانا پڑا۔
- ایک شامی فوج نے سہیل بن حنیف سے ملاقات کی اور بتایا کہ وہ حضرت علی کو خلیفہ نہیں مانتے۔

اونٹ کی جنگ (جمال):

- باغیوں کے گھر جانے اور حضرت علی کے خلیفہ ہونے کے بعد بھی مدینہ واپس نہیں آیا تھا۔
- اموی شام میں کافی طاقتور ہو چکے تھے اور انہوں نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کی صدا بلند کی۔
- حضرت عثمان کی خون آلود قمیص اور ان کی بیوی کی انگلیاں جو اس سے چپکی ہوئی تھیں دمشق کی مسجد میں دکھائی گئیں۔
- مکہ اور مدینہ میں بھی لوگوں نے حضرت عثمان کے قاتلوں کو سزا دینے کا مطالبہ کیا۔
- سیاسی حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اور یہ کہ قتل صرف چند لوگوں کا کام نہیں تھا، حضرت علی نے اس وقت تک کچھ کرنے سے انکار کر دیا جب تک سلطنت میں امن بحال نہ ہو جائے۔

حضرت طلحہ اور حضرت زبیر حضرت علی کی بے عملی سے ناخوش تھے۔

انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے رابطہ کیا جو خود حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل پر سخت غمگین تھیں۔

- حضرت طلحہ اور حضرت زبیر نے ایک لشکر کھڑا کیا اور حضرت عائشہ کو اپنے ساتھ آنے پر آمادہ کیا۔
- حضرت علی کے بیٹے حضرت حسن بھی کوفہ سے 10 ہزار کا لشکر اٹھانے میں کامیاب ہوئے۔
- بصرہ میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔
- حضرت علی نے حضرت عائشہ کو یقین دلایا کہ وہ ابھی تک ثبوت کی کمی کی وجہ سے قاتلوں کو پھانسی نہیں دے سکے اور وہ واقعی مجرموں کو سزا دینا چاہتے ہیں۔
- چونکہ دونوں فریق خون خرابہ نہیں چاہتے تھے، اس لیے مذاکرات شروع کیے گئے اور دشمنی کو معطل کر دیا گیا۔
- دونوں فوجوں کے فساد کرنے والے گھبرا گئے کیونکہ امن کا مطلب ان کا اپنا عذاب تھا۔ انہوں نے ہر طرف سے فوجوں پر چھاپے مارا اور اس طرح عام لڑائی شروع ہو گئی۔
- حضرت طلحہ اور حضرت زبیر میدانِ جنگ سے نکل گئے، لیکن غداروں کے ہاتھوں پکڑے گئے اور قتل کر دیے گئے۔
- اس جنگ میں حضرت عائشہ اونٹ پر سوار ہوئیں اور اس کے اردگرد جنگ ہوئی۔
- جب ان کی اونٹنی زخمی ہو گئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو نیچے لایا گیا تو لڑائی رک گئی۔
- حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ عزت و تکریم کا برتاؤ کیا اور انہیں ان کے بھائی محمد بن ابوبکر کی مدد سے مدینہ واپس بھیج دیا۔
- حضرت عائشہ نے پر سکون زندگی گزاری اور پھر کبھی سیاست میں حصہ نہیں لیا۔
- اس جنگ میں ہر طرف سے ہزاروں آدمی مارے گئے۔
- اس جنگ کے نتیجے میں شام کے علاوہ ہر صوبے میں حضرت علی کی خلافت کا اعتراف کیا گیا۔

<u>جنگ صفین:</u>

- حضرت معاویہ نے شام کے گورنر کی حیثیت سے اپنا عہدہ چھوڑنے سے انکار کر دیا تھا۔
- ان کے زیر اثر شام میں کسی نے نئے خلیفہ کی بیعت نہیں کی تھی۔
- حضرت معاویہ نے حضرت عثمان کے خون کا بدلہ لینے کی مہم شروع کی۔
- انہوں نے حضرت علی کے انتخاب کو غیر قانونی قرار دیا اور کہا کہ یہ باغیوں کے زیر اثر تھا کہ وہ خلیفہ بنے۔
- یہاں تک کہ اس نے حضرت علی پر حضرت عثمان کے قتل میں ساتھی ہونے کا الزام بھی لگایا۔
- اس کے نتیجے میں شام، ایران اور عراق حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں فتح ہو گئے۔

- مسلمانوں کا خون بہانا نہ چاہتے ہوئے حضرت علی نے حضرت معاویہ کو صلح کی پیشکش کی اور فرمایا کہ چونکہ جن لوگوں نے حضرت ابوبکر ، حضرت عمر اور حضرت عثمان کو منتخب کیا تھا

جیسا کہ خلیفہ نے بھی اسے قبول کیا تھا، حضرت معاویہ اور ان کے پیروکاروں کو بھی اسے قبول کرنا چاہیے۔

- اس کے بدلے میں حضرت معاویہ نے حضرت علی سے مطالبہ کیا کہ مذاکرات سے پہلے پہلے حضرت عثمان کے قاتلوں کو حوالے کریں۔
- چونکہ جنگ ناگزیر ہوگئی، خلیفہ حضرت علی نے 80-90,000 کا لشکر کھڑا کیا۔
- حضرت معاویہ نے بھی بڑی فوج کے ساتھ کوچ کیا۔
- دونوں فوجیں صفین میں آمنے سامنے ہوئیں۔
- وہ مہینوں ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے رہے۔
- جب مذاکرات ٹوٹ گئے تو عام لڑائی شروع ہو گئی۔
- اصل معرکہ 8 صفر 37 ہجری کو شروع ہوا۔
- چوتھے دن حضرت معاویہ کی فوج شکست کے قریب تھی۔ اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ وہ جنگ بندی کی علامت کے طور پر اپنے نیزوں پر قرآن باندھیں۔
- حضرت علی کو جنگ بند کرنے پر مجبور کیا گیا۔
- جنگ کے بعد حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت عمرو بن عاص کو ثالث کے طور پر چنا گیا تاکہ ماہ رمضان تک قرآن و سنت کے مطابق معاملے کا فیصلہ کیا جائے۔

<u>خوارجی:</u>

- جنگ صفین کے نتیجے میں خارجیوں کے نام سے ایک نیا فرقہ پیدا ہوا۔
- اس اصطلاح کا مطلب ہے 'علیحدگی پسند'۔
- کوفہ کے راستے میں انہوں نے اصرار کیا کہ حضرت علی شامیوں پر حملہ کریں۔
- جب حضرت علی نے جواب دیا کہ وہ معاہدے نہیں توڑ سکتے تو 12 ہزار آدمی ان سے الگ ہوگئے۔
- علیحدگی پسندوں نے ہاروراء کی طرف مارچ کیا، جہاں انہوں نے ایک پارٹی بنائی اور خلیفہ کے خلاف اپنی سرگرمیاں شروع کر دیں۔
- اسی لیے انہیں خارجی کہا جاتا ہے۔
- یہ لوگ حضرت عثمان کے قتل میں ملوث تھے۔
- انہوں نے جنگ جمال میں حضرت علی کے ساتھ اتحاد کیا تھا۔
- ان کا کہنا تھا کہ وہ صرف سچے مومن ہیں اور انہیں کافروں کو قتل کرنے کا حق ہے۔
- وہ صرف حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کو ہی حقیقی خلیفہ مانتے تھے اور دوسروں کو غاصب سمجھتے تھے۔

<u>ثالثی:</u>

- حضرت ابـو موسـیٰ اشـعری اور حضـرت عمـرو بن عـاص ؓ دمت الجنـدل میں حضـرت علیؓ اور حضرت معاویہؓ کے معاملہ پر گفتگو کی

حضرت ابو موسیٰ حضرت علی اور حضرت معاویہ دونوں کو معزول کرنا چاہتے تھے اور لوگوں کو اپنا اگلا خلیفہ منتخب کرنے دیتے تھے۔

- حضرت عمرو نے حضرت علی کو تنہا معزول کرنا چاہا۔
- حضرت علی نے اس فیصلے کی پابندی نہیں کی کیونکہ انہیں لگتا تھا کہ یہ یک طرفہ ہے۔

<u>جنگ نہروان:</u>

- جب حضرت علی حضرت معاویہ پر حملہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے تو خوارج نے مسائل پیدا کرنا شروع کر دیئے۔
- حضرت علی نے ان پر چڑھائی کی اور نہروان کے مقام پر جنگ ہوئی۔
- 4,000 خارجیوں میں سے صرف چند درجن فرار ہونے میں کامیاب ہوئے۔
- یہ ایک کھوکھلی فتح تھی کیونکہ اس نے حضرت علی کی توجہ حضرت معاویہ کے خلاف مہم سے ہٹا دی۔

<u>مصر کا زوال:</u>

- نہروان کی فتح کے بعد حضرت علی نے حضرت معاویہ پر حملہ کرنا چاہا۔ تاہم، اس کی فوج نے اسے چھوڑ دیا۔
- اس صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت معاویہ نے عمرو بن عاص کو مصر پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔
- مصر کو حضرت عمرو بن عاص نے دوبارہ فتح کیا۔
- اس کے بعد تمام صوبوں میں بغاوت پھوٹ پڑی۔
- حضرت علی کو حضرت معاویہ کے ساتھ صلح کا معاہدہ کرنے پر مجبور کیا گیا۔
- فیصلہ ہوا کہ حضرت معاویہ شام اور مصر پر حکومت کریں جبکہ باقی پر حضرت علی رضی اللہ عنہ حکومت کریں۔

<u>حضرت علی کی شہادت:</u>

- اس نئے امن سے گھبرا کر خوارج نے حضرت علی کے قتل کی سازش کی۔
- 40 ہجری میں ان میں سے کچھ مکے مکرمہ میں جمع ہوئے اور اس ارادے سے کہ حضرت علی، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص کو بیک وقت قتل کر دیں۔
- 18 رمضان 40 ہجری کو جب حضرت علی صبح کی نماز پڑھا رہے تھے تو ابن ملجم نے ان پر زہریلی تلوار سے حملہ کیا۔
- یہ زخم مہلک ثابت ہوئے اور خلیفہ 21 رمضان کو انتقال کر گئے، کسی جانشین کا نام نہ لیا اور انتخاب لوگوں پر چھوڑ دیا۔
- ان کے خون کا بدلہ ان کے بیٹے حضرت امام حسن نے لیا جنہوں نے ابن مجلم کو قتل کیا۔
- اس کے دفن ہونے کے بارے میں مختلف بیانات ہیں۔ اکثریت کا خیال ہے کہ آپ کو نجف میں دفن کیا گیا تھا۔

باب 1

اللہ کی وحدانیت یا وحدانیت؟

- اللہ کی وحدانیت یا وحدانیت پر یقین ایمان کا پہلا مضمون ہے۔
- اسلام اس اعتقاد کی طرف بلاتا ہے کہ اربوں کہکشاؤں اور ستاروں پر مشتمل اس بے پناہ وسیع کائنات کا خالق، پالنے والا، پالنے والا اور خود مختار رب ایک اللہ ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے۔
- اس کی فطرت اس قدر شاندار ہے کہ یہ ہمارے محدود تصورات سے بہت آگے ہے۔
- یہ محض فلسفے کا خلاصہ نہیں ہے، تمام مخلوقات اس کے وجود کی گواہی دیتی ہیں، اور کوئی بھی اس کے مقابلے میں نہیں ہے۔
- کائنات کی تخلیق اور وجود کے بنیادی حقائق اور اس کی تشکیل کی وحدت سب اس کی وحدانیت کا اعلان کرتے ہیں۔
- اللہ ازلی ہے، ابتدا اور انتہا کے بغیر، مطلق ہے، جو وقت، جگہ یا حالات سے محدود نہیں ہے۔
- یہ پوری کائنات کا خالق، پالنے والا اور منصوبہ ساز ہے۔ اس کے سوا کوئی عبادت کا حقدار نہیں۔
- یہ سب سے زیادہ خوبصورت نام اور بلند ترین صفات کا حامل ہے۔
- اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے جو دیکھی اور پوشیدہ ہے، حال اور مستقبل، قریب اور بعید ہے اور اس کا فضل اور رحمت بے حد ہے۔
- یہ غالب اور حکمت والا ہے۔
- یہ قادر مطلق، ہمہ گیر، ہمہ گیر، ابدی اور مطلق ہے، قانون دینے والا، وہ جو اکیلے ہی پوری کائنات کو اس کے خود مختار رب کے طور پر چلاتا ہے۔
- قرآن کریم اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس طرح کہتا ہے:
- ''وہ اللہ ہے جس کے سوا کسی کی عبادت کا حق نہیں... وہی اللہ ہے، خالق، ہر چیز کا موجد، صورتوں کا عطا کرنے والا...'' (59:23-4)
- "اور کیا انہوں نے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اور اللہ کی پیدا کردہ تمام چیزوں میں نہیں دیکھا؟" (7:185)
- "وہ اللہ ہے، ایک ہے، اللہ، ابدی، مطلق ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، اور اس کا کوئی ہمسر یا ہمسر نہیں ہے۔" (112:1-4)
- ''کوئی چیز اس کی مثل نہیں ہے۔'' (42:11)
- جو شخص پورے دل سے اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ صرف اللہ ہی اس کائنات کا مالک ہے اور وہ خود اس کا عاجز بندہ ہے، وہ ہمیشہ اس کے احکامات پر عمل کرنے اور اپنی زندگی کو قرآن و سنت کے احکام کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے گا۔

- دوسری طرف، اللہ کی قدرت اور اختیار سے تجاوز کرنے والا تکبر اور نافرمانی کا مظاہرہ کرے گا (وحی کا مذاق اڑانے اور شکوک و شبہات میں ڈال کر) وہی خسارے میں ہوگا اللہ کو نہیں۔ سورہ القمر 54:2 میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''اور اگر وہ کوئی نشانی دیکھتے ہیں تو منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ مسلسل جادو ہے'' اسی سورہ 54:43 میں نازل ہوا: "کیا تمہارے کافر (اہ قریش) نوح، لوط، صالح اور قوم فرعون کی قوموں سے بہتر ہیں جو ہلاک ہو گئی تھیں؟"
- اللہ کی وحدانیت یا وحدانیت کا مخالف شرک ہے جس کا مطلب ہے رب العزت کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔ قرآن پاک شرک کو ناقابل معافی گناہ قرار دیتا ہے یہ کہتا ہے:
- "اللہ اس بات کو نہیں بخشتا کہ اس کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے، لیکن وہ جس کے لیے چاہتا ہے بخش دیتا ہے، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا بہت بڑا گناہ ہے" (4:48)
- اللہ کی وحدانیت یا توحید کا اسلامی عقیدہ مقدس کے عقیدہ کو ختم کرتا ہے تثلیث جیسا کہ عیسائیوں کے ذریعہ تبلیغ کیا جاتا ہے یا مجوسیوں کا دو خدا (اہورا مزدا اور احریمان) تصور یا کافروں کے ذریعہ دیوتاؤں اور دیوتاؤں کی کثرت کی عبادت یہ ان ملحدین کے موقف کی بھی تردید کرتا ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ کائنات کسی حادثہ کے نتیجہ میں وجود میں آئی ہے اور جب تک یہ اپنا دائرہ حیات مکمل نہیں کر لیتی اور فراموشی میں تحلیل نہیں ہو جاتی اس وقت تک میکانکی طریقہ سے کام کرتی رہے گی۔

<u>اصل میں توحید کیا ہے؟</u>

- انسان کو ہمیشہ کسی نہ کسی دیوتا کی عبادت کرنے کی اندرونی ضرورت رہی ہے یہ اس کی فطرت میں پیوست ہے
- اس کی وجہ یہ ہے:
  (a) انسان کمزور، لاغر، محتاج اور نادار ہے
  (b) وہ اپنی بقا کے لیے سینکڑوں قوتوں پر منحصر ہے
- قدیم زمانے میں انسان نے فطرت کے مختلف حصوں مثلاً ندیوں، درختوں، ہوا وغیرہ پر حکمرانی کرنے والی اشیاء کی پوجا شروع کر دی لیکن جلد ہی اسے معلوم ہوا کہ یہ چیزیں خود اس سے زیادہ منحصر ہیں مثلاً دریا خشک ہو جانا، درخت طوفان میں گرنا وغیرہ
- اس مرحلے کے بعد، وہ دیکھے گا کہ کائنات میں کتنی حیرت انگیز باقاعدگی ہے مثلاً ستاروں کی درست حرکت، ہوا، پانی وغیرہ یہ ایک اعلیٰ ہستی پر یقین کا باعث بنتا ہے
- تاہم، انسان اب بھی (عربوں کی طرح) پر یقین رکھتا ہے کہ خدائے بزرگ و برتر کے ساتھ ساتھ سینکڑوں (یہاں تک کہ ہزاروں!) چھوٹے دیوتا یا دیوی بھی ہیں جو ایک صوبے کے گورنروں کی طرح اعلیٰ اتھارٹی کی طرف سے انتظام کرتے ہیں۔
- پھر بھی، کچھ لوگ سوچتے ہیں کہ خدا کا ایک انسانی جسم ہے اور وہ زمین پر 'آباد' ہے دوسروں کا خیال ہے کہ اس کی تصویر کی پوجا کی جانی چاہیے دوسروں کا خیال ہے کہ اس سے صرف سنتوں، روحوں اور باباؤں کے ذریعے ہی رابطہ کیا جا سکتا ہے

- توحید ان تمام عقائد کو بالکل برعکس ہیں اس کی تعلیم تمام انبیاء کرام نے دی تھی، یعنی حضرت ابراہیم، حضرت نوح، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ۔
- توحید سکھاتی ہے کہ طاقت ایک خالق کے ہاتھ میں ہونی چاہیے کیونکہ دو کبھی طاقت میں شریک نہیں ہو سکتے۔ یہ سوچنا غیر منطقی ہے کہ دو یا دو سے زیادہ خدا کائنات پر حکومت کر سکتے ہیں۔
- توحید یہ بھی سکھاتی ہے کہ یہ اختیارات قابل منتقلی نہیں ہیں۔
- توحید تثلیث کی بھی تردید کرتی ہے۔
- توحید اس خیال کی بھی تردید کرتی ہے کہ اللہ کی کوئی بیوی، بیٹا، بیٹی یا کسی بھی قسم کا کوئی خاندان ہے۔
- ملحدوں کا یہ عقیدہ کہ کائنات اتفاقاً پیدا ہوئی ہے صریحاً غلط ہے کیونکہ دنیا حیرت انگیز، تقریباً معجزانہ طور پر عین مطابق حرکت اور اوقات کی پیروی کرتی ہے۔
- توحید یہ بھی کہتی ہے کہ اللہ ہے:

(a) لامحدود اختیارات اور اختیار۔

(b) باقی سب سے آزادی۔

(c) سب کو اس سے مدد طلب کرنے کا پابند ہونا چاہیے۔

(d) قادر مطلق، ہمہ گیر اور ہمہ گیر۔

انسان کی زندگی پر توحید کے اثرات:

اثر	کیوں
1. کھلا ذہن کا	وہ سمجھتا ہے کہ ہر چیز اس کے رب کا موضوع ہے اور اس کی محبت یا دلچسپی کسی خاص گروہ تک محدود نہیں رہتی۔
2. خود اعتمادی	مومن سمجھتا ہے کہ اس کے معاملات پر صرف اللہ کا اختیار ہے اور صرف وہی اختیار رکھتا ہے۔ وہ کبھی سر نہیں جھکاتا اور نہ ہی ہاتھ پھیلاتا ہے۔
3. شائستگی اور انکساری	وہ جانتا ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ نے اسے دیا ہے اور وہ جب چاہے اسے واپس لے سکتا ہے۔
4. نیک اور سیدھا	وہ جانتا ہے کہ اللہ ہی اس کی کامیابی اور نجات کا واحد ذریعہ ہے۔ وہ دوسروں کو اپنی خوشحالی کا دروازہ نہیں سمجھتا۔
5. پرامید / مایوس نہیں ہوتا	اللہ پر انحصار پر یقین اور یہ کہ اگر وہ کسی اچھے مقصد کے لیے جدوجہد کر رہا ہو تو اللہ اس کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا۔
6. عزم، استقامت، اللہ پر بھروسہ	پختہ یقین کہ اللہ ہر قدم پر اس کی مدد کرے گا اور ہر وقت اسے دیکھ رہا ہے۔

7. بہادری	کیونکہ: موت کا خوف اور حفاظت کی محبت یہ خیال کہ کوئی اور اس کی جان لے سکتا ہے فنا ہو جاتے ہیں کیونکہ (i) زندگی دینے اور لینے کا اختیار صرف اللہ کے پاس ہے اور (ii) ہر جاندار کے لیے ایک وقت مقرر ہے کہ وہ مرے اور اپنے رب کی طرف لوٹ جائے
8. امن اور قناعت، حسد، نفرت وغیرہ کو دور کرنا	مومن یہ سمجھتا ہے کہ اللہ جیسا کہ وہ چاہتا ہے دولت اور خوش قسمتی دیتا ہے
9. اللہ کے قوانین اور احکام کی تعمیل کرتا ہے	وہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے اور یہ کہ وہ ''اس کے اپنے گریبان سے بھی زیادہ قریب ہے'' عرش کے مالک کو کوئی چیز ٹال نہیں سکتی

- توحید کی بہترین مثال سورہ اخلاص میں ملتی ہے اور اس کا صحیح مظہر سورہ فاتحہ میں موجود ہے جس میں کہنا ہے: "ایا کا نعبدو وایا کا نستعین" اگر کوئی زندگی میں اس پر سختی سے عمل کرے تو وہ یقیناً سیدھی راہ پر ہے کیونکہ وہ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا اور اللہ کے سوا کسی سے مدد نہیں چاہتا

باب 2

فرشتے

تعارف:

- فرشتوں پر ایمان اسلام کا دوسرا ستون ہے، صرف اللہ پر ایمان کے بعد
- فرشتے نادیدہ مخلوق ہیں
- اللہ کی بیٹیاں نہیں جیسا کہ اسلام کی آمد سے پہلے عرب مشرکین کا عقیدہ تھا
- عبادت نہ کی جائے
- صرف اللہ نے ان کو کیا سکھایا ہے
- اپنی مرضی سے کام نہیں کر سکتے
- اللہ کے حکم سے بے عیب عمل کرو
- اپنے فرائض میں کبھی کوتاہی نہ کریں
- صفوں میں ترتیب دیے گئے ہیں، یعنی ہر ایک کی اپنی جگہ مقرر ہے
- اللہ کے رسولوں کی طرح عمل کریں
- اللہ کے حکم سے اترنا
- حضرت زکریا، حضرت ابراہیم، حضرت مریم، حضرت لوط اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر رسولوں کے سامنے بطور رسول پیش ہوئے
- مومنوں کے دلوں کو مضبوط کریں بدر میں مومنین کی مدد کی جو مسلمانوں کی حتمی فتح کا باعث بنی
- شفاعت صرف ان کے لیے کرو جو اللہ کے نزدیک قابل قبول ہوں ورنہ نہیں
- اللہ کے حکم سے لیلۃ القدر میں زمین پر اتریں تاکہ احکام کی تعمیل کر سکیں اور مومنوں پر اپنی رحمتیں نازل کریں
- اللہ کے حکم پر حضرت لوط کی قوم جیسی ظالم قوموں کو تباہ کر دیا
- اللہ کے حکم پر حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا
- نیک مومنوں کو ان کے جنت میں داخل ہونے پر اکسائے گا
- جہنم کی آگ کے محافظ

روح القدس جبرائیل:

- مہادوت فرشتوں میں سب سے اعلیٰ درجے، جسے روح القدوس اور روح الامین بھی کہا جاتا ہے
- محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) (حیرہ سے شروع) اور اللہ تعالی کے تمام رسولوں کے لیے وحی لائے
- شب معراج کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آسمانوں پر چڑھ گئے

’’یقینا یہ ایک معزز رسول کا قول ہے، جو قدرت والا ہے، عرش کے رب کے سامنے مرتبے والا ہے، وہاں اختیار کے ساتھ ہے، اور اپنی امانت کا وفادار ہے‘‘ (سورہ تکویر، 19-21)

ریکارڈنگ کے زاویے (کرامن کاتبین):

- ہر عمل کو ریکارڈ کرو، خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو، جو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔
- اللہ کی نعمتیں ہیں۔

موت کا فرشتہ:

- مردوں کی روحیں لے لو۔
- مومنوں کی روحوں کو نرمی سے لے لو، بدکاروں کی سختی سے۔

نام	کردار
حضرت جبرائیل	علیہ السلام رسولوں کے پاس وحی لائے۔
حضرت عزرائیل	ملوک الموت موت کا فرشتہ۔
حضرت اسرافیل	سور (صور پھونکنے والا)۔ حضرت میکائیل رین، رزق وغیرہ۔

- قرآن پاک کہتا ہے:
- "رسول اس پر ایمان لاتا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل کیا گیا ہے اور مومن بھی، ہر ایک اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتا ہے" (2:285)
- "یہ البیر نہیں ہے (تقویٰ، نیکی، اور ہر ایک عمل کی اطاعت۔ اللہ وغیرہ کہ تم اپنے منہ مشرق اور (یا) مغرب کی طرف پھیر لو (نماز میں)۔ لیکن البیر وہ ہے جو اللہ پر، یوم آخرت پر، فرشتوں پر، کتابوں پر، انبیاء پر ایمان لائے۔ (2:177)
- ’’اور جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت کا انکار کرے تو وہ بہت دور کی گمراہی میں پڑ گیا۔‘‘ (4:136)
- جبرائیل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:
- اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر ایمان لانا، اور تقدیر الٰہی پر، اس کے اچھے اور برے دونوں پر ایمان لانا۔

باب 3

اللہ کی کتابیں

ایمان کا تیسرا مضمون

- اللہ کی کتابوں پر ایمان اسلام کے ستونوں میں سے ایک ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یقین کے ساتھ یقین کرنا چاہیے کہ اللہ کے پاس کچھ کتابیں ہیں جو اس نے اپنے بندوں پر واضح حق کے ساتھ نازل کی ہیں وہ کتابیں اللہ کے کلام پر مشتمل ہیں: واقعی اس نے ان کو جیسا چاہا اور جس طرح چاہا۔
- قرآن پاک کہتا ہے:
- "ہم اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر جو ہم پر نازل کیا گیا ہے اور جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور الاسباط (یعقوب کے بارہ بیٹوں) پر نازل کیا گیا ہے، اور اس پر جو موسیٰ اور عیسیٰ کو دیا گیا ہے، اور جو انبیاء کو ان کے رب کی طرف سے دیا گیا ہے، ہم ان میں اور اس کے اسلام میں کوئی فرق نہیں کرتے ہے" (2:136)
- "رسول اس پر ایمان لاتا ہے جو اس کے رب کی طرف سے اس پر نازل کیا گیا ہے اور مومن بھی، ہر ایک اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کی کتابوں پر ایمان رکھتا ہے۔
  رسول وہ کہتے ہیں کہ ہم اس کے رسولوں میں سے ایک اور دوسرے میں کوئی فرق نہیں کرتے - اور کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور تیری بخشش چاہتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے (2:285)
- جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں پوچھا تو آپ نے فرمایا:
  "اللہ پر، اس کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر، اس کے رسولوں پر، یوم آخرت پر ایمان لانا، اور تقدیر الٰہی پر ایمان رکھنا، اس کے اچھے اور برے دونوں پر"
- کتابوں پر ایمان میں شامل ہیں:
  (a) وہ بے شک اللہ کی طرف سے نازل ہوئے یا نازل ہوئے ہیں
  (b) ان کتابوں پر مخصوص عقیدے جن کے نام اللہ نے ہمیں سکھائے، جیسے قرآن مجید
  (c) ہمیں نے صرف قرآن کریم کے احکام و قوانین کا اطلاق کرنا چاہیے بلکہ ہمیں ان احکام پر راضی ہونا چاہیے، ان کے تابع رہنا چاہیے، چاہے ہم کسی حکم کی حکمت سمجھیں یا نہ سمجھیں
- پچھلی کتابیں یا تو ہیں:
  I) انسانی نصوص کے ساتھ بگاڑا / انٹرپولیٹڈ
  II) پرانا
  III) اصل گمشدہ / غلط ترجمہ
  IV) مشکوک صداقت
  V) صرف خاص لوگوں، قوموں یا اوقات کے لیے

- اللہ نے زمین کی ہر چیز انسان کے لیے پیدا کی ہے، اس لیے وہ انسان کو ہدایت کے بغیر نہیں چھوڑ سکتا۔
- تمام نازل شدہ کتابوں کا جوہر ایک ہی ہے۔
- نازل شدہ نصوص ہر ایک رسول کو دی گئیں جن کی تعداد 124,000 کے قریب تھی۔
- وحی اللہ اور اس کے رسولوں کے درمیان روحانی رابطہ ہے۔

کتاب/اوراق	کس رسول پر نازل ہوا؟
صحفِ ابراہیم	حضرت ابراہیم (عرف خلیل اللہ، ابراہیم)
صحفِ موسیٰ	حضرت موسیٰ علیہ السلام
تورہ (تورات)	حضرت موسیٰ
زبور (زبور)	حضرت داؤد علیہ السلام
انجیل (بائبل)	حضرت عیسیٰ علیہ السلام
قرآن	حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

- قرآن پاک کہتا ہے کہ یہودیوں نے "تورات کو دکھاوے کے لیے (الگ الگ) چادروں میں بنایا"۔
- انجیل نے تورات کی تصدیق کی۔
- عیسائیوں اور انجیل کے بارے میں قرآن یہ کہتا ہے: "لیکن وہ اس پیغام کا ایک اچھا حصہ بھول گئے جو ان کی طرف بھیجا گیا تھا"۔
- عقیدہ تثلیث نے حضرت عیسیٰ کے اصل مذہب کو بگاڑ دیا۔
- تورات اور انجیل میں نبی پاک کا ذکر ہے۔

باب 4

نبوت اور رسالت

- ایمان کا چوتھا مضمون
- وہ تعداد میں تقریباً 124,000 تھے، جو سینکڑوں اور ہزاروں سالوں اور قوموں پر پھیلے ہوئے تھے

> ''اور نہ ہی ہم (اللہ) اپنے غضب سے دور ہوں گے جب تک کہ ہم (تنبیہ دینے کے لیے) رسول نہ بھیج دیں
> - قرآن پاک

- تمام انبیاء بنیادی طور پر ایک ہی پیغام لے کر آئے
- اس طرح تمام انبیاء پر اور ان کے پیغامات پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ ان کے پیروکاروں نے اللہ کی ہدایت کو خراب کیا ہے
- ہم ان لوگوں کی نبوت کے بارے میں قطعی نہیں ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں نہیں ہے، لیکن ہمیں ان کے بارے میں کچھ غلط کہنے کی اجازت نہیں ہے لیکن ان کے مذہب کے عقائد اور رسومات پر تبصرہ کر سکتے ہیں
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کے درمیان اہم اختلافات:

	محمد صلی اللہ علیہ وسلم	دوسرے
1. مخصوص لوگوں کے لیے ایک خاص مدت کے لیے بھیجا گیا	تمام دنیا کے لیے اور قیامت تک کے لیے بھیجا گیا آخری نبی (خیر نبوت)	
2. دوسرے انبیاء کی تعلیمات یا تو غائب ہو چکی ہیں یا غلط ہیں	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات، آپ کی سیرت، آپ کی سنت، اللہ کی طرف سے آپ کو سونپی گئی کتاب، آپ کے اخلاق، عادات وغیرہ تاریخ میں نقش ہیں، جو کبھی بھی مٹنے والے نہیں ہیں	
3. دوسرے انبیاء کی تعلیمات مکمل اور مکمل نہیں تھیں (دیکھیں #1)	محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اللہ کا آخری اور مکمل پیغام ہیں	

کافروں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی کیونکہ (دوسرے عوامل کے علاوہ): میں) وہ فرشتہ نہیں تھا

II) وہ خدا نہیں تھا

- تمام رسول ایک قوم میں چنے ہوئے اور پسند کیے گئے مرد تھے، ان کی بیویاں اور بچے تھے، کھانا کھاتے تھے اور ''سڑکوں میں پھرتے تھے'' (25:20) اور ''ان کی زبان میں تعلیم دیتے تھے جن کے پاس وہ بھیجے گئے تھے'' (14:4)
- وہ "واضح نشانیاں اور ثبوت" لائے "اللہ نے انبیاء سے عہد لیا"

- کوئی بھی ان کی مشن میں جھوٹا نہیں ہو سکتا مثلاً ان کی پیغام سے بھٹک جانا

حضرت آدم

- حضرت آدم کا تذکرہ قرآن پاک میں 25 بار آیا ہے، بنیادی طور پر سورہ الاعراف، سورہ طٰہٰ اور سورہ البقرہ میں
- زمین پر اللہ کا نائب
- شکل میں ڈھالی ہوئی خاک سے بنایا گیا ہے
- "بہترین سانچوں" میں تخلیق کیا گیا
- اللہ نے اسے اپنے ہاتھوں سے پیدا کیا (سورہ سعد)
- اللہ نے اسے تمام چیزوں کے نام (یا فطرت) سکھائے
- فرشتوں نے اس کو سجدہ کیا لیکن ابلیس نے نہیں کیا
- اللہ نے کہا کی اپنی بیوی کے ساتھ باغ میں رہو اور اچھی چیزیں کھاؤ لیکن درخت کے قریب نہ جاؤ
- ابلیس کے دھوکے میں کے پھل کھانے سے وہ فرشتے یا لافانی بن جائیں گے

> ''اے ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، اگر تو نے ہمیں معاف نہ کیا اور ہم پر رحم نہ کیا تو ہم یقیناً خسارے میں پڑ جائیں گے'' -- (7:23)

- اللہ کے حکم سے انہیں زمین پر آباد کرنے کے لیے بھیجا گیا

حضرت نوح

- حضرت نوح کا تذکرہ قرآن پاک میں 43 بار آیا ہے، بنیادی طور پر سورہ ہود، سورہ شوریٰ اور سورہ نوح میں
- حضرت نوح علیہ السلام مسلمان تھے

اپنے لوگوں کو تنبیہ کے ساتھ بھیجا گیا

لیکن لوگوں نے اسے مسترد کر دیا، کہا کے وہ ان جیسا آدمی ہے، کے وہ پاگل ہے سنگسار کرنے کی دھمکی دی

- اس کو چیلنج کیا کے وہ دھمکی آمیز سزا لے آئے
- اس نے ان سے استدلال اور بحث کرنے کی کوشش کی انہیں بتایا کے اس نے کوئی انعام یا معاوضہ نہیں مانگا
- اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح کو ایک کشتی بنانے کا حکم دیا
- ایسا کرنے پر حضرت نوح کا مذاق اڑایا گیا

(ایسا ہی ہوا) یہاں تک کہ جب ہمارا حکم آیا اور تنور سے پانی نکل گیا تو ہم نے کہا کہ اس میں ہر قسم کے دو دو لاد لو، ایک جوڑا (مرد اور عورت) اور اپنے گھر والوں کو، سوائے اس کے جس کے خلاف بات ہو چکی ہے اور جو ایمان لائے ہیں۔

اور چند ہی تھے جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے۔

--(سورہ ہود)

- حضرت نوح علیہ السلام ہر قسم کے جانور (نر اور مادہ) کا ایک ایک جوڑا اپنے ساتھ لے گئے۔
- حضرت نوح کے بیٹے نے آنے سے انکار کیا اور ڈوب کر مر گئے۔
- کشتی جودی پہاڑ پر آرام کرنے کے لیے آئی۔
- اللہ نے اپنے سلسلے میں نبوت قائم کی۔
- حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی نے بے ایمانی کی اور اس کی سزا انہیں دی گئی۔
- حضرت نوح علیہ السلام کے لوگ جنوبی عراق میں رہتے تھے، جہاں سے آج کوفہ شہر واقع ہے۔
- الجودی دریائے دجلہ کے مشرقی کنارے پر شام اور ترکی کی سرحدوں کے سنگم پر ابن عمر جزیرے کا سامنا کرنے والا پہاڑ ہے۔
- شام کے شہر عین دیور سے اس پہاڑ کو آسانی سے دیکھا جا سکتا ہے۔
- اُر، اُروکِش اور شروبک میں جو کھدائی کی گئی ہے اُس سے پتا چلتا ہے کہ ماضی بعید میں وہاں ایک بڑا سیلاب آیا تھا۔

حضرت ہود

- قرآن مجید میں حضرت ہود کا ذکر 7 مرتبہ آیا ہے۔
- حضرت نوح کے بعد قوم عاد کی طرف بھیجا۔
- اُس نے اُن سے بحث کی، لیکن اُنہوں نے بھی اُسے رد کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے ایک تیز آندھی بھیجی، جو سات راتیں اور آٹھ دن تک چلتی رہی، اس نے مجرموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

قوم عاد، جن کی طرف حضرت ہود کو بھیجا گیا تھا، جزیرہ نما عرب کے جنوبی حصے میں ریت کی ٹیلوں کے ایک علاقے میں رہتے تھے۔ وہ متعدد بتوں کی پوجا کرتے تھے: ود، سواع، یغوث، یعوق اور نصر اور الحطار۔

- حضرموت کے لوگ کہتے ہیں کہ عاد کے ہلاک ہونے کے بعد حضرت ہود حضرموت کی سرزمین میں مقیم رہے، یہاں تک کہ ان کی سرزمین کے مغربی حصے میں، جو کہ وادی برہوت کے قریب ہے، شہر ترام سے زیادہ دور نہیں، ان کی وفات ہوئی۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ فلسطین میں ایک قبر ایسی ہے جس کے بارے میں غلط کہا جاتا ہے کہ وہ حضرت ہود کی ہے۔

حضرت ابراہیم

- حضرت ابراہیم کا تذکرہ قرآن پاک میں 69 مرتبہ آیا ہے، بنیادی طور پر سورہ البقرہ، النساء، آل عمران، الانعام، الانبیاء، التوبہ میں۔
- حضرت ابراہیم جنوبی عراق میں پیدا ہوئے اور شہر اُر الکلدانیہ میں آباد ہوئے۔ اسے جلانے کی کوشش ناکام ہونے کے بعد حضرت ابراہیم نے حران کا سفر کیا جو جزیرہ نما عرب کے شمالی حصے میں واقع ہے۔
- پھر وہ اپنی بیوی سارہ، اپنے بھتیجے حضرت لوط اور ان کی بیوی کو ساتھ لے کر فلسطین چلے گئے۔ ایک مسودے کی وجہ سے جس نے زمینوں کو متاثر کیا، حضرت ابراہیم کو چرواہے بادشاہوں کے دور میں مصر کا سفر کرنا پڑا۔ بعد ازاں آپ اپنے بھتیجے حضرت لوط کے ساتھ فلسطین واپس آگئے۔
- اس سنگم پر، انہیں ایک دوسرے سے الگ ہونا پڑا کیونکہ ان کے دونوں مویشیوں کے ریوڑ کے لیے کافی زرخیز زمین نہیں تھی۔ چنانچہ حضرت ابراہیم بئر شیوا میں آباد ہوئے جبکہ حضرت لوط بحیرہ مردار کے جنوب میں آباد ہوئے۔
- جنوبی فلسطین سے حضرت ابراہیم نے اپنی دوسری بیوی حضرت ہاجرہ کے ساتھ مکہ مکرمہ کا سفر کیا اور اپنے بیٹے حضرت اسماعیل کی مدد سے خانہ کعبہ کی تعمیر کی۔
- حضرت ابراہیم کے دو بیٹے تھے: حضرت اسماعیل بڑے اور حضرت اسحاق۔
- حضرت ابراہیم نے خواب میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ ان کے بیٹے حضرت اسماعیل کی قربانی چاہتے ہیں جنہوں نے فوراً اپنی جان دے دی۔
- جیسے ہی حضرت اسماعیل سجدے میں پڑے تھے، قربانی سے عین قبل، اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو بتایا کہ ان کا خواب پورا ہو گیا ہے اور حضرت ابراہیم اور اللہ نے انہیں "ایک اہم قربانی کے ساتھ فدیہ دیا"۔
- حضرت ابراہیم کو خلیل اللہ (اللہ کے دوست) کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔
- اللہ تعالیٰ نے خانہ کعبہ کی جگہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو عطا کی۔
- انہوں نے اور ان کے بڑے بیٹے حضرت اسماعیل نے اس کی بنیادیں اٹھائیں اور اس کی تقدیس کی۔
- حضرت ابراہیم سے حج کا اعلان کرنے کو کہا گیا۔
- حضرت ابراہیم نے اللہ سے دعا کی کہ وہ مکہ کو امن و سلامتی کا شہر بنائے اور اپنی اولاد میں سے ایک رسول بھیجے۔

- حضرت ابراہیم ایک راست باز مسلمان تھے وہ مشرک، عیسائی یا یہودی نہیں تھا
حضرت ابراہیم نے صحف ابراہیم کو تھام رکھا تھا
- اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو مردہ چیزوں کو زندہ کرنے کی اپنی طاقت کا مظاہرہ کیا
- اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آسمان و زمین کی بادشاہی دکھائی
- حضرت ابراہیم نے اپنے والد آزر کو بت پرستی سے روکنے کی کوشش کی، صرف سنگسار کرنے کی دھمکی دی گئی
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بتوں کو توڑنے کا واقعہ:

جب بت پرستوں نے اپنے بتوں کو ان کے بت خانے میں اکیلا چھوڑ دیا تو حضرت ابراہیم نے انہیں ان کی پیٹھ کے پیچھے توڑ دیا، سوائے سردار بت کے جب بت پرست واپس آئے تو انہوں نے حضرت ابراہیم سے پوچھا کے کیا آپ نے یہ عمل کیا ہے؟ حضرت ابراہیم نے جواب دیا کے سردار بت نے جھوٹے خداؤں کو پاش پاش کر دیا ہے ناراض ہو کر لوگوں نے جواب دیا کے چیف بت ان کے سوالات کا جواب نہیں دے سکتا چنانچے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے انہیں حقیقی دین اسلام کی دعوت دی تاہم، مشتعل بت پرستوں نے حضرت ابراہیم کو شعلے میں ڈالنے کی تیاری کی حالانکے قرآن پاک کہتا ہے کے اللہ نے فرمایا: ''اے آگ ابراہیم کے لیے ٹھنڈک اور سلامتی بن جا'' اس طرح حضرت ابراہیم اور ان کے بھتیجے حضرت لوط نے دوسری سرزمین کی طرف ہجرت کی

حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق

- قرآن پاک میں حضرت اسحاق کا تذکرہ 17 مرتبہ آیا ہے جبکے حضرت اسماعیل کا نام 12 مرتبہ آیا ہے
- حضرت اسماعیل اور حضرت ابراہیم کی زندگی اہم واقعات کے ذریعے ایک دوسرے سے گہرا تعلق رکھتی ہے
- مشہور ذبح اور قربانی، جس کی وجے سے حضرت اسماعیل کو عزبیح کہا جاتا ہے
- ایک اہم سفر میں جس کا تذکرہ قرآن پاک میں ہے، حضرت اسماعیل نے اپنی والدہ اور والد کے ساتھ مکے مکرمہ کی طرف ہجرت کی
- حضرت ابراہیم اکثر مکے جاتے تھے، اور ان میں سے ایک دورے پر اللہ تعالیٰ نے انہیں اور حضرت اسماعیل کو کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا، جو یقیناً انہوں نے اس وقت بنایا تھا
- حضرت اسماعیل کا انتقال مکے مکرمہ میں ہوا اور وہیں دفن ہوئے اور خیال کیا جاتا ہے کے وہ اور ان کی والدہ دونوں کو کعبہ کے قریب دفن کیا گیا تھا
- حضرت اسماعیل اور حضرت اسحاق دونوں حضرت ابراہیم کے بیٹے تھے
- وہ نے یہودی تھے اور نے عیسائی بلکے مسلمان تھے
- ان دونوں کو اللہ تعالیٰ نے نبی بنایا

- حضرت اسماعیل کو حضرت ابراہیم نے اللہ کی رضا کے لیے قربانی کے طور پر پیش کیا تھا۔
- حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت اسماعیل کے ذریعے حضرت ابراہیم کے سلسلے میں سے تھے۔

حضرت یوسف

- حضرت یوسف کا نام قرآن پاک میں 27 بار آیا ہے، بنیادی طور پر سورہ یوسف (25 بار) میں۔
- وہ نبی تھے۔
- جب وہ مکمل جوانی کو پہنچا تو اللہ تعالیٰ نے اسے خواب کی تعبیر سکھائی۔
- حضرت یوسف علیہ السلام کا واقعہ:

"ایک دن حضرت یوسف نے خواب میں گیارہ ستاروں، سورج اور چاند کو اپنے حضور سجدہ ریز ہونے کا خواب دیکھا، ان کے والد حضرت یعقوب نے ان سے کہا کہ اللہ تعالیٰ ان کو نبوت عطا کرے گا جیسا کہ اس نے اپنے باپ اور آباء و اجداد کو کیا تھا، اور حضرت یوسف اپنے بھائیوں کو یہ نہ بتانا چاہتے تھے کہ حسد ان کے خلاف ہو جائے، ان کے بھائیوں نے سازش کی کیونکہ انہوں نے حضرت یعقوب کی محبت کو دیکھ کر حضرت یعقوب کو اچھی طرح سے گرایا اور ان سے محبت کا اظہار کیا جہاں سے ایک قافلہ حضرت یوسف کو اٹھا لے گا
انہوں نے اپنے والد سے حضرت یوسف کو باہر لے جانے کی اجازت لی تاکہ وہ کھیل سکیں حضرت یعقوب علیہ السلام کو خدشہ تھا کہ کوئی بھیڑیا حضرت یوسف کو کھا جائے گا تاہم، ان کا کہنا تھا کہ وہ ایک مضبوط بینڈ ہیں۔

دوسرے دن بھائیوں نے حضرت یوسف کو کنویں سے نیچے پھینک دیا اور ان کی قمیض کو جھوٹے خون سے آلودہ کر کے واپس آئے۔ اس شام، انہوں نے اپنے والد کو بتایا کہ وہ دوڑتے ہوئے چلے گئے، حضرت یوسف کو اکیلا چھوڑ دیا اور ایک بھیڑیا آیا اور انہیں کھا گیا۔ تاہم حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان پر یقین نہیں کیا اور مدد کے لیے اللہ کی طرف رجوع کیا۔ اسی دوران ایک قافلے نے حضرت یوسف کو اٹھا کر ایک مصری آدمی کو چند چاندی کے پیسے سستے داموں بیچ دیا۔ مصری شخص نے اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ وہ حضرت یوسف کا خیال رکھیں کیونکہ اگر وہ ان کے کام آئیں تو وہ انہیں بیٹا بنا سکتے ہیں۔ تاہم وہ عورت حضرت یوسف کے حسن و جمال سے متاثر ہوئی اور انہیں بہکانے کی کوشش کی اور دروازے بند کر دیا۔ حضرت یوسف برائی سے باز آئے اور دروازے کی طرف دوڑ پڑے، زلیخا کے تعاقب میں وہ اس کے پاس پہنچی اور اس کی قمیض پیچھے سے پھاڑ دی۔ اسی وقت حضرت یوسف کے آقا دروازے پر نمودار ہوئے۔ حضرت یوسف نے اپنے آقا کو بتایا کہ زلیخا نے مجھ سے ایک برائی مانگی ۔۔۔ ایک گواہ نے عرض کیا کہ اگر حضرت یوسف کی قمیض پیچھے سے پھٹی تو وہ سچے ہیں لیکن اگر آگے سے پھٹی تو وہ گنہگار ۔۔۔ تاہم، حضرت یوسف مجرم نہیں پائے گئے اور ان کے آقا نے حقیقت دیکھی۔

اس کے بعد شہر کی عورتیں گپ شپ کرنے لگیں کہ زلیخا کو غلام کی محبت میں مارا گیا ۔۔۔ یہ بدتمیزی سن کر زلیخا نے انہیں دعوت پر بلایا اور ان میں سے ہر ایک کو چھری دی۔ پھر اس نے حضرت یوسف کو کمرے میں بلایا۔ اس کی خوبصورتی سے دنگ ہو کر عورتوں نے خوف سے اپنی انگلیاں کاٹ لیں! حضرت یوسف نے قید کو اس چیز پر ترجیح دی جس کی وہ

انہیں دعوت دے رہے تھے اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش پوری فرمائی اور حضرت یوسف جیل میں چلے گئے، جس نے انہوں نے دو اور آدمیوں کے ساتھ شیئر کیا انہوں نے حضرت یوسف سے ان کے خوابوں کی تعبیر پوچھی اور حضرت یوسف نے درستگی کے ساتھ ایسا کیا حضرت یوسف نے ان میں سے ایک سے پوچھا کے جب وہ رہا ہو جائیں تو بادشاہ کو حضرت یوسف کے بارے میں بتا دیں تاہم قیدی یہ کرنا بھول گیا اور حضرت یوسف مزید کئی سال جیل میں رہے

ایک دن بادشاہ نے خواب میں دیکھا کے سات دبلی پتلی گائیں سات موٹی موٹی اور سات سبز بالیں اور سات سوکھی ہوئی گائیں کھا رہی ہیں جب ان کے سردار تعبیر نے دے سکے تو رہا ہونے والا قیدی حضرت یوسف کے پاس گیا اور ان سے بادشاہ کے خواب کی تعبیر دریافت کی کے مطابق

حضرت یوسف علیہ السلام کے نزدیک سات سال کی فصلیں ہوں گی جس کے بعد سات سال ہولناک قحط آئے گا اور پھر لوگ خوشحال ہوں گے۔ بادشاہ نے حضرت یوسف کو اپنے پاس بلایا اور زلیخا نے اپنی غلطی تسلیم کرتے ہوئے بادشاہ کو حضرت یوسف کی سچائی بتائی۔ یوسف کو گوداموں کا نگہبان بنایا گیا۔

جب قحط پڑا تو حضرت یوسف کے بھائی غلہ خریدنے مصر آئے۔ انہوں نے حضرت یوسف کو نہیں پہچانا البتہ پہچان لیا۔ حضرت یوسف نے مطالبہ کیا کہ جب تک وہ اپنے دوسرے بھائی کو ساتھ نہ لے آئیں ان کو غلہ نہیں ملے گا۔ تاہم، اس نے ان کی بوریاں اسی طرح بھریں تاکہ وہ واپس آجائیں۔ وہ اپنے بھائی کو اپنے ساتھ لائے اور ان کا غلہ لے لیا۔ حضرت یوسف نے نہایت احتیاط سے اپنا پیالہ بلائے گئے بھائی کے تھیلے میں ڈالا اور وہ گرفتار ہو کر حضرت یوسف کے پاس رہے۔ بھائی گھبرا گئے کیونکہ انہوں نے اپنے والد سے حلف لیا تھا کہ وہ اس کی حفاظت کریں گے۔

وہ اپنے باپ کے پاس واپس گئے اور اسے اپنی کہانی سنائی۔ حضرت یعقوب کی آنکھیں حضرت یوسف کے غم سے سفید ہو گئیں۔ جب بھائی ایک بار پھر واپس چلے گئے تو حضرت یوسف نے اپنے آپ کو ظاہر کیا۔ اس نے انہیں اپنی قمیص بھی دی کہ وہ ان کے باپ کی آنکھوں کے اوپر سے گزر جائیں تاکہ وہ دوبارہ دیکھ سکیں۔ پھر، اس نے اپنے والدین کو مصر بلایا اور بھائیوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا اور معاف کر دیا گیا۔

- مصر میں ان کی وفات کے بعد، ان کی لاش کو فلسطین میں ہیبرون پہنچایا گیا، جہاں انہیں المکفیلہ کے غار میں دفن کیا گیا۔ اس کے لیے نابالس میں ایک یادگار تعمیر کی گئی اور دوسری شام میں عن نبک کے قریب بنائی گئی۔

حضرت موسیٰ

- حضرت موسیٰ قرآن پاک میں 136 بار آیا ہے، بنیادی طور پر سورہ اعراف، سورہ طٰہٰ، سورہ قصص اور سورہ بقرہ میں۔
- حضرت ابراہیم کی اولاد۔
- مصر میں، فرعون (فرعون) نے بنی اسرائیل کے ساتھ بدسلوکی کی اور ان کے نوزائیدہ بچوں کو قتل کر دیا، صرف لڑکیوں کو چھوڑ دیا. اس نے ان کے آدمیوں کو بھی غلام بنا کر رکھا۔
- اللہ تعالیٰ کے الہام سے حضرت موسیٰ کی والدہ نے نوزائیدہ بچے کو چارپائی میں ڈالا اور چارپائی کو دریا میں بہا دیا۔ فرعون کے آدمیوں نے حضرت موسیٰ کو ڈھونڈ لیا اور انہیں دودھ پلانے کے لیے ان کی والدہ کے سپرد کر دیا۔
- ایک دن حضرت موسیٰ نے دو آدمیوں کو دیکھا، ایک بنی اسرائیل اور دوسرا مصری، گلی میں لڑ رہے تھے۔ جب اس نے مداخلت کی تو اسے مصری کو مارنا پڑا جس سے وہ ہلاک ہوگیا۔
- حضرت موسیٰ اپنی وفات کی خبر سنتے ہی شہر سے بھاگ گئے۔
- حضرت موسیٰ مدین کی طرف گئے اور اپنے ریوڑ کو پانی پلا رہے لوگوں کے ہجوم پر پہنچے۔
کچھ دور دو عورتیں اپنے ریوڑ کے ساتھ کھڑی تھیں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان سے پوچھا کہ انہیں کیا بیماری ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ اپنے ریوڑ کو پانی نہیں پلا

سکتے کیونکہ پانی پلانے کی جگہ پر بہت ہجوم تھا چنانچہ حضرت موسیٰ نے ان کے لیے یہ کام کیا

- عورت کے والد، ایک بوڑھے آدمی نے حضرت موسیٰ کو اپنی بیٹیوں میں سے کسی ایک کا ہاتھ شادی کے لیے پیش کیا اگر وہ آٹھ دس سال تک ان کی خدمت کریں یہ حضرت موسیٰ نے کیا
- حضرت موسیٰ اپنی مدت پوری کرنے کے بعد اپنے اہل و عیال کے ساتھ طور پہاڑ کی طرف سفر کر رہے تھے کہ انہیں آگ نظر آئی جب وہ اکیلے آگ کے قریب پہنچا تو اللہ نے اسے بلایا اور کہا کہ فرعون کے پاس جاؤ اور اللہ سے ڈرنے کو کہو
- حضرت موسیٰ علیہ السلام کی اللہ سے زبان کی رکاوٹ کو دور کرنے، سینے کشادہ کرنے اور اپنے بھائی حضرت ہارون علیہ السلام کو مددگار بنانے کی دعائیں پوری ہوئیں
- فرعون نے تکبر سے جواب دیا اور حضرت موسیٰ اور ان کے جادوگروں کے درمیان اتوار کے مقابلے کی تاریخ مقرر کی
- حضرت موسیٰ کو نو واضح معجزات عطا کیے گئے
- جادوگر ہار گئے اور اللہ کے پیغام پر ایمان لے آئے
- فرعون پھر بھی ماننے سے انکاری تھا
- حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو اپنے ساتھ لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے سمندر سے خشک راستے بنا دیا فرعون، تعاقب میں، اپنی فوجوں کے ساتھ غرق ہوگیا
- مشہور کراسنگ خلیج اسسویس کے شمال میں یا عظیم تلخ جھیلوں میں واقع ہوئی تھی جہاں فرعون، منطیفہ، ڈوب گئے تھے
- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:
- پس آج ہم آپ کی لاش (سمندر سے) نکالیں گے تاکہ آپ ان لوگوں کے لیے نشانی بن جائیں جو آپ کے بعد آئیں گے اور یقیناً بہت سے لوگ ہماری آیتوں سے غافل ہیں (دلائل، شواہد، آیات، نشانیاں، وحی وغیرہ)" (10:92)
- کوہ طور درحقیقت سینا میں حریب پہاڑ ہے
- وہ معروف بیابان جس میں حضرت موسیٰ اپنی قوم کو محفوظ اور کامیاب عبور کرنے کے بعد لے گئے وہ سینائی میں تھا
- ان کی وفات کے بعد حضرت موسیٰ کو کوہ نبو میں دفن کیا گیا جو بحیرہ مردار کے مشرق میں واقع ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت مریم اور ان کا حضرت عیسیٰ کی ولادت:

- قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ کا تذکرہ 25 مرتبہ، المسیح کے لقب سے 11 مرتبہ اور ابن مریم (مریم کے بیٹے) کے نام سے 23 مرتبہ آیا ہے
- ان کی والدہ حضرت مریم تھیں
- حضرت مریم نے حضرت زکریا کی پرورش میں پرورش پائی

- حضرت مریم اپنے خاندان سے ہٹ کر مشرق میں ایک جگہ چلی گئیں۔
- اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کو بھیجا کہ انہیں ایک مقدس بیٹے حضرت عیسیٰ کے تحفے کی خبر دیں۔
- اللہ نے اس میں اپنی روح پھونکی اور اس نے کنواری کے طور پر ایک بچے پیدا کیا۔
- ولادت کے درد میں وہ اکیلی کھجور کے پاس پہنچی جہاں اس نے درد سے پکارا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے قدموں کے نیچے ایک نالہ جاری کر دیا اور اسے کھجور کے درخت سے کھجوریں دیں۔
- حضرت مریم علیہا السلام واپس اپنے خاندان میں آگئیں۔ حضرت عیسیٰ نے ان سے اپنی نبوت اور اپنی کتاب کے بارے میں بات کی اور انہیں حضرت ہارون کا نسب یاد دلایا۔
- یہودیوں نے حضرت مریم پر بہتان لگایا۔
- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے:
- ''اے اہل کتاب (عیسائیو) اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ کے بارے میں حق کے سوا کچھ نہ کہو، مسیح عیسیٰ ابن مریم اللہ کے رسول اور اس کا کلمہ (ہوجا) تھا، اور وہ وہی تھا جس اس نے مریم کو عطا کیا تھا اور اس کے رسول پر ایمان نے لاؤ، لہٰذا تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لاؤ (تثلیث)!" تمہارے لیے بہتر ہے کہ اللہ ایک ہی ہے، جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے، اس کے لیے اللہ ہی کافی ہے" (4:171)
- ''اے عیسیٰ ابن مریم کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا دو معبودوں کی طرح پوجتے رہو؟ اور جب میں ان کے درمیان رہا تو میں ان پر گواہ تھا، لیکن جب تو نے مجھے اٹھا لیا، تو آپ ان پر نگران تھے اور آپ ہر چیز کے گواہ ہیں۔ (5:116118) <u>حضرت عیسیٰ:</u>
- حضرت عیسیٰ بنی اسرائیل کے لیے نبی تھے۔
- اسے تورات کی تصدیق کے لیے بھیجا گیا تھا۔
- اللہ نے اسے حکمت، تورات اور انجیل (بائبل) سکھائی۔
- حضرت عیسیٰ کو انجیل (بائبل) دی گئی۔
- اللہ کے حکم سے حضرت عیسیٰ نے مٹی کے پرندوں میں زندگی پھونک دی اور مردوں کو زندہ کیا، اندھوں اور کوڑھیوں کو شفا دی اور لوگوں کو بتایا کہ وہ کیا کھاتے اور اپنے گھروں میں جمع کرتے ہیں۔
- کافر اسے جادو کہتے تھے۔
- اس پر حضرت عیسیٰ نے شاگرد طلب کیے اور بہت سے لوگوں کو اسلام میں داخل کرایا۔
- یہودی کہتے ہیں کہ انہوں نے حضرت عیسیٰ کو قتل کیا۔ درحقیقت اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھایا۔
- جو کہتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں۔ اللہ اسے اور اس کی ماں کو تباہ کر سکتا ہے۔
- حضرت عیسیٰ ایک بار پھر زمین پر آئیں گے اور یہ قیامت کے آنے کی نشانی ہوگی۔

- اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ اور ان کی والدہ سے سوال کرے گا کہ کیا انہوں نے قیامت کے دن اپنے پیروکاروں کو اللہ کے سوا ان کی عبادت کرنے کو کہا تھا؟

<u>ختم نبوت</u>

- ایک نبی کی موت تب ہوتی ہے جب اس کی تعلیمات مر جاتی ہیں چنانچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ تمام انبیاء فوت ہو چکے ہیں
- اس لیے کسی نئے نبی کی ضرورت نہیں نیز، ایک نیا نبی صرف اس وقت بھیجا جاتا ہے جب:

I) پہلے کے انبیاء کی تعلیمات میں خلط ملط کیا گیا ہے، بگاڑ دیا گیا ہے یا فوت ہو چکا ہے

II) پہلے نبی کی تعلیمات نامکمل تھیں

III) پہلے نبی کسی خاص قوم یا زمانے کے لیے بھیجے گئے تھے

IV) موجودہ نبی کو ایک مددگار کی ضرورت ہے (نایاب صورت مثلاً حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون)

- ان حالات میں سے کوئی بھی آج موجود نہیں
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات زندہ ہیں کیونکہ:

I) ان کی تعلیمات یعنی قرآن و سنت بے تحاشا ہیں ان کی سوانح عمری کو احتیاط سے محفوظ کیا گیا ہے

II) اسلام ایک مکمل دین ہے

III) اسلام پوری دنیا اور ہر دور کے لیے ایک مذہب ہے

> "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی،
> اور تمہارے لیے اسلام کو بطور دین پسند کیا – (5:3)

- اس طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین یا خاتم النبیین ہیں
- گزشتہ 1400 سالوں میں امت مسلمہ کا یہ اجماع کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت خاتم النبیین ہیں اور ان کے بعد کوئی نیا نبی نہیں آئے گا
- قرآن پاک کی 99 آیات اور 210 احادیث اس بات کی تصدیق کرتی ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعی آخری نبی ہیں
- کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ہمیں جو رہنمائی ملی ہے اسے 'اپ ڈیٹ' کرنے کے لیے وقت گزرنا ہی کافی ہے اس خیال کے خلاف دلائل یہ ہیں:

I) اسلام کی تعلیمات ابدی ہیں، کیونکہ ماضی اور مستقبل کے جاننے والے اللہ نے انہیں پیدا کیا ہے

II) اسلام کی بنیاد انسانی فطرت پر ہے انسان کی فطرت بنیادی طور پر ایک جیسی رہی ہے

III) اجتہاد اور اجماع نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

IV) سائنسی طور پر، نسل انسانی نے اس دور میں کوئی بڑی ارتقائی تبدیلی نہیں دیکھی، جو کہ معلوم وقت کا بہت چھوٹا حصہ ہے۔

> ''محمد تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہر چیز سے باخبر ہے۔'' – (33:40)۔

- اسلام کے خلیفہ اول حضرت ابوبکر نے جب سے مسیلمہ جھوٹا، اسود الانسی، طلیحہ اور سجاح کی طرف سے شروع کی گئی ارتداد کی تحریکوں کو کچل دیا، آج تک اس بات پر تمام مسالک اور آراء کے مسلم علماء کا مکمل اجماع ہے کہ کوئی نبی آپ کو نجات دلانے کے لیے نہیں آئے گا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

باب 5

جزا کا دن

- موت کے بعد کی زندگی پر یقین ایمان کا پانچواں مضمون ہے۔
- اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمیں یقین کے ساتھ ان تمام چیزوں پر یقین رکھنا چاہیے جو اللہ نے ہمیں اپنی کتاب میں بتائی ہیں، اور ان تمام چیزوں پر جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی ہیں کہ موت کے بعد کیا ہوتا ہے۔ اس میں درج ذیل چیزیں شامل ہیں – قبر کی آزمائش، قبر میں عذاب و ثواب، قیامت، احتساب کے لیے بنی نوع انسان کا جمع ہونا، فیصلے، اعمال کا پیمانے، حوادب (پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آخرت میں عطا کیا گیا خصوصی حوض، جس سے اللہ تعالیٰ نے جنت، جنت اور شفاعت تیار کی ہے)۔ ان دونوں ٹھکانوں میں ان کے رہنے والوں کے لیے۔
- قرآن پاک کہتا ہے:
- "بے شک جو لوگ ایمان لائے اور جو یہودی اور عیسائی اور صابی ہیں - جو بھی اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور نیک عمل کیے - ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے، ان پر نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے" (2:62)؛ • "پھر (دوبارہ) یقیناً تم قیامت کے دن اٹھائے جاؤ گے" (23:16)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
- کہ رسولوں پر، یوم آخرت پر ایمان لانا، اور اس کے اچھے اور برے دونوں طرح کی تقدیر الٰہی پر ایمان رکھنا ۔

"ہر ذی روح کو موت کا ذائقہ چکھنا ہے۔" (3:185)

- موت کے بعد کی زندگی پر یقین کی ضرورت:

I) اس عقیدے کا انکار دوسرے عقائد کو بے معنی بنا دیتا ہے۔

II) اللہ کے پیغام پر عمل کرنے کی وجے کو تباہ کر دیتا ہے۔

III) ہمیں منتظر رہنے کے لیے کچھ دیتا ہے۔

- انسان ہمیشہ اپنے اعمال کے فائدے مند اور نقصان دے پہلوؤں کو تولتا ہے۔ قیامت کے دن پر یقین کے بغیر، وے نیکی کرنے کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کرتا، کیونکے اس کے مطابق، یہ اس کی مدد نہیں کر سکتا اور برائی کرتا ہے کیونکے یہ اسے نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

دلیل/عقیدے	جوابی دلیل
مرنے کے بعد انسان کے پاس کچھ نہیں بچا خدا کے لیے انسان کو زندہ کرنا ناممکن ہے۔	سائنسی طور پر، یہ عام کرنا منطقی نہیں ہے کہ اگر انہوں نے قیامت ہوتے نہیں دیکھی تو یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔

انسان کو (الف) جانور وغیرہ کے طور پر مسلسل زندہ کیا جاتا ہے اگر اس نے اپنی سابقہ زندگی میں برے کام کیے ہوں یا (ب) ایک اعلیٰ انسان کے طور پر

جو پہلے موجود تھا؟ انسان یا جانور؟ پھر مرد ہونا انعام ہے یا سزا؟

موت:

- جب انسان کی قبر بند ہو جاتی ہے تو قیامت صغریٰ یا اس سے کم جزا شروع ہو جاتی ہے
- منکر نقیر کے نام سے مشہور فرشتے مردوں کی عیادت کرتے ہیں اور ان سے ان کے مذہب، پیغمبر اور ان کے قبلے کے بارے میں پوچھتے ہیں
- انسان کے پیچھے موت کی آڑ ہے اور اس کے آگے برزخ، تقسیم اس طرح انسان قیامت تک برزخ کی حالت میں پڑا رہتا ہے

قیامت کی نشانیاں:

- دھواں
- دجال
- سورج کا مغرب سے طلوع ہونا
- عیسیٰ ابن مریم رضی اللہ عنہ کا نزول
- یاجوج ماجوج،
- تین جگہوں پر لینڈ سلائیڈنگ، ایک مشرق میں، ایک مغرب میں اور ایک عرب میں جس کے آخر میں یمن سے آگ بھڑک اٹھے گی

قیامت:

"ہم جانتے ہیں کے زمین ان میں سے کتنا لے جاتی ہے" – (50:4)
"اللہ ان کو اٹھائے گا جو قبروں میں ہیں" – (22:7)

- قیامت کو حشر بھی کہتے ہیں

قیامت کا دن:

- قیامت کے وقت کا علم صرف اللہ کے پاس ہے
- زمین پھٹ جائے گی، پہاڑ پتلی اون کی طرح ہو جائیں گے، ستارے مدھم ہو جائیں گے، ستارے گر جائیں گے، سورج اور چاند آپس میں مل جائیں گے اور سمندر ابل پڑیں گے
- صور (سور) کے پہلے پھونک پر سب بیہوش ہو جائیں گے سوائے ان کے جو اللہ چاہے ایک مختلف آسمان کے نیچے ایک نئی مختلف دنیا بنائی جائے گی
- دوسری صور پھونکنے پر، سب ایک نئی دنیا میں کھڑے ہوں گے اور فیصلے کا انتظار کریں گے
- نامے اعمال ننگا کر دیا جائے گا
- جن لوگوں پر اللہ کی ناراضگی ہوئی ہے ان کا نامے اعمال ان کے بائیں طرف سے یا پیچھے سے دیا جائے گا

- ناانصافی نہیں ہوگی۔
- انبیاء اپنی اپنی امت کے خلاف گواہ ہوں گے۔
- زبان، ہاتھ، پاؤں وغیرہ اپنے مالکوں کے خلاف گواہی دیں گے۔
- جس سے بھی پوچھ گچھ کی جائے گی اسے سزا ملے گی۔
- کوئی تاوان یا معاوضہ قبول نہیں کیا جائے گا۔ کوئی عذر قبول نہیں کیا جائے گا۔
- اللہ کی اجازت کے بغیر کوئی شفاعت نہیں ہو گی۔
- والدین، بچوں، میاں بیوی اور رشتہ داروں کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔
- یہ فیصلہ کہ جنت میں بھیجا جائے یا جہنم میں۔

<u>جنت (جنت):</u>

- آخرت کی زندگی بالکل مختلف انداز میں گزرے گی۔
- جنت میں صرف روحانی لذتیں ہوں گی۔
- جنت زمان و مکان سے آزاد ہو گی۔
- خوشگوار گھاس، چشمے، چشمے، خوشبو، ٹھنڈی ہوائیں، چھاؤں، دودھ کی نہریں، شراب اور شہد، خوشگوار مشروبات، اللہ کی رضا۔
- اصحاب الجنات جنت میں ہمیشہ رہیں گے۔ موت نہیں ہوگی۔
- لوگوں کو وہ سب کچھ ملے گا جو وہ چاہتے ہیں۔
- حور کی صحبت۔
- نشہ، سر درد، برے خیالات وغیرہ کے بغیر لذیذ شراب۔
- اللہ کے مقرب لوگ سلسبیل، تسنیم اور کوثر سے پئیں گے۔

<u>جہنم (جہنم):</u>

- نار (آگ) میں کافروں کے لیے رسوائی اور اذیت۔
- کافر، منکرین، مشرک، منافقین اصحاب النار ہوں گے۔
- جہنم کے نام: جحیم، حاویہ، لزا وغیرہ۔
- جہنم کے سات دروازے ہیں، ہر ایک خاص طبقہ کے گنہگاروں کے لیے۔
- منافق جہنم کی سب سے کم گہرائی میں ہوں گے۔
- جہنم والے نکلنا چاہیں گے لیکن ایسا کبھی نہیں ہو گا۔
- گنہگار مرتے ہیں نہ جیتے ہیں۔
- ان کی سزا کو ہلکا نہیں کیا جائے گا۔
- جہنم میں کوئی مدد یا فدیہ نہیں ملے گا۔

''جب وہ (آگ) انہیں دور سے دیکھے گی تو وہ اس کا غضب اور اس کی تیز آہیں سنیں گے۔'' - (25:12)۔

- اوپر اور نیچے آگ کی تہیں ہوں گی۔

- وہ آگ کے کپڑے پہنیں گے۔
- ان کے سروں پر کھولتا ہوا پانی ڈالا جائے گا، وہ کھولتا ہوا پانی پئیں گے۔
- زخموں کی دھلائی سے کرپشن پی لیں گے۔
- وہ زقوم کے ملعون درخت کو کھائیں گے جو جہنم کے دل میں اگتا ہے۔
- وہ کانٹے دار پودے دری کو کھائیں گے۔

باب 6

تقدیر الٰہی اور احکام الٰہی پر یقین

- عذاب (اوزا) اللہ کا عام فرمان ہے کہ ہر انسان کو مرنا ہے، جب کہ حکم الٰہی (اودر) اللہ کا ایک خاص حکم یا اوزا کا نفاذ ہے، کہ کسی خاص شخص کو ایک خاص جگہ اور وقت پر مرنا ہے لہٰذا اس مضمون پر یقین کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس کا صحیح اندازہ پہلے سے مقرر کر دیا ہے
- اللہ تعالیٰ اپنے علم کے لحاظ سے اور اس کی حکمت کے مطابق جو کچھ پہلے موجود ہے اس کی بنیاد پر تمام موجودات کے لیے جو حکم دیتا ہے، اس کی تعریف القدر ہے
- القدر پر ایمان ایمان کا چھٹا ستون ہے جیسا کہ درج ذیل سے ظاہر ہوتا ہے:
- جب جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا: اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، یوم آخرت پر ایمان لانا اور اس کی اچھی اور بری تقدیر پر ایمان لانا
- القدر پر ایمان کا مطلب یہ یقین کے ساتھ یقین کرنا ہے کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے، اچھا بھی ہوتا ہے اور برا بھی، اللہ کے حکم اور حکم کے مطابق ہوتا ہے
- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
- "کوئی مصیبت زمین پر یا آپ کی ذات پر نہیں آتی لیکن ہم اسے وجود میں لانے سے پہلے کتاب الٰہی میں لکھے ہوئے ہیں، بے شک یہ اللہ کے لیے آسان ہے، تاکہ تم ان چیزوں پر غمگین نہ ہو جو تمہیں نہ ملے، اور جو کچھ تمہیں دیا گیا ہے اس پر خوش نہ ہو، اور اللہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا" (57:22-23)
- حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اور اگر آپ کے پاس احد پہاڑ کے برابر یا تقریباً احد پہاڑ کے برابر سونا ہو اور پھر آپ نے اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا تو وہ آپ سے اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک کہ آپ پہلے سے مقرر پر یقین نہ کر لیں – جب تک آپ یہ نہ جان لیں کہ جو کچھ آپ کو پہنچے اس کا مقصد آپ کو چھوٹنا نہیں تھا اور جو آپ کو چھوٹ جاتا ہے اس کا مقصد آپ کو مارنا نہیں تھا (انعام احمد سے)
- قدر کے پہلو:

I. اللہ ہر چیز سے واقف ہے اور اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے چیونٹی جیسی چھوٹی چیز بھی اس کے علم سے پوشیدہ نہیں وہ یقیناً تمام مخلوقات کو پیدا کرنے سے پہلے ہی جانتا تھا وہ ہر اس صورتحال کو جانتا تھا جس میں وہ تھے چاہے یہ کوئی کھلی چیز ہو یا چھپی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اور یہ کہ اللہ ہر چیز کو اپنے علم میں گھیرے ہوئے ہے (65:12)

II. اللہ نے محفوظ شدہ گولی میں ہر چیز کے حصے پہلے سے مقرر کر رکھے ہیں اس ریکارڈ سے کچھ نہیں بچا

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، بے شک وہ (سب)

کتاب (اللوح المحفوظ) میں ہے بے شک! یہ اللہ کے لیے آسان ہے'' (22:70)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا پھر اس سے کہا لکھو قلم نے کہا میں کیا لکھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکھو کہ قیامت تک کیا ہو گا اور کیا ہو گا (انعام احمد سے)

III. آسمانوں اور زمین میں اللہ کی مرضی اور اس کی مرضی کے بغیر کچھ نہیں ہوتا اللہ جو چاہتا ہے ہوتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا

- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
- "اور تم نہیں چاہو گے، جب تک کہ اللہ نے چاہے، جو نکلنے والوں کا رب ہے" (81:29)
- ''بے شک اس کا حکم صرف یہ ہے کہ جب وہ کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اس سے کہتا ہے کہ ہو جا'' اور وہ ہو جاتا ہے'' (36:82)
- یہ سب ثابت کرتا ہے کہ اللہ کی مرضی ہر چیز پر ظاہر ہے، کائنات میں جو کچھ ہوتا ہے وہ اللہ کی مرضی سے ہوتا ہے، کیونکہ وہی خالق، قائم کرنے والا، منصوبہ بنانے والا اور حاکمِ اعلیٰ ہے

IV. ہمیں یقین رکھنا چاہیے کہ اللہ ہی ہے جس نے سب کچھ پیدا کیا ہے، اس کے سوا کوئی خالق یا رب نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''اللہ ہر چیز کا خالق ہے اور وہ ہر چیز پر حاکم ہے'' (39:62)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

''بے شک اللہ تمام بنانے والوں اور جو کچھ وہ بناتے ہیں ان کا خالق ہے''

- اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا حکم دیا اور پیدا کیا اور وہ ہر چیز کو اپنی حفاظت اور حفاظت کے ساتھ گھیرے ہوئے ہے
- حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی درج ذیل احادیث ان تمام چیزوں کا خلاصہ کرتی ہیں جو قدر ہے اور اس سے کیا مراد ہے:

"اللہ کے سوا کوئی طاقت اور طاقت نہیں ہے" (بخاری ومسلم)

باب 1

گواہ (شہدا)

ایمان کا اعلان

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔"

- یہ اعلان وہ بنیاد اور جوہر ہے جس پر اسلام کا پورا ڈھانچہ استوار کیا گیا ہے اسی عقیدے کا اظہار ہے جو ایک مومن کو کافر یا ملحد سے ممتاز کرتا ہے اور ان جملوں کے اظہار سے ہی کوئی شخص دائرہ اسلام میں داخل ہوتا ہے
- یہ اعلان کرتے ہوئے، ہم یقین رکھتے ہیں اور تصدیق کرتے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں ہے ہمیں اس جملے پر ثابت قدم رہنا چاہیے اور اسے اپنی عملی زندگی میں حرف بہ حرف لاگو کرنا چاہیے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرانا چاہیے
- اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"پس جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش مانگو" (47:19)

- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، رمضان کے روزے رکھنا اور سفر کی استطاعت رکھنے والے کے لیے حج کرنا"

- قیامت کے دن ہر شخص سے دو چیزوں کے بارے میں پوچھا جائے گا:
  - (i) تم کس کی عبادت کرتے تھے؟
  - (ii) آپ نے رسول کو کیا جواب دیا؟
- پہلے کا جواب اس اعلان کو جاننے، تصدیق کرنے اور اس پر عمل کرنے والے کے احساس سے دیا جاتا ہے دوسرا جواب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جاننے، اس کی پیروی کرنے اور اس پر عمل کرنے سے ہے
- یہ اعلان ہی کفر اور اسلام میں فرق کرتا ہے یہ تقویٰ کا جملہ ہے یہ مضبوط رسی ہے اور یہ وہ جملہ ہے جسے حضرت ابراہیم نے اپنی اولاد میں پائیدار بنایا:

- "اور اس نے اسے اپنی اولاد کے درمیان قائم رہنے والا کلمہ بنایا تاکہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع کریں۔" (43:28)
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہونے کی گواہی دینے کا مطلب ہے کہ آپ جس چیز کا حکم دیں اس پر آپ کی اطاعت کریں، آپ جس چیز کی اطلاع دیں اس پر ایمان لائیں، جس چیز سے وہ منع کریں اس سے دور رہیں، اور صرف ان طریقوں سے اللہ کی عبادت کریں جن کا اسلام میں حکم دیا گیا ہے۔
- جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرتے ہیں تو درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔ قرآن پاک کہتا ہے:
- ''کہہ دو اگر تم واقعی اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا۔'' (3:31)
- "اور جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو اور جس سے منع کریں اس سے رک جاؤ۔" (59:7)
- ''کہہ دو اللہ اور رسول کی اطاعت کرو۔'' (3:32)
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہونے کی گواہی کا مزید مطلب ہے:

(i) اس کے پیغام پر یقین اور قبول کرنا۔

(ii) یہ یقین کرنا کہ وہ اللہ کا بندہ ہے۔

(iii) یہ ماننا کہ وہ خاتم النبیین ہیں۔

- قرآن پاک کہتا ہے:
- ''مبارک ہے وہ جس نے اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر (حق و باطل کا) فرق نازل کیا۔'' (25:1)
- "پاک ہے وہ جو اپنے بندے (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو راتوں رات سفر پر لے گیا۔" (17:1)
- ''محمد صلی اللہ علیہ وسلم کسی مرد کے باپ نہیں ہیں بلکہ وہ اللہ کے رسول اور انبیاء کے آخری (خاتم) ہیں۔'' (33:40)
- مختصراً، ایمان کا اعلان اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ:

(i) ہمیں معلوم ہونا چاہیے کہ صرف اللہ ہی عبادت کا مستحق ہے۔

(ii) ہمیں اس کے بارے میں پختہ یقین اور یقین ہونا چاہئے اور تمام اعمال اور اعمال کو خلوص اور خالصتاً اللہ کے لیے کرنا چاہیے اور یہ کہ اس نیت کو کسی بھی طرح آلودہ یا خراب نہیں ہونا چاہیے۔

(iii) ہمیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنی چاہیے اور محبت کی تمام چیزوں پر ترجیح دینا چاہیے۔

(iv) ہمیں شرک نہیں کرنا چاہیے۔ درحقیقت ہمیں ان تمام چیزوں کا انکار کرنا چاہیے جن کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہے۔

(v) ہمیں یہ تسلیم کرنا چاہیے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر مسلمان کے لیے نمونہ ہیں اور وہ خالق اور مخلوقات کے درمیان کڑی ہیں جن کے

ذریعہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کے احکام کیا ہیں، کیا اللہ کو پسند ہے اور کن چیزوں سے اس کا غضب ہے۔

- جب اہل ایمان سچے اور سچے طور پر شہادت کا تلفظ کرتے ہیں اور اس کے ظاہری اور باطنی اثرات کو لاگو کرتے ہیں تو یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں ان کے دشمنوں پر فتح، سلامتی اور امن، خوشی اور ذہنی استحکام، رتبے میں اضافے اور ان کے خون، مال اور عزت کی نابودی سے نوازے گا۔

باب 2

نمازیں

- اسلام کا دوسرا ستون
- مسلمان کے اہم فرائض میں سے ایک
- دن میں 5 بار پیش کیا جاتا ہے، ترجیحا جماعت کے ساتھ
- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:
- ''بے شک نماز مومنوں پر مقررہ اوقات میں فرض کی گئی ہے'' (4:103)
- "(پانچ فرض) نمازوں کی حفاظت کرو، خاص کر درمیانی نماز کی (یعنی بہترین نماز عصر) اور اللہ کے سامنے فرمانبرداری کے ساتھ کھڑے رہو (2:238)
- ''پھر ان کے بعد ان کے بعد ایسے لوگ آئے جنہوں نے نماز کو چھوڑ دیا اور خواہشات کی پیروی کی، پس وہ جہنم میں ڈالے جائیں گے'' (19:59)
- ''پس ہلاکت ہے ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز کو اپنے مقررہ وقت سے مؤخر کرتے ہیں'' (107:4-5)
- "اور صبر اور نماز سے مدد لو" (2:45)
- "تم پر جو کتاب وحی کی گئی ہے اسے پڑھو اور نماز پڑھو نماز الفبشہ (ہر قسم کے کبیرہ گناہ) اور المنکر سے روکتی ہے (کفر، شرک، اور ہر قسم کے برے کام وغیرہ)" (29:45)
- ''افسوس ان نمازیوں کے لیے جو اپنی نماز سے غافل ہیں''
- "اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو، بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے"
- "پس نماز قائم کرو، صدقہ جاریہ کرو، اور خدا کو مضبوطی سے پکڑو، وہ تمہارا محافظ ہے - بہترین حفاظت کرنے والا اور بہترین مدد کرنے والا"
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
- ''انسان اور شرک اور کفر کے درمیان نماز کا ترک کرنا ہے''
- ''ہمارے اور ان کے درمیان عہد نماز ہے، جس نے اسے چھوڑ دیا اس نے کفر کیا'' (اسے امام احمد اور سنن تالیف کرنے والوں نے ایک مستند سلسلہ روایت کے ساتھ درج کیا ہے)
- ''جب تم میں سے کوئی نماز پڑھتا ہے تو اپنے رب سے رازداری کے ساتھ بات کرتا ہے'' (البخاری)
- نماز روشنی ہے (المسلم)

- "جس نے اسے یاد کرنے کے لیے کیا، اس کے لیے قیامت کے دن ایک نور، دلیل اور نجات ملے گی" (احمد، ابن حبان اور طبرانی)
- "میری خوشی نماز میں ہو گئی ہے" (احمد و نسائی)
- "جب کوئی نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ مٹ جاتے ہیں اور کفارہ ہو جاتا ہے، اگر تم میں سے کسی کے دروازے کے پاس نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ نہاتا ہو تو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس کی کوئی گندگی باقی رہے گی؟" کہنے لگے اس کی کوئی گندگی باقی نہیں رہے گی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی معاملہ پانچوں نمازوں کا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے گناہوں کو مٹا دیتا ہے (البخاری ومسلم)
- ''پانچوں کی نمازیں اور جمعے کی نمازیں ان کے درمیان ہونے والی چیزوں کا کفارہ ہیں (یعنی گناہوں کا) جب تک کے کبیرہ گناہ سرزد نہ ہوں'' (مسلم)
- ''جان لو کے تمہارے فرائض میں سب سے افضل نماز ہے''
- "نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دی گئی ہے" <u>نماز کے فوائد:</u>

I) اللہ کی رضا، مدد اور رہنمائی کے حصول کا ذریعہ

II) انسان کا اللہ سے تعلق مضبوط کرتا ہے

III) اللہ پر یقین کو اللہ تعالیٰ پر یقین میں بدل دیتا ہے

IV) مومنوں کو بے حیائی کے کاموں سے روکتا ہے ان کی حیا کی حفاظت کرتا ہے

V) "روح کے لیے رزق" ہے، ذہنی سکون حاصل کرنے کا ایک ذریعہ

VI) انسان کی خودی کا دارومدار نماز حدیث پر ہے

VII) مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ

VIII) اجتماع مسجد کو کمیونٹی سینٹر میں بدل دیتا ہے

<u>صفائی / گندگی:</u>

- مسلمانوں کو ذہن، جسم اور دل کا پاکیزہ ہونا چاہیے

''بے شک اللہ پاکیزہ رہنے والوں کو پسند کرتا ہے'' - (قرآن) "تزکیہ ایمان کا نصف حصہ ہے" (حدیث)

- باطنی تطہیر دماغ کو برے خیالات یا خیالات سے پاک کرنا ہے
- ظاہری طہارت میں غسل کرنا یا وضو کرنا شامل ہے
- دن میں پانچ بار وضو کرنے سے مسلمان کا جسم اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے
- گندگی منی ہے (کپڑے کو تین بار دھونا، ہر بار نچوڑنا)، بہتا ہوا خون، پیپ، خنزیر (اور اس کے ساتھ جو کچھ کرنا ہے) اور شراب
- یہاں تک کے اگر تھوڑی مقدار کھانے یا پینے پر پڑ جائے تو وہ آلودہ ہو جاتے ہیں اور کھانے پینے کے قابل نہیں رہتے

وضو یا وضو:

- نماز کا فرض وضو کے بغیر نماز نہیں (یا تیمم)
- اگر ممکن ہو تو قبلہ کی طرف منہ کریں
- وضو کا پانی صاف اور پینے کے قابل ہونا چاہیے
- وضو کے عمل میں کوئی وقفہ نہیں ہونا چاہیے، کوئی بھی دھویا ہوا حصہ دوسرے کے دھونے تک خشک نہیں ہونا چاہیے

- نیت: "میں اللہ کی رضا کے لیے اور اس کے حکم کی تعمیل کے لیے وضو کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں"
- تسمیہ پڑھیں: اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے
- ہاتھ کلائی تک، دائیں پھر بائیں، تین بار دھوئے
- ہر ہاتھ کی گیلی انگلیوں کو ایک دوسرے کے درمیان منتقل کریں
- دائیں ہاتھ میں پانی لے کر منہ صاف کرنے کے لیے گارگل کریں، تین بار
- دائیں ہاتھ میں پانی لے کر نتھنوں میں سونگھیں اور پھونک ماریں بائیں ہاتھ سے ناک صاف کریں تین بار
- دونوں ہاتھوں سے چہرہ دھوئیں، پیشانی سے ٹھوڑی تک، کان کی لو سے کان کی لو تک کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے تین بار مردوں کو دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو داڑھی سے گزرنا چاہیے
- دائیں بازو، پھر بائیں بازو، کہنی تک دھوئے تین بار
- سر کی مساعی کے لیے چھوٹی انگلیوں سے درمیانی انگلی تک تینوں انگلیاں جوڑیں سر کو انگلیوں سے رگڑیں
- کان کے اندرونی اطراف کو شہادت کی انگلیوں سے صاف کریں، باہر کو انگوٹھے سے صاف کریں
- ہاتھوں کے پیچھے گردن کے نیپ کے اوپر سے گزریں
- پہلے دایاں پاؤں پھر بایاں پاؤں ٹخنوں تک رگڑیں اور دھوئیں
- ہاتھوں کی انگلیوں کو پاؤں کی انگلیوں سے گزریں تاکہ خشک جگہ نہ رہے
- وضو کو باطل کرنے والی چیزیں:

I) پیشاب، پاخانہ یا ہوا کا گزرنا
II) آنتوں کے کیڑے یا پتھر کا خارج ہونا
III) جسم سے کسی نجاست کا بہنا
IV) نماز میں اونچی آواز میں ہنسنا
V) ہوش کھونا یا بے ہوش ہونا VI) دیوانے یا دیوانے بننا
VII) تیزی سے سو جانا

وضو کے فراز

- پیشانی کے اوپر سے ٹھوڑی تک اور ہر کان تک چہرہ دھونا
- کہنیوں تک ہاتھ اور بازو دھونا
- سر کی مساعی کرنا
- ٹخنوں تک پاؤں دھونا

<u>وضو کی سنت</u>

- دانت برش کرنا۔نیت
- وضو شروع کرنے پر اللہ کا نام لینا
- ہاتھ کلائیوں تک دھوئے
- تین بار منہ دھوئے
- تین بار نتھنوں میں پانی ڈالیں
- ان اشیاء کو مناسب ترتیب میں اور بغیر کسی تاخیر کے کرنا
- ہر حصہ کو تین بار دھونا
- ایک ہاتھ کی انگلیوں کا دوسرے ہاتھ کی انگلیوں سے گزرنا
- داڑھی کو انگلیوں سے کنگھی کرنا
- ایک بار سر کا مسح کرنا
- سر کا مسح کرنے کے بعد کانوں کو انگلیوں پر باقی پانی سے دھونا
- انگلیوں کے درمیان چھوٹی انگلی کے ساتھ رگڑیں چھوٹے پیر سے دائیں پاؤں تک (دو مخالف ڈھلوانوں کے ساتھ ایک پہاڑی بنائیں)

<u>وضو کے مطلوبہ اعمال</u>

- دائیں سے بائیں شروع کرنے کے لیے
- گردن رگڑنا
- کسی اور کی مدد کے بغیر وضو کرنا
- قبلہ کی طرف منہ کرنا
- اونچی اور صاف جگہ پر بیٹھنا

<u>وضو کے ناپسندیدہ اعمال</u>

- ناپاک جگہ پر وضو کریں
- دائیں ہاتھ سے ناک صاف کرنا
- وضو کرتے وقت دنیاوی امور کی باتیں کرنا
- نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اصول و ضوابط کے خلاف کام کرنا

<u>تیمم:</u>

- تیمم کر سکتے ہیں جب:

I) بیمار، یا بیماری پانی سے بڑھ سکتی ہے

II) پانی نہیں مل سکتا

III) وضو یا غسل کے دوران دشمن پر حملہ کرنے کا خطرہ

- استعمال کر سکتے ہیں:

I) خاک سے پاک خشک پتھر
II) اینٹیں
III) مٹی کا برتن
IV) صاف اور خالص زمین یا ریت

- طریقہ کار:

1. بسم اللہ پڑھیں
2. نعت: "میں نجاست کو دور کرنے اور پاکیزگی حاصل کرنے کے مقصد سے تیمم کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں"
3. دونوں ہاتھوں کو کسی صاف اور پاک مٹی یا ریت پر ماریں
4. ضرورت سے زیادہ دھول اڑا دیں
5. چہرے پر ہاتھ اس طرح رگڑیں کہ وضو سے ڈھکا ہوا حصہ بھی چھپ جائے
6. مردوں کو اپنی داڑھی میں انگلیاں پھیرنی چاہئیں
7. دونوں ہاتھوں کو کسی صاف اور پاک مٹی یا ریت پر ماریں
8. ضرورت سے زیادہ دھول اڑا دیں
9. دائیں بازو اور پھر بائیں بازو کو کہنیوں تک رگڑیں

- وضو کو باطل کرنے والی چیزیں تیمم کو بھی باطل کرتی ہیں
- اگر پانی کی کمی کی وجہ سے تیمم کیا جائے تو پانی ملتے ہی باطل ہو جاتا ہے
- اگر بیماری کی وجہ سے تیمم کیا جائے تو بیماری ختم ہوتے ہی تیمم باطل ہو جاتا ہے

<u>غسل:</u>

- غسل لفظ غسل سے مشتق ہے جس کا مطلب ہے "دھونا"
- حدِ اکبر، یا اس سے زیادہ نجاست، جو ازدواجی تعلقات، حیض یا ولادت کی مدت کے نتیجے میں ہوتی ہے، سے نجات کے لیے ضروری ہے
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصی غسل فرمایا:

I) اسلام قبول کرنے والے کا داخلہ
II) جمعے کی نماز سے پہلے
III) عظیم تہواروں پر
IV) میت کو غسل دینے کے بعد

- غسل کا طریقہ:

1. نیت: میں طہارت حاصل کرنے کے لیے غسل کرنے کا ارادہ رکھتا ہوں۔
2. دونوں ہاتھ اور کلائی دھوئیں۔
3. جسم پر جو بھی نجاست ہے اسے دور کرنا چاہیے۔
4. عام وضو کرنا چاہیے۔ گارگل کیا ہوا پانی بہت زیادہ پہنچتا ہے لیکن حلق میں نہیں جاتا۔ ناک صاف کرو.
5. پانی سر سے پاؤں تک پورے جسم پر ڈالا جائے، پہلے دائیں طرف، پھر بائیں طرف۔
6. جسم کو صاف کرنے کے لیے رگڑیں۔
7. جسم کا کوئی حصہ خشک نہیں رہنا چاہیے، بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچنا چاہیے۔

فرائض	سنت
گارگلنگ	دونوں ہاتھ کلائیوں تک دھونا۔
تمام بدن پر پانی بہانا تاکہ بدن کے اعضاء کو نجاست سے دھویا جائے۔	
اس کے ہر انچ کو اچھی طرح گیلا کریں۔	نجاست کو دور کرنے کی نیت کریں۔
	وضو کرنا۔
	پورے جسم کو تین بار پانی سے دھونا۔

اذان:

- 2ھ میں متعارف کرایا گیا۔
- دو عیدین اور نماز جنازہ میں اذان نہیں ہے۔
- مؤذن مرد اور بالغ ہونا چاہیے۔ حضرت بلال پہلے موذن تھے۔
- افضل یہ ہے کہ مؤذن اذان سے پہلے وضو کرے۔
- وہ قبلہ کی طرف منہ کرے، اپنے ہاتھ کی انگلیاں اپنے کانوں میں ڈالے اور اونچی اور صاف آواز میں یہ کہے:

آیت	تکرار
اللہ عظیم ہے [illegible]	4
میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے [illegible]	2
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں [illegible]	2

نماز کے لیے آؤ (دائیں طرف منہ کر کے) 2

کامیابی کی طرف آئیں (بائیں طرف منہ کر کے) 2

اللہ عظیم ہے 2

لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں 1

- فجر کی نماز میں مؤذن کہتے ہیں:

اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ

- مرحلہ 5 کے بعد دو بار "نماز نیند سے بہتر ہے"
- مؤذن کے الفاظ دھیمی آواز میں دہرائیں سوائے اس وقت کے جب: I) اپنی دعائیں پڑھنا
  II) جب امام خطبہ دے رہا ہو
  III) فطرت کی پکار کا جواب دینا
- جب آپ سنتے ہیں، STEP 4 اور STEP 5، کہتے ہیں: "برائی سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت صرف اللہ کی طرف سے ہے"
- جب آپ فجر کی خاص آیت سنیں تو کہو: "تم نے سچ کہا اور اچھی بات کہی"
- اذان کے بعد کہے:

"اے اللہ! اس کامل اذان اور اس وقت ادا کی جانے والی نماز کے رب، محمد کو عطا فرما (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرے پاس جانے کا راستہ بھی اور بزرگی بھی اور اس کو اس مقام پر فائز کر جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اور قیامت کے دن ہمیں اپنی شفاعت عطا فرما بے شک آپ اپنے قول سے کبھی پیچھے نہیں ہٹیں گے''

<u>اقامت: جماعت کے لیے اعلان:</u>

- نماز سے پہلے، لوگ قطاریں بناتے ہیں، کندھے سے کندھے سے ملاتے ہیں، کوئی خلا نہیں چھوڑتے ہیں
- مؤذن اقامت پڑھتا ہے

- مـؤذن کـانوں میں انگلیـاں نہیں ڈالتـا، عـام اذان کی طـرح چہـرہ بـائیں اور دائیں نہیں پھیرتا۔
- مرحلہ 5 کے بعد، اسے دو بار کہنا چاہیے: "نماز واقعی شروع ہو گئی ہے"۔
- لوگوں کو یہ کہنا چاہیے: "اللہ نماز کو قائم و دائم رکھے"۔

نمازوں کے نام اور اوقات:

نام	شروع کریں۔	ختم	ریمارکس
فجر	فجر کا وقفہ	طلوع آفتاب سے ذرا پہلے	سورج نکلتے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے طلوع آفتاب تک نفل نہیں۔
ظہر	سورج ڈھلتا ہے، سائے کم ہوتے جاتے ہیں۔	دوپہر کے وقت سایہ اس سے دوگنا ہو جاتا ہے	غروب آفتاب کے وقت نہ نماز پڑھی جائے اور نہ قرآن پڑھا جائے۔
عصر	ظہر کی نماز کا اختتام۔	غروب آفتاب سے پہلے	
مغرب	غروب آفتاب کے فوراً بعد۔	گودھولی کا دھندلا پن۔	غروب آفتاب کے وقت نہ نماز پڑھی جائے اور نہ قرآن پڑھا جائے۔
عشاء	گودھولی کا دھندلا پن ۔	فجر سے پہلے۔	آدھی رات سے پہلے نماز پڑھنا مستحب ہے۔

رکعت کے نام:

1. فرض: ضروری یا ضروری۔
2. سنت: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل۔
3. واجب یا نفل: اختیاری۔

- سنتوں کو موکدہ اور غیر موکدہ میں تقسیم کیا گیا ہے۔ مقدّمہ ایک ایسا عمل ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کسی معقول وجہ کے بغیر کیا تھا، غیر مقدّمہ ایک ایسا عمل ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا لیکن بعض اوقات بغیر کسی معقول وجہ کے نہیں کیا۔

1. فجر:	2	سنت مؤکدہ	
	2	گھوڑا	
TOTAL	4		
2. ظہر	4	سنت مؤکدہ	
	4	گھوڑا	
	2	سنت	

	2	نفل
TOTAL	12	
3. عصر	4	سنت (غیر موکدہ)
	4	فرد
TOTAL	8	
4. مغرب	3	فرد
	2	سنت مؤکدہ
	2	نفل
TOTAL	7	
5. عشاء	4	سنت (غیر موکدہ)
	4	فرد
	2	سنت مؤکدہ
	2	نفل
	3	وتر
	2	نفل
TOTAL	17	

<u>نماز کے اجزاء:</u>

فرد	واجب	سنت
تکبیر تحریمہ	13 آئٹمز، 20 آئٹمز	
قیام		
قیراط		
رکوع		
سجدہ		
قضاہ آخرہ		

کوئی چیز رہ جائہ تو نماز، کوئی چیز رہ جائہ تو سجدہ، سجدہ اگر کوئی چیز رہ جائہ تو دہرانا ہوگا سہو (سجدہ سہو بھول جانہ کی وجہ سہ سجدہ) ضروری ہوگا

نماز کی شرائط:

<u>وضو/تیمم</u>

1. جسم صاف ہونا چاہیے۔
2. کپڑے صاف ہونے چاہئیں۔
3. نماز کی جگہ صاف ستھری ہونی چاہیے۔
5. ستار کو ڈھانپنا ضروری ہے (مرد: ناف سے گھٹنوں تک، خواتین: چہرے، ہاتھ، پاؤں کے علاوہ پورا جسم)۔

1. خاص نماز کے لیے مناسب وقت ہونا چاہیے۔
2. قبلے کی طرف منہ۔
3. نعت کا اعلان ہونا چاہیے۔

<u>نماز کا طریقہ:</u>

1. قبلے کی طرف منہ کر کے سیدھے کھڑے ہوں، پاؤں چار انچ کے فاصلے پر، ہاتھ جسم کے اطراف میں لٹکائے ہوئے ہوں۔ نعت پڑھنا
2. سجدے کے وقت آنکھیں اس جگہ رکھیں جہاں سر زمین کو چھوئے۔ یہ مستحب ہے۔
3. مرد: دونوں ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ وہ دونوں کانوں کے لوب کے ساتھ قطار میں ہوں، انگلیاں کھلی ہوں۔
4. خواتین: وہ اپنے ہاتھ اپنے کندھوں تک اٹھا سکتی ہیں۔
ہاتھ قبلے کی طرف ہونا چاہیے۔ یہ سنت ہے۔
5. ہاتھ اٹھا کر ایک بار تکبیر تحریمہ پڑھیں: ''خدا عظیم ہے''۔
6. تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو ناف پر اس طرح لپیٹیں کہ دایاں ہاتھ بائیں کی پشت پر جمے اور دائیں ہاتھ کا انگوٹھا بائیں کی کلائی کو گھیرے۔ خواتین کو اپنے ہاتھ اپنے سینوں پر باندھنے چاہئیں۔ اسے قیام کہتے ہیں۔
7. ثناء کا ورد کریں۔
8. تعوذ پڑھیں۔
9. تسمیہ پڑھیں۔

- اگر کوئی شخص باجماعت نماز پڑھ رہا ہو تو صرف ثناء پڑھنی ہے۔

10. سورہ فاتحہ کی تلاوت کریں۔

- سورہ کے آخر میں دھیمی آواز میں آمین کہیں۔ یہ سنت ہے۔
- اگر باجماعت نماز پڑھے تو سورہ فاتحہ نہ پڑھے۔ اس کے آخر میں صرف "آمین" کہیں۔

10. سورہ فاتحہ کے بعد کوئی اور سورہ پڑھیں۔ اسے قیراط کہتے ہیں۔ جماعت میں صرف امام کو سنیں۔
11. تکبیر پڑھیں۔
12. رکوع ادا کریں۔ رکوع میں تین مرتبہ تسبیح رکوع پڑھیں۔

13. رکوع کے بعد سیدھے کھڑے ہو کر تسمیع پڑھیں یہ سنت ہے

14. تحمید کا ورد کریں یہ سنت ہے

15. رکوع کے بعد تھوڑی دیر سیدھے کھڑے ہو جائیں اسے قومہ کہتے ہیں یہ واجب ہے

16. تکبیر پڑھیں

17. سجدہ: دونوں گھٹنے، دونوں ہاتھ اور پھر سر زمین پر رکھنا چہرہ ہتھیلیوں کے درمیان ہونا چاہیے ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے کے قریب ہونی چاہئیں، لیکن ایک ساتھ بند نہیں ہونی چاہئیں انگلیاں قبلہ کی طرف ہونی چاہئیں کہنیوں کو پسلیوں سے اور پیٹ کو ٹانگوں سے دور رکھنا چاہیے کہنیوں کو زمین کو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے (خواتین کو ایسا کرنے کی اجازت ہے) خواتین کو اپنے جسم کا پچھلا حصہ نہیں اٹھانا چاہئے اور اسے اپنے پنڈلیوں پر آرام کرنا چاہئے

18. سجدے میں تین مرتبہ تسبیح سجدہ پڑھیں یہ سنت ہے

19. پیشانی، پھر ناک اور آخر میں ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہے یہ سنت ہے

20. بائیں پاؤں کو تہہ کر کے بیٹھیں، دائیں پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کر کے کھڑا کریں رانوں پر ہاتھ، گھٹنوں کے قریب خواتین کو اپنے کولہوں کے بل بیٹھنا چاہئے اور اپنے دونوں پاؤں دائیں طرف رکھنا چاہئے اس مختصر نشست کو جلسہ کہتے ہیں یہ واجب ہے آنکھیں ہاتھوں کی پشت پر ہونی چاہئیں یہ مستحب ہے

21. تکبیر پڑھیں دوسرا سجدہ کریں

22. اس کے بعد پیشانی، ناک، ہاتھ اور پھر گھٹنوں کو اوپر اٹھائیں

23. اگلی رکعت اسی طرح ادا کریں

24. اگر نعت 2 رکعت کی ہوتی تو اب سیدھا بیٹھنا قضاء آخر کہلائے گا یہ فرد ہے

25. اگر نعت تین سے چار رکعت کی ہو تو اسے قضاء الٰہی کہتے ہیں یہ واجب ہے

26. تحیہ کا ورد کریں یہ واجب ہے

27. تشہد پڑھیں یہ واجب ہے

28. تشہد پڑھتے ہوئے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور درمیانی انگلی سے دائرہ بنائیں، باقی تمام انگلیاں بند کر دیں "اللہ" کہتے وقت شہادت کی انگلی اٹھائیں اور "اللہ" کہتے ہوئے اسے نیچے کریں قضاء کے اختتام تک دائرہ برقرار رکھیں

29. اگر نیت تین یا چار رکعت کی تھی تو تشہد اور تکبیر کہنے کے بعد اٹھیں

30. نماز کے آخر میں درود پاک پڑھیں یہ سنت ہے

31. دعا پڑھنا

32. سلام پڑھیں، ایک سر دائیں مڑیں، اور پھر سر بائیں مڑیں، ہر بار کندھے کو دیکھیں۔

آئٹم	مشمولات

نیت: میں فرض/سنت/نفل یا دو/تین/چار رکعت نماز پڑھنے کا ارادہ رکھتا ہوں اللہ تعالیٰ کے لیے فجر/ظہر/عصر/مغرب/عشاء اور میں خانہ کعبہ کی طرف منہ کر رہا ہوں۔ یہ نعت کسی بھی زبان میں ہو سکتی ہے، خواہ وہ عربی ہو یا اپنی مادری زبان، جہاں تک نماز کے دیگر تقاضوں کا تعلق ہے جیسا کہ ذیل میں اشارہ کیا گیا ہے، یہ اس عربی زبان میں ہونا چاہیے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کیا تھا۔

ثنا

[illegible]

"اے اللہ تیری پاکی ہے اور تیری حمد ہے اور تیرا نام بابرکت ہے اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے"

تعوذ

[illegible]

’’میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں‘‘

تسمیہ

[illegible]

"اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔"

سورہ فا

o [illegible] o
[illegible] o [illegible]
[illegible]

[illegible] o

ترجمہ

[illegible]

[illegible]

"تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کا پالنے والا اور پالنے والا ہے، بڑا مہربان، رحم کرنے والا، جزا کے دن کا مالک ہے، ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں، ہمیں سیدھا راستہ دکھا، ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام کیا، نہ ان لوگوں کا جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی گمراہوں کا۔"

[illegible]

"کہو: وہ اللہ ہے، اکیلا ہے، اللہ ہے، ابدی ہے، مطلق ہے، نہ اس سے جنا گیا ہے، نہ اس سے کوئی پیدا ہوا ہے، اور اس کے جیسا کوئی نہیں ہے۔"

تسبیح رکوع

[illegible]

"پاک ہے میرے رب عظیم کی"

تسمیہ

[illegible]

"اللہ اس کی سنتا ہے جو حمد کرتا ہے"

ترجمہ

"اے ہمارے رب! تمام تعریفیں تیرے ہی لیے ہیں"

ترجمہ

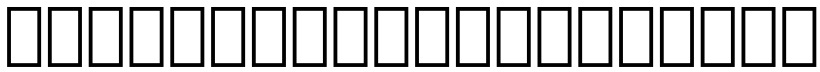

"پاک ہے میرے رب کی، جو سب سے بلند ہے"

سجدہ

ترجمہ

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ

"تمام دعائیں اور عبادتیں جو قول، فعل اور مال سے کی جاتی ہیں صرف اللہ کی وجہ سے سلام ہو آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو"

تشہد

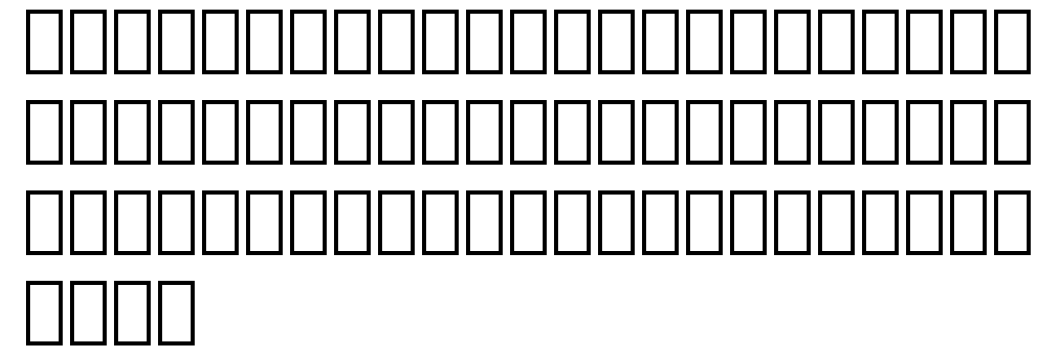

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں"

درود

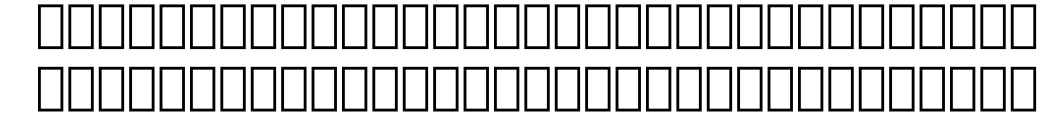

"اے اللہ! محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے سچے پیروکاروں کو اس طرح سرفراز فرما جس طرح تو نے ابراہیم اور سچے پیروکاروں کو سرفراز کیا، کیونکہ بے شک تیری تعریف اور بزرگی ہے، اے اللہ! محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے پیروکاروں پر رحمت نازل فرما جیسا کہ تو نے ابراہیم اور سچے پیروکاروں پر رحمت نازل فرمائی ہے ابراہیم کے پیروکار، بے شک تیری تعریف اور بزرگی ہے۔"

ی

□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□□
□□

ا□ میر□ رب مجھ□ نماز قائم کرن□ والا بنا د□ اور میری اولاد میں س□ بھی□ ا□ □مـار□
رب میری دعا قبول فرما، ا□ ایک رب! مجھ□، میر□ والدین اور مومنوں کو قیـامت ک□
دن اپنی بخشش س□ ڈھانپ ل□□

س
لا
م

□□□□□□□□□□□□□□□□□
□□□□□□□□□□□□□□□□□
□

"السلام علیکم اور الل□ کی رحمت"

سیکشن آٹھ اسلام ک□ پانچ ستون

باب 3

زکٰو□

- اسلام کا تیسرا ستون□
- لفظ "زکا" س□ ماخوذ □□ جس کا مطلب □□ 'پاک کرنا'□
- □جرت س□ پ□ل□ مک□ مکرم□ میں نظام شروع □وا□ 2 □جری میں لازم کیا گیا□
- قرآن مجید میں 32 مرتب□ ذکر آیا □□، زیاد□ تر نماز ک□ ساتھ□
- زکٰو□ ریاست کی طـرف سـ□ عائـد کـرد□ ٹیکس ن□یں □□ اور ن□ □ی ی□ ریاسـت ک□ لـی□ اپنی صوابدید ک□ مطابق استعمال اور تقسیم کرنا □□□
- عبادت کی دوسری شکلوں (نماز، روز□، حج) ک□ بـرعکس، ی□ سـب کـو فائـد□ پ□نچـاتی □□، ن□ صرف عبادت گزار□
- زکٰو□ ان لوگوں پر واجب □□ جو:

I) مسلمان

II) بالغ

III) نصاب کی حد تک اپنی جائیداد جو ایک سال سے بلا تعطل ان کی ملکیت اور قبضے میں ہے

- زکوٰۃ کے فوائد:

I) زکوٰۃ ایک مسلم ملک کے مالیاتی نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے

II) اسلام / جہاد کی مدد اور حمایت کرتا ہے

III) رقم کو گردش میں رکھتا ہے

IV) غریبوں کی مدد کرتا ہے

V) دل کو مال و دولت کی محبت سے پاک کرتا ہے پیسے کو خود پاک کرتا ہے

VI) مسلمان کو بہت سی دوسری برائیوں سے بچاتا ہے دولت کی محبت دوسرے بہت سے غیر اخلاقی اعمال کی جڑ ہے

- اسلام کے پہلے خلیفہ حضرت ابوبکر نے ان قبائل کے خلاف اعلان جنگ کیا جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ریاست مدینہ کو زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا تھا ان کا خیال تھا کہ زکوٰۃ ایک ہی نماز ہے، یہ دونوں اسلامی ریاست/نظام/معاشرے کی بنیاد کو اندر سے مضبوط اور برقرار رکھتے ہیں
- قرآن پاک کہتا ہے:
- ''خوشحال ہیں وہ مومن جو اپنی نماز میں خشوع و خضوع سے کام لیتے ہیں، لغو باتوں سے منہ موڑتے ہیں اور زکوٰۃ کی ادائیگی میں سرگرم رہتے ہیں'' (23:1-4)
- ''یہ قرآن کی نشانیاں ہیں جو ایک ایسی کتاب ہے جو ایمان والوں کے لیے ہدایت اور انجیل ہے، نماز پڑھنے والے، زکوٰۃ ادا کرنے والے اور آخرت کے بارے میں یقین رکھنے والے ہیں'' (27:1-3)
- ''اور ان مشرکوں کے لیے ہلاکت ہے جو زکوٰۃ نہیں دیتے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے'' (41:5-6)
- ''نماز کی پابندی کرو، زکوٰۃ دو اور رسول کی اطاعت کرو، عنقریب تم پر رحم کیا جائے گا'' (24:55)
- اللہ اس شخص کی ضرور مدد کرے گا جو اس کی مدد کرتا ہے بے شک اللہ زبردست اور غالب ہے اگر ہم انہیں زمین میں بسائیں گے، نماز قائم کریں گے، زکوٰۃ دیں گے، نیکی کی ترغیب دیں گے اور برائی سے روکیں گے" (22:41-42)
- "ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب ایک اضافی تحفے کے طور پر دیا، ہم نے ان کو سیدھا آدمی بنایا اور ہم نے ان کو اپنے حکم سے لوگوں کی رہنمائی کے لیے نمونے بنایا، ہم نے انہیں نیک کاموں، نمازوں کی پابندی اور زکوٰۃ ادا کرنے کی ترغیب دی، چنانچہ انہوں نے ہماری خدمت کی" (21:72-73)
- ''اور نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو'' (2:43)

- اور انہیں حکم نہیں دیا گیا مگر یہ کہ اللہ کی عبادت کریں اور اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں اور نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہی صحیح دین ہے۔ (98:5)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
- ایک اعرابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی ایسا عمل بتا دیں جس سے میں جنت میں داخل ہو سکوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو جو تم پر فرض کی گئی ہے اور رمضان کا روزہ رکھو۔ اس (اعرابی) نے کہا: اس کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، میں ان (فرائض) میں کبھی کوئی اضافہ نہیں کروں گا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیٹھ پھیر لی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اہل جنت میں سے کسی آدمی کو دیکھنا چاہتا ہے تو اسے دیکھ لے۔ (بخاری ومسلم)
- حدیث قدسی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ابن آدم خرچ کرو ہم تجھ پر خرچ کریں گے۔
- "جو سونے یا چاندی کا مالک اپنا حق ادا نہیں کرے گا، قیامت کے دن اس کے لیے آگ کی تختیاں تیار کی جائیں گی، انہیں جہنم میں گرم کیا جائے گا، پھر اس کے پہلو، اس کی پیشانی اور اس کی پیٹھ کو (ان تختوں سے) استری کیا جائے گا، جب بھی وہ دوبارہ ٹھنڈا ہو جائیں گے، اس پر یہ عمل ایک ایسے دن میں دہرایا جائے گا جس کی پیمائش پچاس ہزار سال گزر جائے گی۔
(اللہ کی) مخلوق، اور ہر ایک اپنا راستہ دیکھتا ہے: یا تو جنت کی طرف یا جہنم کی طرف۔" (البخاری ومسلم)
- جسے اللہ تعالیٰ مال دے لیکن اس کی زکوٰۃ ادا نہ کرے تو قیامت کے دن اس کے لیے ایک بڑا سانپ جس کی آنکھوں کے اوپر دو سیاہ نقطے ہوں گے اسے ڈس لیں گے۔ پھر سانپ اسے منہ کے کونوں سے پکڑے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا کنز ہوں۔
- "اور جو لوگ بخل کرتے ہوئے اس چیز کو روکتے ہیں جو اللہ نے ان کو اپنے فضل سے دیا ہے وہ یہ نہ سمجھیں کہ یہ ان کے لیے اچھا ہے، بلکہ یہ ان کے لیے بدتر ہو گا، جس چیز کو انہوں نے لالچ سے روک رکھا ہے، وہ قیامت کے دن ان کے گلے میں گریبان کی طرح بندھے ہوئے ہوں گے۔" زکوٰۃ کی شرح:
- نقد، سونا اور چاندی، زیورات، فصلوں، جانوروں، معدنیات، زرعی زمینوں اور ہر قسم کے تجارتی سامان پر زکوٰۃ واجب ہے۔

آئٹم	ریمارکس
نقدی، سونا، چاندی	شرح 2 ½ فیصد ہے؛ 52 ½ تولے چاندی اور 7 ½ تولے سونا
کانوں سے پیداوار	شرح کل پیداوار کا 1/5 واں ہے اسے خمس کہتے ہیں
زرعی اراضی ٹیکس	قدرتی طور پر سیراب شدہ زمین کی پیداوار کا 1/10واں حصہ، مصنوعی طور پر سیراب شدہ زمین کا 1/20واں حصہ
تجارت کے مضامین	200 درہم سے زیادہ کی تمام اشیاء پر زکوٰۃ
بھیڑ یا بکری	ہر 40 - ایک بھیڑ/بکری - دو بھیڑیں/بکریاں

	200+ - ہر سو کے لیے ایک بھیڑ/بکری
بیل، گائے، بھینس	30 سے 40 - ایک سال کا ایک بچھڑا
	ہر 40 - دو سال کا ایک بچھڑا
اونٹ	ہر 5 – ایک بکری یا بھیڑ 10
	– 14 – تین بکریاں
	25-35 - ایک مادہ اونٹ
صدقہ الفطر	رمضان المبارک کے مکمل ہونے کے بعد فرض ہے

<u>زکوٰۃ کی تقسیم:</u>

1. فقراء - وہ لوگ جو غریب ہیں اور نصاب کے برابر مال نہیں رکھتے
2. مساکین - وہ لوگ جو انتہائی ضرورت مند ہیں اور اپنے روزمرہ کے کھانے کے لیے بھیک مانگتے ہیں
3. العالمین - وہ لوگ جنہیں سربراہ مملکت نے زکوٰۃ جمع کرنے کے لیے مقرر کیا ہے یہ ضروری نہیں کہ وہ محتاج ہوں
4. اسلام میں نئے لوگ اور زندگی کی بنیادی ضروریات کے محتاج ہیں
5. غلام جنہیں آزاد کیا جائے گا اگر وہ اپنے آقاؤں کو ایک مقررہ قیمت ادا کریں
6. وہ لوگ جن کے پاس اتنی دولت نہیں ہے کہ وہ اپنے جائز (غیر اسلامی) قرضوں کی ادائیگی کر سکیں
7. جن لوگوں کو ایک ذمہ داری پوری کرنی ہے لیکن ان کے پاس فنڈز نہیں ہیں
8. وہ مسافر جو گھر میں آرام سے ہیں لیکن سفر کے دوران بنیادی ضروریات سے محروم ہیں

- زکوٰۃ سیدوں (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد)، کسی کے والدین یا بچوں، غیر مسلموں اور لوگوں کو خدمات کے عوض <u>رضاکارانہ صدقہ یعنی صدقہ کے طور پر نہیں دی جا سکتی:</u>
- زکوٰۃ کو دیگر نیک کاموں سے پورا کرنا ضروری ہے:

"جو شخص اپنی بھوک کے ساتھ کھانا کھاتا ہے اور اس کا پڑوسی بھوکا رہتا ہے وہ سچا مسلمان نہیں ہے" (حدیث)

- ہمیں بتایا گیا ہے کہ نیک لوگ اللہ کی محبت میں اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، مسافروں اور غلاموں کے فدیہ پر خرچ کرتے ہیں
- ہمیں کہا گیا ہے کہ ضرورت مندوں پر خرچ کرو جو تمہاری ضرورت سے باہر ہے''
- اللہ کی راہ میں، اس کی راہ میں یا حق کی راہ میں خرچ کرنے کو "قرض حسنہ" یا "اللہ کو خوبصورت قرض دینا" کہتے ہیں
- ہمیں تنبیہ کی گئی ہے کہ جن لوگوں کو صدقہ دیا گیا ہے ان کو نہ ملامت کریں اور نہ ہی انہیں فضول چیزیں دیں
- چھپ کر صدقہ دینا کھلے عام دینے سے افضل ہے

- ہمیں نہ صرف خود غریبوں کو کھانا کھلانا ہے بلکہ دوسروں کو بھی ایسا کرنے کی ترغیب دینے کی ضرورت ہے
- اسلام میں پیشہ ور بھکاری کی اجازت نہیں ہے

دفعہ آٹھ اسلام کے پانچ ستون

باب 4

روزہ (صوم)

- اسلام کا چوتھا ستون
- لغوی معنی کسی چیز سے باز آنا یا پرہیز کرنا ہے صوم یا صیام بھی کہلاتا ہے
- شب معراج، شعبان 2 ہجری کو فرض کیا گیا
- رمضان المبارک کا چاند نظر آنے پر روزے شروع کیے جاتے ہیں اور شوال کا چاند نظر آنے پر بند کر دیا جاتا ہے
- واحد مقصد برائی سے بچنا اور انسان کو متقی بنانا
- روزے صبح صادق سے غروب آفتاب تک کھانے، پینے، سگریٹ نوشی، ازدواجی تعلقات اور تمام ایسے کاموں سے پرہیز ہے جو اللہ کو راضی نہ کریں
- اللہ کی پچھلی امتوں پر بھی روزے فرض تھے
- روزے خود اذیت نہیں ہے یہ خود پر پابندی ہے
- روزے کے فائدے:

I) اللہ کا خوف / تقویٰ پیدا کرتا ہے
II) اللہ پر ایمان کو مضبوط کرتا ہے
III) مسلمانوں کو نظم و ضبط و ضبط نفس سیکھتے ہیں
IV) مسلمانوں کو زندگی کی مشکلات کو بہتر طریقے سے برداشت کرنے کی تربیت دیتا ہے
V) دنیاوی ضروریات کا شوق اکثر برے کاموں کی جڑ ہے روزے اس ضرورت کو روکتا ہے
VI) روزے اخوت کو فروغ دیتا ہے، جیسا کے مومن سمجھتے ہیں کے وہ اللہ کے لیے روزے رکھتے ہیں اور ایک ہی مشن پر ہیں
VII) مسلمان غریبوں کی بھوک کی تکلیف کو محسوس کرتے ہیں اور ان کی حالت زار کو سمجھتے ہیں
VIII) سائنسی طور پر یہ مسلمانوں کی غذائیت میں ایک صحت مند توازن ہے

IX) انسانی معاشی زندگی پر مثبت اثرات مرتب ہوتے ہیں: محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزہ وہ مہینہ ہے جس میں مومنوں کے رزق میں اضافہ ہوتا ہے۔

- اللہ فرماتا ہے:
- ''اے ایمان والو تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ حاصل کرو'' (2:183)
- "رمضان کا مہینہ جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو انسانوں کے لیے ہدایت ہے اور ہدایت اور حق و باطل کے درمیان فرق کرنے والی واضح دلیلیں ہیں" (2:185)
- ''بے شک ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا ہے۔ اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے'' (97:1-3)
- ''اور جو لوگ مشکل سے روزے رکھ سکتے ہیں (بوڑھے وغیرہ) ان کے پاس (روزے رکھنے کا اختیار ہے یا) ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے'' (2:184)
- ''پس تم میں سے جو شخص (رمضان کی پہلی رات) کا چاند دیکھ لے، اسے چاہیے کہ وہ اس مہینہ کے روزے رکھے، اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو، تو دوسرے دنوں سے (روزے نہ رکھنے والے) دنوں کی تعداد پوری کرے (2:185)
- حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:
- جس نے رمضان کے روزے ایمان کے ساتھ اور اللہ سے ثواب کی نیت سے رکھے تو اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے، جو شخص ایمان کے ساتھ اور اللہ سے ثواب کی نیت سے رمضان میں قیام کرے گا، اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیے جائیں گے اس کے پچھلے گناہوں کو معاف کر دیا
- اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے: اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرنا، زکوٰۃ دینا، خانہ کعبہ کا حج کرنا اور رمضان کے روزے رکھنا (متفق علیہ)
- ''تم میں سے کوئی شخص (رمضان شروع ہونے سے پہلے) ایک یا دو دن کے روزے نہ رکھے، سوائے اس کے جو اس دن کا روزے رکھتا ہو، تو وہ اس دن روزے رکھے'' (البخاری)
- "روزے گناہوں کے خلاف ڈھال ہے"
- "روزے نفاق سے محفوظ ہے"
- "کھانا طلوع فجر سے تھوڑا پہلے کھا لیا کرو، کیونکہ اس وقت کھانا کھانے میں برکت ہے"
- "جنت کے آٹھ دروازے ہیں جن میں ایک دروازے ہے جسے ریان کہتے ہیں، اس میں سوائے روزے داروں کے کوئی داخل نہیں ہوگا" <u>روزے کا طریقہ:</u>
- صبح صادق سے تھوڑا پہلے کھانا (سحری یا سحر) کھاؤ
- روزے کی نیت کا اعلان عربی یا اپنی زبان میں کریں بغیر نیت کے روزے نہیں ہے

غروب آفتاب تک کھانا پینا، ازدواجی تعلقات اور اللہ کی طرف سے حرام کردہ تمام کاموں سے پرہیز کریں۔

- جیسے ہی افطار کا وقت آئے فوراً افطار کر لیا کرو کیونکہ جو لوگ جلدی افطار کرتے ہیں ان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی کا اظہار فرمایا ہے۔

<u>غیر واجب/سنت روزے:</u>

I) 9 اور 10 محرم: حضرت موسیٰ اور بنی اسرائیل کی فرعون سے آزادی کی تاریخ۔

II) سوموار: وہ دن جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہوئی اور نبوت ملی۔

باب 5

حج (حج)

- اسلام کا پانچواں ستون
- لفظ حج کے لغوی معنی ہیں "عزم کرنا"، "ارادہ کرنا" یا "وصیت اور خواہش کرنا"
- حج نماز، زکوٰۃ اور روزہ سے مختلف ہے کہ دوسروں میں صرف مالی عبادت یا جسمانی عبادت شامل ہے، جبکہ حج دونوں کا مرکب ہے
- حج سب سے بڑی عبادت ہے

<u>کعبہ:</u>

- اللہ کا گھر زمین پر مردوں کے لیے ایک پناہ گاہ کہلاتا ہے
- فرشتوں نے حضرت آدم کو خانہ کعبہ کا صحیح مقام بتایا پھر حضرت آدم علیہ السلام نے کعبہ تعمیر کیا
- حضرت نوح علیہ السلام کے عظیم سیلاب کی وجہ سے خانہ خدا غائب ہو گیا
- تقریباً 4500 سال قبل حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل نے دوبارہ تعمیر کروایا مقام ابراہیم: حضرت ابراہیم کی اللہ سے دعا ہے کہ وہ اپنی قوم کو اللہ کا مطیع بنائے اور ان میں ایک نبی پیدا کرے
- حجر اسود پر مشتمل ہے، وہ مقدس حجر اسود جو حضرت اسماعیل کو جبریل علیہ السلام نے گھر کی تعمیر نو کے دوران دیا تھا یہ پتھر دودھیا سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے سیاہ ہو گیا ہے
- تاریک دور میں، 360 کافر بتوں پر مشتمل تھا، زیادہ تر خاندانوں/ قبیلوں کے اپنے بت تھے انہیں بعد میں فتح مکہ کے بعد محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے توڑ دیا
- سیلاب نے کعبہ کو شدید نقصان پہنچایا جب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیس سال کے تھے کیونکہ کمزور ڈیم پانی کو روک نہیں سکتے تھے مکہ والوں نے اللہ کے خوف سے عمارت کی ایک اینٹ بھی گرانے کی ہمت نہیں کی
- کعبہ کے خزانوں کی چوری: چور نے گڑھے سے کئی نذرانے چرائے وہ پکڑا گیا کعبہ کے لیے بہتر دیواروں اور چھت کی ضرورت پر زور دیا
- عقاب اور ازگر کی کہانی: کعبہ میں خطرناک کوبرا رہائش پذیر تھا، کسی کو عمارت کے قریب جانے کی ہمت نہ تھی، اس لیے دوبارہ تعمیر نہ کر سکے ایک دن عقاب آیا اور سانپ لے کر اڑ گیا مکہ والوں نے اسے نشانی کے طور پر لیا اور تعمیر شروع کر دی

جدہ کے قریب یونانی انجینئر باقم کا جہاز تباہ ہو گیا تھا مکہ والوں نے اپنے جہاز کی لکڑی خریدی اور خانہ کعبہ کی تعمیر نو میں اس کی مدد کی

- حجر اسود کا تنازعہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قبائل کو مطمئن کیا
- 2 ہجری تک اور کچھ عرصہ تک، محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے پیروکار یروشلم میں مسجد الاقصی کی طرف منہ کر کے نماز ادا کرتے تھے تاہم مدینہ میں قبلہ کو مسجد حرام میں تبدیل کر دیا گیا

''ہم آپ کے چہرے کا رخ (آسمان کی طرف رہنمائی کے لیے) دیکھتے ہیں: اب ہم آپ کو قبلہ کی طرف پھیریں گے جو آپ کو خوش کرے گا، پھر اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر لیں، آپ جہاں کہیں بھی ہوں، اپنے منہ اسی طرف پھیر لیں'' (2:144)

زم زم:

- وہ کنواں حضرت اسماعیل کے قدموں کے نیچے سے نکلا جب ان کی والدہ حضرت ہاجرہ صفا و مروہ کے درمیان پانی کی تلاش میں تھیں

حج پر قرآن:

''اس کا حج کرنا اللہ تعالیٰ پر ان لوگوں پر فرض ہے جو سفر کی استطاعت رکھتے ہوں'' – (3:97)

''اللہ کے لیے حج اور زیارت کرو'' (2:196)

حج کے متعلق احادیث:

''اے لوگو، تم پر حج فرض کیا گیا ہے، لہٰذا اسے کرو''

''جو حج قبول ہو اس کا بدلہ جنت سے کم نہیں''

عائشہ کی جہاد میں شامل ہونے کی درخواست کے جواب میں: "تم عورتوں کا جہاد حج ہے"

محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ اگر کوئی شخص بے ہودہ باتوں یا برے کاموں کے بغیر حج کرے گا تو وہ (گناہوں سے پاک) واپس آئے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا

حج کے فوائد:

1. حاجی مشکلات کو برداشت کرتا ہے اور اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اللہ کے لیے قربانی کرنے کی تربیت حاصل کرتا ہے
2. حج اللہ سے استغفار کا ذریعہ ہے
3. زائرین دور دراز علاقوں/ممالک سے اپنے بھائیوں سے واقف ہوتے ہیں
4. مسلمانوں کے درمیان بھائی چارے پیدا کرتا ہے نسلی، لسانی اور علاقائی رکاوٹیں
5. مساوات کے احساس کو بہتر بناتا ہے حج میں بادشاہ اور غلام طواف اور دیگر عبادات کندھے سے کندھا ملا کر ادا کرتے ہیں

6. تجارت اور تجارت کو فروغ دیتا ہے مکہ، مدینہ اور گردونواح کا دارومدار حج سے پیدا ہونے والی کاروباری ٹریفک پر ہے

<u>جن پر حج فرض ہے:</u>

- وہ جو ہیں:

I) بالغ

II) مفت.

III) سائیں

IV) صحت مند

V) مسلمان

VI) سفر کا متحمل ہو سکتا ہے اور اس کی غیر موجودگی میں اس کے خاندان کو سنبھالا جا سکتا ہے

VII) ایک محفوظ سفر کر سکتا ہے، اس کی جان کو کوئی خطرہ نہیں ہے

<u>حج اور عمرہ میں فرق:</u>

حج	عمرہ
فراز	فرز نہیں
صرف مقررہ اوقات پر انجام دیا جا سکتا ہے	کوئی مقررہ تاریخ یا وقت نہیں
وقوفِ عرفات، وقوفِ مزدلفہ، وقوفِ منیٰ، شیطان کو سنگسار کرنا، مشترکہ دعائیں، طواف اقدس، طوافِ وِدہ	کوئی نہیں
بہت سی غلطیوں کی سخت سزا	زیادہ تر معاملات میں نرمی ہے
تلبیہ 10 ذی الحج کو رکی	طواف کرتے وقت تلبیہ رک گیا

حج کا طریقہ

<u>پہلا مرحلہ: احرام:</u>

- حج کا پہلا فرض
- حج کی نیت کا اعلان اللہ کی راہ میں دنیاوی چیزوں کو ترک کرنے کا واضح اشارہ
- رنگ پر کوئی پابندی نہیں، اگرچہ وہ ہلکے ہونے چاہئیں خوشبو یا زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے نہ پہنیں
- مردوں کے لیے: نئے سلائے ہوئے کپڑے کی دو چادریں، ایک نچلے جسم کو ڈھانپنے کے لیے (ناف نیچے کی طرف)، ایک کو ہلکے سے کندھوں پر لٹکایا جائے سر کھلا رہتا ہے
- خواتین کے لیے: عام کپڑے سر کو ڈھانپنا چاہیے، چہرے کو کوئی کپڑا نہیں لگنا چاہیے

احرام باندھنے سے پہلے غسل کریں اور بدن کو پاک کریں

- دو رکعت نفل پڑھے اونچی آواز میں تلبیہ پڑھیں:

میں حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہوں اللہ میں حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں تیری خدمت میں حاضر ہوں تمام تعریفیں اور تمام نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں۔

احرام کی پابندیاں:

- سلا ہوا کپڑا پہننا (مردوں کا)
- پاؤں کی ابھری ہوئی ہڈیوں کو ڈھانپنے والا جوتا پہننا۔
- سر یا پاؤں پر پٹی باندھنا۔
- مردوں کا لیے سر یا چہرہ ڈھانپنا۔ خواتین کا لیے چہرہ ڈھانپنا۔
- بال مونڈنا، کاٹنا یا تراشنا۔
- ناخن کاٹنا۔
- کسی بھی قسم کا پرفیوم استعمال کرنا۔
- گالی گلوچ یا گندی زبان استعمال کرنا۔

احرام کی مکروہات:

- گندگی یا مٹی کو دور کرنے کا لیے جسم کو رگڑنا
- خوشبو دار صابن کا استعمال۔
- پانی سے دھونے کی اجازت ہے۔
- خوشبو دار اشیاء کو سونگھنا۔
- بالوں میں کنگھی کرنا، یا بالوں میں انگلیاں پھیرنا (تاکہ جوئیں نہ ماریں یا بال نہ گریں)۔
- احرام کی چادریں پکڑنے کا لیے پن یا سوئی کا استعمال۔
- کھانے میں مصالحہ جات کا استعمال۔

احرام کے جائز اعمال:

- ٹوتھ برش یا مسواک کا استعمال۔
- نقصان دہ کیڑے مکوڑے یا جانور جیسے سانپ مارے جا سکتے ہیں۔
- حلال جانور، لیکن شکار نہیں، کھایا جا سکتا ہے۔
- جسم ڈھانپنے کے لیے کمبل کے استعمال کی اجازت ہے، لیکن چہرہ یا سر کے لیے نہیں۔

مکہ پہنچنا: مواقیت:

- مکہ مکرمہ کے اطراف میں تقدس کے دائرے بنائے گئے ہیں۔
- حلقوں کی فہرست (اندرونی سے لے کر سب سے باہر تک):

I) مسجد حرام۔

II) مکہ۔

III) حرم۔

IV) مواقیت

- (II) غیر مسلموں پر حرام ہیں کسی کو مارنا یا پکڑنا یا شکار کرنا بھی ممنوع ہیں
- (III) کی حدود اللہ کے حکم سے حضرت آدم اور پھر حضرت ابراہیم نے طے کیں حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس کی حدود کی نشاندہی کرنے کے لیے ستون بنائے
- (IV) وہ مقامات ہیں جن سے باہر کوئی شخص حج، عمرہ یا کسی اور مقصد کے لیے مکہ مکرمہ جانے والا احرام باندھے بغیر نہیں جا سکتا خلاف ورزی پر اسے قربانی دینا پڑے گی

<u>دوسرا مرحلہ: طواف:</u>

- تعریف: کعبہ کا سات طواف ہر سرکٹ کو شاٹ کہتے ہیں
- (روایتی طور پر) حجر اسود کو چومنے سے شروع کرنا
- خانہ کعبہ کے دروازے الملتزین پر جا کر ختم ہوا
- طواف کی اقسام:

طواف	ریمارکس
طواف قدوم	سنت مسجد حرام میں داخل ہونے پر انجام دیا
طوافِ عمرہ	عمرہ کرنے والوں پر فرض ہیں
طواف نفل	نفل اس پر کوئی پابندی نہیں کہ اسے کتنی بار کیا جا سکتا ہیں وضو اور نیت کا معمول استعمال کریں
طواف زیارت	فرد 10 اور 12 ذی الحج کی فجر کے درمیان ادا کرنا ضروری ہیں
طواف وداع	واجب مکہ سے آخری روانگی کے وقت انجام دیا موقیت کے باہر سے کسی پر بھی لازم ہیں

<u>تیسرا مرحلہ: **Sayi**:</u>

- صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان سات تیز چکر
- حجاج کو ایسی بلندی پر چڑھنا چاہیے جس سے مکہ مکرمہ کا نظارہ ہو
- حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زوجہ حضرت ہاجرہ صفا اور مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان دوڑتے ہوئے اپنے بچے حضرت اسماعیل کے لیے پانی کی تلاش میں دوڑیں حضرت اسماعیل علیہ السلام کے قدموں تلے زم زم کا نام نکلا
- سائی نے اس یاد میں پرفارم کیا یہ ماؤں کی محبت اور اللہ کا شکر ادا کرنے کا اظہار ہے جس نے اسماعیل کے قدموں کے نیچے کنواں بنا دیا
- صفا اور مروہ اللہ کی نشانیاں ہیں

<u>چوتھا مرحلہ: 8 تاریخ کی صبح سے منیٰ میں قیام کریں:</u>

منیٰ کا میدان مکہ مکرمہ سے 4 میل مشرق میں ہیں

- میدان کا راستہ عقبہ کی مشہور پہاڑی سے گزرتا ہے، عقبہ کے عہد کی جگہ ہے
- دوپہر سے پہلے منیٰ پہنچ جانا چاہیے تلبیہ، درود اور کلمہ توحید کا ورد کریں

- ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں منیٰ میں ادا کریں۔ 9 تاریخ کی نماز فجر کی ادائیگی کے بعد عرفات کے لیے روانہ ہوں۔ عرفات میں فجر کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔

پانچواں مرحلہ: 9 کی فجر سے عرفات میں قیام:

- میدان عرفات مکہ مکرمہ سے 9 میل کے فاصلہ پر ہے۔
- عرفات میں قیام فرض ہے۔ اس کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔
- عرفات میں قیام کے دن کو یوم عرفات کہتے ہیں۔
- محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطبہ عرفات کی وادی عرانہ میں دیا۔
- حضرت آدم اور حضرت حوا برسوں کے گھومنے پھرنے کے بعد یہاں دوبارہ مل گئے۔
- قیامت کے دن تمام انسان یہاں جمع ہوں گے۔
- میدان میں ایک پہاڑ ہے جسے جبل رحمت کہتے ہیں۔
- وقوف عرفات کی بہترین صورت یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے تلبیہ، کلمہ توحید اور استغفار پڑھتے ہوئے اللہ سے دعا مانگیں۔
- ظہر اور عصر کی نمازیں مسجد نمرہ میں باجماعت کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں یا عرفات میں کسی اور جگہ امام کے ساتھ یا اس کے بغیر پڑھی جاسکتی ہیں۔
- غروب آفتاب کے فوراً بعد مغرب کی نماز ادا کیے بغیر مزدلفہ کے لیے روانہ ہو جائیں۔

چھٹا مرحلہ: 9 تاریخ کی شام کو مزدلفہ کا سفر:

- مزدلفہ مکہ مکرمہ سے 6 میل کے فاصلہ پر منیٰ اور عرفات کے درمیان ہے۔
- اس جگہ کو قرآن میں مقدس یادگار کہا گیا ہے۔
- مزدلفہ میں کسی بھی جگہ ٹھہر سکتا ہے سوائے وادی محشرین کے جہاں اصحاب فیل فنا ہوئے تھے۔
- مغرب اور عشاء کی نمازیں ایک ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔
- یہاں شیطان کو سنگسار کرنے کے لیے 49 کنکریاں اٹھائی جاتی ہیں۔
- 10 کو فجر کی نماز کے بعد منیٰ کے لیے روانہ ہوں۔

ساتواں مرحلہ: 10 تاریخ کی صبح سے منیٰ میں قیام کریں اور جمرات العقبہ کی رمی:

- تین راتیں (10ویں، 11ویں، 12ویں) جمرات کے تین ستونوں کو سنگسار کرنا۔
- تین ستون جمرات العقبہ، جمرات الوسطیٰ اور جمرات الصغرا ہیں۔
- شیطان نے حضرت ابراہیم کو دھوکہ دینے کی کوشش کی، کیونکہ وہ حضرت اسماعیل کو اللہ کے حضور قربانی کے لیے پیش کرنے والے تھے۔ اسی کی یاد میں رمی کی جاتی ہے۔
- 10 تاریخ کو 49 میں سے 7 پتھر صرف جمرات العقبہ میں ڈالیں۔ پتھر کے ستون سے چھ سات فٹ کھڑے ہو کر کنکری کو انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے پکڑ کر بسم اللہ پڑھیں اور ہر کنکری پھینکنے کے بعد اللہ اکبر پڑھیں۔
- 10 تاریخ کو رمی کے فوراً بعد تلبیہ بند کر دینا چاہیے۔

آٹھواں مرحلہ: قربانی:

- رمی سے واپس آکر حضرت ابراہیم کے اپنے بیٹے کو اللہ کی راہ میں قربان کرنے پر آمادگی کی یاد میں قربانی کریں۔
- قربانی کے بعد مرد سر منڈوائیں۔ خواتین کو بالوں کا تالا کاٹنا چاہیے۔
- اب آپ عام کپڑوں میں تبدیل ہو سکتے ہیں اور احرام کی پابندیاں ختم ہو گئی ہیں۔
- طواف کی پابندیاں ابھی ختم نہیں ہوئیں۔

<u>نواں مرحلہ: طواف زیارت:</u>

- حج کی دوسری اہم ترین چیز۔ اگر ادا نہ کیا جائے تو حج باطل ہو جاتا ہے۔
- اگر 12 ذی الحجہ کے بعد کیا جائے تو قربانی لازم ہے۔

<u>دسویں مرحلہ: 11 اور 12 کو رامی:</u>

- رمی غروب آفتاب کے بعد کرنی چاہیے۔
- رامی کا حکم:

I) جمرات الصغرا ۔
II) جمرات الوسطہ۔
III) جمرات العقبہ۔

<u>گیارہواں مرحلہ: طواف وداع:</u>

- روانگی سے پہلے طواف کیا۔
- حج سے متعلق تمام پابندیوں سے رہائی۔
- روانگی سے پہلے مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھیں، حجر اسود کو چومیں اور زم زم کا پانی پی لیں۔
- حج کے بعد ہر مسلمان کی یہ شدید خواہش ہوتی ہے کہ وہ مدینہ منورہ کی زیارت کرے، روضہ رسول پر درود و سلام پڑھے اور مسجد نبوی میں مسلسل آٹھ دن تک عبادت کرے تاکہ قیامت کے دن جنت میں داخلے کے لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سفارش حاصل کی جاسکے۔
- حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اس کی قبر کی زیارت کی نیت سے آیا وہ قیامت کے دن اس کے پڑوس میں ہو گا اور جو شخص دو حرموں میں سے کسی ایک میں فوت ہو گیا اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن ہر خوف سے پاک لوگوں میں سے اٹھائے گا۔

حج کا فریضہ

- احرام باندھنا، نعت، تلاوت کرنا
- تلبیہ
- وقوفِ عرفات
- طواف زیارت

حج کے واجبات

- مزدلفہ میں قیام کریں
- سائیں
- رامی
- قربانی
- طواف وداع

حج کی سنتیں

- طواف قدوم
- 8 کی رات منیٰ میں قیام کریں
- 9 تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کے لیے نکلنا • امام کی روانگی کے بعد عرفات سے نکلنا
- عرفات سے واپسی پر مزدلفہ میں قیام
- عرفات عمرہ میں غسل کرنا :
- اس سے مراد معمولی حج یا حج اصغر ہے
- رمضان کے مہینے میں حج کے برابر ثواب (حدیث کے مطابق)
- عمرہ کے لیے احرام باندھنا فرض ہے
- 9 اور 13 ذی الحج کے درمیان عمرہ کرنا ناپسندیدہ ہے

سیکشن نو

حقوق اللہ اور انسان

انسانوں پر اللہ کے حقوق:

- توحید یعنی صرف اللہ پر ایمان اور کلمہ: لا الہ الا اللہ
- اللہ کے فرشتوں پر ایمان
- اللہ کی کتابوں پر ایمان
- اللہ کے نبیوں پر ایمان
- قیامت کے دن پر ایمان
- دن میں پانچ مرتبہ نماز پڑھنا
- ماہ رمضان میں روزے رکھنا
- سال میں ایک بار زکوٰۃ ادا کرنا

- حج کرنا
- جہاد

- حقوق العباد کی ادائیگی کے لیے ہمیں بہت سی چیزیں دی گئی ہیں یعنی:

اسلام کا ستون	رزق
نماز	اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر سکتے ہیں۔ ہم بیٹھ کر نماز پڑھ سکتے ہیں اگر ہم کھڑے نہیں ہو سکتے۔ ہم مصروف کاروباری اوقات وغیرہ میں قرآن کے چھوٹے چھوٹے حصے پڑھ سکتے ہیں۔
زکوٰۃ	صرف ایک کم سے کم شرح مقرر کی گئی ہے اور مردوں سے کہا گیا ہے کہ وہ باقی میں سے جتنا چاہیں خرچ کریں۔ مرد پر زکوٰۃ سے زیادہ صدقہ دینے کا پابند نہیں ہے۔
زیارت	یہ صرف ان پر واجب ہے جو اس کی استطاعت رکھتے ہوں اور صحیح سلامت پہنچ سکتے ہوں وغیرہ۔
جہاد	ہمیں کہا گیا ہے کہ بیماروں، بوڑھوں اور زخمیوں کو مت مارو۔ ہمیں صرف ان سے لڑنے کا حکم دیا گیا ہے جو لڑنے کے لیے اٹھ کھڑے ہوں۔

- ہمیں اللہ ہی سے معافی مانگنی ہے۔
- ہمیں اللہ کی یاد، حمد اور تسبیح کرنی ہے۔
- ہمیں اللہ کا شکر ادا کرنا ہے ناشکری نہیں کرنی چاہیے۔
- ہمیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کی اطاعت کرنی ہے۔
- ہمیں اللہ کی تمام مخلوقات کے ساتھ حسن سلوک کرنا ہے۔

<u>خود کے حقوق:</u>

- ہمارا خود پر حق ہے کہ:

I) اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیغام پر عمل کریں۔

II) اپنے آپ کو نقصان دہ اور شرمناک کاموں سے روکیں جو ہمیں جسمانی یا روحانی طور پر تکلیف پہنچاتے ہیں۔

III) حلال و حرام کی حدود کی پابندی کرو۔

IV) اپنے آپ کو مناسب لباس اور خوراک مہیا کریں اور زندگی کی مناسب آسائشوں سے لطف اندوز ہوں۔ اسلام سختی سے خود انکاری سے منع کرتا ہے۔

<u>اولاد پر والدین کے حقوق:</u>

- والدین اپنی اولاد کے لیے اپنی آسائشیں قربان کر دیتے ہیں۔ وہ اپنی اولاد کے لیے بے شمار مشکلات برداشت کرتے ہیں۔
- ہم اپنے والدین کی توہین کا ایک لفظ بھی نہیں کہہ سکتے۔
- اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے:
- اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ تم اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور اپنے ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کرو، اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہاری زندگی میں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اُف نہ کہو۔

جہ